عمران سیریز

لیڈی سیکریٹ سروس

مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

23

ہیڈ برسیکرٹ سروس

مکمّل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ہے یہ پیش لفظ عمران کی مدد کے بغیر لکھا جائے
اس کے بارے میں آپ رائے دیں کہ پیش لفظ
بہتر ... پڑھتے ہیں ——— ؟ تاکہ آپ کی رائے کا سہارا
لے کر سیف صاحب حضرات کو مجبور کیا جا سکے۔
مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس مسئلے پر اپنی رائے دیں گے۔

والسلام
مخلص مظہر کلیم ایم اے

صفدر نے رائفل کی نال سیدھی کی اور پھر آنکھ اس پر لگی ہوئی مکھی پر جما دی۔ رائفل آہستہ آہستہ دائیں طرف گھومتی چلی گئی۔ صفدر کی انگلی ٹریگر پر جمی ہوئی تھی اور چہرے پر عجیب سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ پھر ایک زاویے پر اس نے رائفل روکی اور دوسرے لمحے سانس روکتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

ٹریگر دبتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور فضا میں عمران کی چیخ گونج اٹھی۔ چیخ کی بازگشت سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اوپر سے نیچے تک چلی گئی ہو اور پھر کسی کے زمین پر گرنے کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ماحول درندے کی گرجدار دھاڑ سے گونج اٹھا۔

عمران کی چیخ سنتے ہی صفدر بری طرح چونک پڑا اور اس نے پھرتی سے رائفل کی نال پر فٹ طاقتور ٹارچ روشن کر دی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر خوف کے ... طبق روشن ہو گئے۔ ٹارچ کی روشنی میں اس نے نیچے گرے ہوئے عمران کو اٹھتے اور ایک سیاہ رنگ کے چیتے کو اس پر جھپٹتے دیکھا اور پھر صفدر کو اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے بھی بجلی کی سی تیزی سے مچان سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس کے پنجوں نے زمین چھوئی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" مروا دیا تھا یار ——— اپنی رائفل میں سائلنسر لگاؤ ——— توبہ توبہ ——— کتنا خوفناک

دھماکہ تھا" ـــــ عمران کی آواز صفدر کے کانوں میں پڑی جو بڑے اطمینان سے کھڑا کپڑے جھاڑ رہا تھا۔

" م م - مگر وہ چیتا" ـــــ صفدر نے پریشان لہجے میں کہا کیونکہ اس نے خود سیاہ چیتے کو عمران پر "جھپٹتے" دیکھا تھا۔

" چیتا - ارے باپ رے وہ چیتا تھا ـــ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی سیاہ رنگ کی بلی راستہ کاٹ گئی ہے" ـــ عمران کی آواز میں شدید خوف عود کر آیا۔

"مگر وہ گیا کہاں" ـــ ؟ صفدر نے ٹارچ کی روشنی میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ بھی رائفل اٹھانے گیا ہوگا ـــ خدا کرے اس کی رائفل میں سائیلنسر لگا ہوا ہو" ـــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اور صفدر کو اطمینان ہو گیا کہ درندہ عمران پر جھپٹا ضرور تھا مگر اچانک ٹارچ کی روشنی پڑنے سے وہ کنی کاٹ کر فرار ہو گیا۔

" مگر آپ مچان سے کیوں گر گئے تھے" ـــ ؟ صفدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں کہاں گرا ہوں ـــ تمہاری رائفل کے خوفناک دھماکے نے مجھے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ میں تو بڑے مزے سے بیٹھا اونگھ رہا تھا" ـــ عمران نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

" آپ یہاں شکار کھیلنے آئے ہیں کہ اونگھنے ـــ اگر خدانخواستہ میں بروقت ٹارچ نہ جلاتا تو آپ سیاہ چیتے کی جھپٹ میں آ چکے تھے" ـــ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے ـــ کیا واقعی وہ سچ مچ کا سیاہ چیتا تھا" ـــ ؟ عمران نے

ایک بار پھر لرزتے ہوئے کہا۔

" اب آپ میری مچان پر چل بیٹھیں ـــ فائر کے ساتھ ہی جب میں نے آپ کی چیخ سنی تو یقین سمجھیں میرا دل دہل گیا تھا" ـــ صفدر نے کہا۔

" اچھا بھئی دہل گیا ہوگا ـــ پھر میں کیا کروں ـــ اپنے دل کا علاج کراؤ۔ ایک رائفل کے دھماکے سے دہل جاتا ہے ـــ اگر ایٹم بم کا دھماکہ ہو جائے تو پھر کیا ہوگا" ؟ عمران نے درخت پر چڑھتے ہوئے کہا۔

صفدر بھی مسکراتا ہوا اوپر چڑھا اور اس بار دونوں ایک ہی مچان پر بیٹھ گئے۔

" یار تمہارے پاس چائے واتے مل جائے گی ـــ بڑی طلب ہو رہی ہے" ـــ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے بڑی خاموشی سے چائے سے بھرا ہوا فلاسک اٹھایا اور چائے کپ میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ نے چائے ہی پینی تھی تو پھر اتنے خوفناک جنگل میں آنے کی کیا ضرورت تھی"۔

" یار ـــ تم اب بوڑھے ہوتے جا رہے ہو ـــ کیا اتنے خوفناک جنگل میں درندوں کے درمیان بیٹھ کر چائے پینے میں تمہیں کوئی لطف نہیں آتا" ـــ ؟ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

" بالکل آتا ہے ـــ مگر آپ پہلے یہی بات کہہ دیتے ـــ میں خوامخواہ شکار کھیلنے کے چکر میں پڑا رہا" ـــ صفدر نے جواب دیا وہ ابھی تک روٹھا ہوا تھا۔ دراصل اُسے سیاہ چیتے کے زندہ سلامت نکل جانے پر افسوس ہو رہا تھا۔

" بھئی شکار تو اس لئے تمہیں کھلا رہا تھا کہ تمہارا نشانہ صحیح ہو جائے ـــ اب تم ہی بتاؤ۔ اتنے خوفناک دھماکے کے باوجود چیتا صحیح سلامت نکل گیا ـــ کل کو اگر کوئی مجرم اس طرح نکل گیا تو مجھے یقیناً خودکشی کرنی پڑے گی" ـــ عمران نے چائے کی دوسری

چسکی لیتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا اور صفدر ندامت کے مارے خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کا نشانہ خطا گیا تھا ورنہ چیتا زندہ ہی نہ رہتا۔

عمران نے چائے پی کر کپ ایک طرف رکھا اور پھر درخت کے تنے سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

صفدر بھی بڑے ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ ظاہر ہے رائفل کے اس دھماکے کے بعد ادھر کسی درندے کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ جنگل میں درندوں کی بھاگ دوڑ، ان کی غراہٹیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ کبھی کبھی کسی بڑے درندے کی دھاڑ سے جنگل گونج اٹھتا۔

عمران نے تو چند ہی لمحوں میں خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ حالانکہ مچان پر بڑے بڑے مچھروں کی مسلسل یلغار تھی۔ اور صفدر ان مچھروں کی وجہ سے بڑا بے چین تھا مگر عمران تو یوں اطمینان سے سویا ہوا تھا جیسے وہ اپنی خوابگاہ میں پڑا ہوا ہو۔

ابھی عمران کو سوئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ صفدر بھی ذرا سا اونگھنے لگا مگر اچانک اس کے کانوں میں ایک نامانوس سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی اور وہ یکدم چونک پڑا اس نے آنکھیں پھاڑ کر ادھر اُدھر دیکھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اب وہاں گہرا سکوت طاری تھا۔ ویسے تو جانوروں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر جو کھڑکھڑاہٹ صفدر کے کانوں میں پڑی تھی اس سے اُسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی انسان درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ مگر جب کافی دیر تک کچھ آہٹ محسوس نہ ہوئی تو اس نے اس خیال کو وہم سمجھ کر ذہن سے نکال دیا اور پھر دوبارہ اونگھنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کے خراٹے مسلسل جاری تھے۔

ابھی صفدر کو اونگھتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک اس کی ناک میں ایک نامانوس سی بُو ٹکرائی اور اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کا ذہن جیسے ہی بیدار

ہوا اس نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں محسوس کر لیا کہ مچان پر بیہوش کر دینے والی بُو پھیلی ہوئی ہے۔ اُدھر عمران کے خراٹے بھی بند ہو چکے تھے۔ صفدر نے سر جھٹک کر قریب پڑی رائفل اٹھانے کی کوشش کی مگر اسی لمحے گیس کا زبردست بھبکا اس کی ناک سے ٹکرایا اور اس کے دماغ میں اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ چند ہی لمحوں بعد وہ بیہوش ہو کر مچان پر گر گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک وہ خالی نظروں سے اوپر دیکھتا رہا۔ مگر اسی لمحے عمران کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور اس کے حواس پوری طرح بیدار ہو گئے۔

"اٹھ بیٹھو یار ـــــ شکار اسی طرح کھیلا جاتا ہے کہ مچان پر مزے سے سوتے رہو ـــــ میں نے تم سے زیادہ سست اور کاہل شکاری آج تک نہیں دیکھا" ـــــ عمران کے لہجے میں شوخی تھی۔

صفدر نے ہوش میں آتے ہی حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ ایک ایسے کمرے میں موجود تھا جسے سنگین اور بے ڈھب پتھروں سے بنایا گیا تھا اور اس میں نہ ہی کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ـــــ؟" صفدر نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جب شکاری سست ہو جائیں تو پھر شکار کو تیز ہونا پڑتا ہے۔ لہذا ہمیں شکار کر لیا گیا ہے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ وہ اٹھ کر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

صفدر نے دیکھا کہ ان کا تمام سامان غائب تھا۔ حتیٰ کہ ان کی جیبوں میں موجود ریوالور تک غائب تھے۔

"مگر عمران صاحب! ـــــ آپ تو تفریح کے لئے یہاں آئے تھے ـــــ پھر یہ کیا چکر ہے ـــــ؟" صفدر نے تشویش انگیز لہجے میں پوچھا۔

"ملکی جیسا نہیں ویسا نہیں ہے —— ہو سکتا ہے اس ملک کی تفریح کا بھی انداز یہی ہو" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا اور صفدر سمجھ گیا کہ عمران اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔

آج سے ایک ہفتہ قبل عمران نے صفدر کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ کام کرتے کرتے کافی عرصہ گزر چکا ہے اور انہوں نے کوئی تفریح نہیں کی۔ اس لئے کیوں نہ شکار کھیلا جائے۔ صفدر کو ایسا موقع اللہ دے۔

صفدر نے تجویز پیش کی کہ پوری ٹیم شکار کھیلے۔ مگر عمران نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اس نے ایکسٹو سے اس بات کی اجازت چاہی تھی مگر اس نے یکسر انکار کر دیا۔ بمشکل سے صرف صفدر کی اجازت مل سکی۔

"ٹھیک ہے —— مگر شکار کون سے جنگل میں کھیلا جائے گا" —— ؟ صفدر نے پوچھا۔

عمران نے ایک دوست ملک میں موجود مشہور عالم جنگل کا نام پیش کر دیا۔

"مگر عمران صاحب —— آخر وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے ملک میں بھی تو جنگل ہیں" —— صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"ارے اسے کہتے ہیں تمہاری یہ کمزوری ہے کہ تفریح کرو تو بھرپور انداز میں کرو —— تم جانتے ہو کہ افریقہ کا جنگل شکار کے لئے کتنا مشہور ہے" —— عمران نے دلیل دی۔

ہو سکے کہا اور اب صفدر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے آج تک یہ ملک نہیں دیکھا تھا۔ اس نے سوچا کہ تفریح کے ساتھ ساتھ نئے ملک کی سیر بھی ہو جائے گی چنانچہ پروگرام بن گیا اور وہ دو دن پہلے اس ملک میں پہنچ گئے۔

یہاں پہنچنے کے بعد دو دن تک عمران سارا سارا دن غائب رہتا۔ بہانہ یہ تھا کہ وہ جنگل میں جانے کا اجازت نامہ اور ضروری سامان کا انتظام کر رہا ہے اور صفدر نے یہ دو دن ہوٹل اور سیر سپاٹے میں گزار دیئے۔

آج شام وہ دونوں اس جنگل میں داخل ہوئے اور پھر عمران کے کہنے پر کیمپ لگا دیا گیا اور وہ دونوں مچانوں پر بیٹھ گئے۔ پھر صفدر نے سیاہ چیتے پر فائر کیا جس کے نتیجے میں عمران گر گیا اور چیتا صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر عمران اس کی مچان پر آ گیا اور آخر کار ان کی آنکھ اس کمرے میں کھلی۔

اب صفدر سمجھ تو نہیں سکا کہ عمران کی بات پر کیا جاتا۔ وہ سمجھ گیا کہ تفریح اور شکار تو صرف ایک بہانہ تھا۔ اصل چکر کسی کیس کا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں مچان پر بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔

ابھی صفدر یہی سب کچھ سوچنے میں مصروف تھا کہ سامنے کی ایک دیوار ایک زوردار گڑگڑاہٹ کے ساتھ کسی دروازے کی طرح کھلتی چلی گئی اور عمران اور صفدر چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔

دیوار ایک طرف ہٹتے ہی انہوں نے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو دیکھا جس کا تمام جسم سیاہ اور چست لباس میں چھپا ہوا تھا۔ صرف اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں اسٹین گن تھی۔ وہ دیوار کے ہٹ جانے سے بننے والے خلا میں کھڑی ان دونوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

"آئیے آئیے محترمہ —— تشریف لائیے آئیے اور یہیں تشریف فرما ہو جائیے" —— عمران نے باقاعدہ جھک کر تعظیمی انداز میں کہا۔ مگر لڑکی کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثر پیدا نہ ہوا۔

"تم ہوش میں آ گئے ہو" —— لڑکی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ابھی آپ کو دیکھنے کے بعد کون ہوش میں رہ سکتا ہے —— الحمد للہ حسن دیا —— اور پھر اس پر یہ چست لباس —— واہ واہ —— غنیمت ہے کہ ہوش کی رو گیا ہے آپ آ گئی ہیں" —— عمران نے خالص عاشقانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں باس نے بلایا ہے ۔۔۔ اٹھو اور چلو ۔۔۔ مگر یاد رکھنا کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پہلی گولی تمہارے ہی دل پر پڑے گی" ۔۔۔ لڑکی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ دل اب باقی ہی کہاں رہا ۔۔۔ وہ تو تمہیں دیکھتے ہی راہِ فرار اختیار کر گیا ہے ۔۔۔ اب تو میں پیدل ہوں ۔۔۔ کیوں صفدر یار ۔۔۔ تم بھی تو کچھ بولو ۔۔۔ کیا منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہو" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بدستور عاشقانہ اور لاپرواہی لئے ہوئے تھا۔

"میں کیا بولوں ۔۔۔ آپ نے کوئی کسر چھوڑی بھی ہو تو بولوں" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم دونوں کو صرف ایک سیکنڈ دے رہی ہوں کہ تم اٹھ کر چل پڑو ورنہ" ۔۔۔ لڑکی نے پستول کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے ۔۔۔ دھمکی دیتی ہوئی تم کتنی پیاری لگ رہی ہو ۔۔۔ ہم تو یہاں کب سے ۔۔۔ اور حسن کے قریب سے گزرنا ایک عاشق کے لئے ناممکن ہے ورنہ آتشِ عشق ہی جل کر خاک ہو جائے گا، میں سمجھ رہا ہوں! اگر تم مجھے اپنے باس تک زندہ سلامت پہنچانا چاہتی ہو تو پیچھے ہٹ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹی اور باہر جانے والی راہداری کی سائیڈ میں ہو گئی۔

"آؤ صفدر ۔۔۔ اب تمہارے باس سے بھی ملاقات کر لیں ۔۔۔ مگر دیکھو یار ۔۔۔ اب یہاں تم ہی میرے بڑے ہو۔ اس لئے باس سے میرے رشتے کی بات ضرور کرنا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔

راہداری میں پہنچ کر لڑکی نے انہیں بائیں طرف چلنے کے لئے کہا اور وہ دونوں اس کی ہدایت کے مطابق ادھر چل پڑے۔ طویل راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔

جس کے پٹ فولاد کے بنے ہوئے تھے اور دروازے کے باہر بھی سیاہ لباس میں ملبوس ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں سٹین گن پکڑے پہرے پر موجود تھی۔ اس نے ان دونوں کو آتے دیکھ کر دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس کے آخری کونے میں ایک خوبصورت اور آرام دہ کرسی پڑی ہوئی تھی۔ کرسی پر ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی بیٹھی مگر کا سگرٹ پینے بیٹھنے کے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔

ہال میں پانچ سٹین گن بردار لڑکیاں مختلف کونوں میں چوکنے انداز میں کھڑی تھیں۔

عمران اور صفدر جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ تو بدستور سپاٹ رہا البتہ آنکھوں میں دلچسپی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"انہیں سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دو" ۔۔۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی تحکمانہ آواز کمرے میں گونجی۔

"یس باس" ۔۔۔ ان کے پیچھے آنے والی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور انہیں اشارے سے دیوار کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ تو تم ان حسیناؤں کی باس ہو ۔۔۔ واقعی باس بننے کے قابل ہی ہو ۔۔۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے گزشتہ عالمی مقابلہ حسن میں تم ہی سکنڈ حسن تھیں" ۔۔۔ عمران نے دیوار کے ساتھ پشت لگاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کو گولی مار دو ۔۔۔ میں زیادہ بولنے والوں کو برداشت نہیں کر سکتی" ۔۔۔ باس نے بڑے سپاٹ لہجے میں ہال میں کھڑی لڑکیوں سے کہا اور خود دوبارہ اسی طرح کرسی پر تقریباً لیٹ سی گئی۔

باس کا حکم ملتے ہی ہال میں موجود تمام لڑکیوں کی مشین گنوں کا رخ مشینی انداز میں عمران اور صفدر کی طرف ہو گیا۔

"ارے ارے ٹھہرو۔ چلو وعدہ رہا میں نہیں بولوں گا۔ صرف آنکھوں سے باتیں کروں گا۔ اور پھر تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ زیادہ حسن سے زبان تو گنگ ہو ہی جاتی ہے" — عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں روکتے ہوئے کہا۔

باس ایک لمحے کے لئے مسکرائی۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے دوسری لڑکیوں کو فائر کرنے سے روک دیا۔

"تم دونوں اپنے نام بتاؤ اور اس جنگل میں اپنی آمد کا مقصد بتاؤ۔ سنو۔ کوئی غلط بات نہیں سننا چاہتی" — باس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم۔ ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے۔ اور یہ میرا یار صفدر ہے۔ ہم دونوں پاکیشیا کے باشندے ہیں اور کاروبار سے اکتا کر یہاں شکار کھیلنے آئے تھے" — عمران نے اس بار بڑی شرافت سے صاف صاف بتا دیا۔

"ہوں۔ تم نے ایک سچ بولا ہے اس لئے دوسرے سوال کی نوبت آ گئی ہے۔ اور سنو" — باس نے پہلی بار کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم لاکھ سوال کرو۔ میں یقیناً ہر دفعہ پاس ہو جاؤں گا اور انعام ہے شادی" — عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا مگر شادی کا لفظ سن کر باس نے شرما کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کا پورا جسم بل کھا گیا تھا۔

"تم یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر لوگارڈو سے کیوں ملے تھے؟" — باس نے براہ راست عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"لوگارڈو۔ وہ کون ہے۔ کیا یہ کسی شکاری کتے کا نام ہے؟" — عمران کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"گولی مار دو" — باس نے اس کا جواب سنتے ہی سپاٹ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

دوسرے لمحے لڑکیوں کی مشین گنیں دوبارہ ان کی طرف اٹھ گئیں۔

"ارے تم تو بہت زود رنج ہو۔ نہ صرف حسن کی آتش فشاں ہو بلکہ غصہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ مسٹر لوگارڈو میرے والد کے بہت قریبی دوست ہیں۔ میرے والد نے ان کے نام ایک رقعہ دیا تھا میں وہ رقعہ پہنچانے گیا تھا" — عمران نے جلدی سے جواب دیا۔

باس ایک بار پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"کیا تم جانتے ہو کہ مسٹر لوگارڈو سیکرٹ سروس کے چیف ہیں؟" — باس نے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے والد نے مجھے بتایا تھا" — عمران نے اس بار مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے والد کیا کام کرتے ہیں؟" — باس نے پوچھا۔

"وہ پاکیشیا انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ مگر میں ان کا اکلوتا بیٹا بھی ہوں اور ناخلف بھی" — عمران نے ساتھ ہی ٹکڑا لگا دیا۔

"تمہارا اس ملک میں آنے کا مقصد کیا تھا؟" — باس نے پوچھا۔

"یقین کرو صرف تفریح اور شکار" — عمران نے جواب دیا۔

"تم اپنے ملک میں کیا کام کرتے ہو؟" — باس نے پوچھا۔

"آوارہ گردی — اور انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ٹپ مہیا کر کے اس سے گزارہ

مجھ سے رقم حاصل کرتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر ہمیں تمہارے متعلق یہ رپورٹ ملی ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے رہتے ہو" ——— باس نے پہلی بار اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی اطلاع یقیناً ملی ہوگی کہ میں ازلی کنوارہ ہوں ——— اگر رحم کھا کر میری شادی کرا دو —— میں تمام عمر احسان مند رہوں گا" ——— عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"میرے سوال کا جواب دو —— اس بار بھی فائرنگ نہیں روکوں گی" ——— باس نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری مرضی ہے —— میں چونکہ لکی ڈاک سے ٹکٹ جمع کرتا ہوں اس لئے سیکرٹ سروس کا چیف کبھی کبھی معقول معاوضے پر مجھ سے کام لے لیتا ہے اور بس" ——— عمران نے جواب دیا۔

"سنو عمران —— اب میں تمہیں کھل کر یہ بات بتا دوں کہ تم جیسے ہی اس ملک میں داخل ہوئے تھے ہمیں اطلاع مل گئی تھی —— ہم نے چھان بین کرائی تو ہمیں معلوم ہوا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ یقیناً تمہیں ہوگاڈو نے اپنی امداد کے لئے خصوصی طور پر بلایا ہوگا۔ چنانچہ ہم نے تمہیں اغوا کر لیا اور ہم اپنے مشن میں معمولی سا خطرہ لینے کے بھی قائل نہیں ہیں اس لئے تمہاری موت یقینی ہے" ——— باس نے پہلی بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو مت لو خطرہ —— میں اس ملک سے ہی چلا جاتا ہوں —— تم ہوگاڈو کی بالشریکی مجھے ان کے منہ سے کہلا لینا" ——— عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"نہیں —— اب تم زندہ واپس نہیں جا سکتے —— یہ ناممکن ہے" ——— باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"پھر میرے ساتھ شادی کر لو —— سب خطرہ دور ہو جائے گا —— اور یقین کرو میں تمام عمر تمہارے پاؤں دھو دھو کر پیتا رہوں گا" ——— عمران نے خالصتاً عاشقانہ

لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کو گولی مار دی جائے —— اور ان کی لاشیں واپس جنگل میں پھینکوا دی جائیں" باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنیں ایک بار پھر ان کی طرف اٹھ گئیں۔

"معافی کی کوئی گنجائش نہیں" ——— عمران کا لہجہ اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ اس کا لہجہ بدلتے ہی صفدر بھی چونک پڑا کیونکہ وہ عمران کی فطرت سمجھتا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران کچھ کرنے کے موڈ میں آگیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی چوکنا ہو گیا۔

"نہیں —— بالکل نہیں" ——— لڑکی نے اسی طرح لاپرواہی سے جواب دیا اور پھر مسلح لڑکیوں سے مخاطب ہو کر "فائر" ——— کہا۔

ان کا حکم ملتے ہی لڑکیوں کی انگلیاں تیزی سے ٹریگر دبانے چلی گئیں اور دونوں اطراف سے گولیوں کی بوچھاڑ نکلی لیکن اس جگہ پڑی جہاں صفدر اور عمران موجود تھے۔



سر سلطان دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز ابھری۔

"سر —— امریکہ سے کسی سمتھ ہوگاڈو کی کال ہے —— ایمرجنسی لائن پر"

"اوہ —— فوراً ملاؤ" ——— سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور پر ایک بھاری سی مردانہ آواز گونج اٹھی۔

"مسٹر سلطان! ۔۔۔ میں بوگارڈو بول رہا ہوں"۔

"لیکن مسٹر بوگارڈو ۔۔۔ کیا بات ہے خیریت ہے" ۔۔۔ مسٹر سلطان نے ابرو لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر سلطان! ۔۔۔ آپ کی حکومت نے جن دو ایجنٹوں کو بھیجا تھا وہ گزشتہ دو روز سے غائب ہیں ۔۔۔ ہم نے انہیں بہت تلاش کیا ہے مگر ان کا پتہ ہی نہیں چل سکا۔ بوگارڈو کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"تو اس میں تشویش کی کیا بات ہے مسٹر بوگارڈو ۔۔۔ وہ دونوں یقیناً اپنے کام میں مصروف ہوں گے" ۔۔۔ مسٹر سلطان نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں مسٹر سلطان ۔۔۔ حالات اس کے برعکس ہیں ۔۔۔ وہ دونوں شکار کھیلنے جنگل میں گئے ہوئے تھے ۔۔۔ میرے آدمی ان کی مسلسل نگرانی کر رہے تھے ۔۔۔ پھر انہیں سیٹنگ گن سے بے ہوش کر کے مچانوں پر سے اغوا کر لیا گیا ۔۔۔ میرے آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا اور پھر ہم دشمن ایجنٹوں کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئے وہاں ہم نے ان سب کو گرفتار کر لیا مگر آپ کے دونوں آدمی غائب تھے اور اب تک نہیں مل سکے" ۔۔۔ بوگارڈو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے ہمارے آدمیوں کو چارے کے طور پر استعمال کیا ہے" ۔۔۔ مسٹر سلطان کے لہجے میں غصے کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"ہاں ۔۔۔ ہماری سکیم یہی تھی ۔۔۔ ہمیں دشمنوں کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہیں چل رہا تھا چنانچہ ہم نے یہ سکیم تیار کی اور آپ کے ملک سے اپنے ایجنٹ بھیجنے کی درخواست کی۔ ان ایجنٹوں کے وہاں پہنچنے کی خاص پبلسٹی کی گئی۔ چنانچہ وہ دونوں دشمن ایجنٹوں کی نظروں میں آ گئے اور ہماری سکیم کے عین مطابق انہیں اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا۔ اس طرح ہم ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے مگر آپ کے دونوں آدمی

وہیں وہاں نہیں ملے ۔۔۔ کیس تو ختم ہو گیا ہے اب۔ مجھے آپ کے دونوں آدمیوں کا فکر ہے۔ میں نے انہیں تلاش کرانے کی بے حد کوشش کی ہے مگر بے سود۔ اس سے میں نے سوچا کہ کہیں وہ بخیریت طور پر واپس اپنے ملک تو نہیں پہنچ گئے ہوں۔ میرے فون کرنے کا مقصد یہی تھا" ۔۔۔ بوگارڈو نے جواب دیا۔

"مسٹر بوگارڈو ۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کی حکومت نے ہماری حکومت سے دھوکا کیا ہے۔ اس طرح ہمارے دو ذہین ترین ایجنٹوں کو چارے کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ اگر تم انہیں اپنے طور پر کام کرنے دیتے تو وہ یقیناً آپ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتے۔ بہرحال اس سلسلے میں آپ کی حکومت سے سرکاری سطح پر احتجاج کیا جائے گا۔ آپ کی حکومت ہمارے ایجنٹوں کو واپس کرنے کی پابند ہے" ۔۔۔ مسٹر سلطان کے لہجے میں شدید ناراضگی تھی۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر سلطان کہ آپ کو ہماری تجویز پسند نہیں آئی ۔۔۔ بہرحال یقین رکھیں اس تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے آپ کے ایجنٹوں کی مکمل حفاظت کی بات بھی سوچا تھا اور یہ بھی کہ یہ تجویز میرے ذہن کی پیداوار تھی۔ میری حکومت کو اس کا قطعی علم نہیں تھا ۔۔۔ بہرحال میں شرمندہ ہوں کہ آپ کے آدمیوں کی پوری حفاظت نہ کر سکا۔ اگر وہ واپس نہیں پہنچے تو آپ یقین رکھیں کہ ہم انہیں تلاش کر کے زندہ سلامت واپس پہنچا دیں گے ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔ بوگارڈو نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے آدمیوں کا فکر نہ کریں ۔۔۔ وہ اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں ۔۔۔ آپ کا کیس ختم ہو گیا ۔۔۔ یہی کافی ہے ۔۔۔ میری حکومت کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں" ۔۔۔ مسٹر سلطان کے لہجے میں شدید طنز تھا۔

"شکریہ مسٹر سلطان ۔۔۔ ہماری حکومت ہمیشہ آپ کی احسان مند رہے گی۔ بہرحال

یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کے آدمیوں کو تلاش کر کے بحفاظت واپس پہنچا دوں۔ میری کوششیں ابھی جاری ہیں اور اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک وہ دونوں مل نہیں جاتے ——— البتہ میری یہ درخواست ہے کہ اگر آپ کے آدمی واپس آپ تک بغیر میری اطلاع کے پہنچ جائیں تو آپ مجھے اطلاع ضرور کریں تاکہ مزید دردسری سے بچ جاؤں ——— اوکے گڈ بائی" ——— دوسری طرف سے ہوگو کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

سر سلطان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا مگر ان کے چہرے پر تشویش کا تاثر پھیلا ہوا تھا۔

عمران اور صفدر کی اچانک گمشدگی حیرت انگیز تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اگر واقعی کیس ختم ہو چکا ہوتا تو وہ پہلی فرصت میں واپس آجاتا یا ان سے رابطہ قائم کرتا اور اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کیس ابھی تک ختم نہیں ہوا ہوگا۔ ہوگارڈو کو غلط فہمی ہوگی اس لئے عمران بدستور کام کر رہا ہوگا۔ اور دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عمران اور صفدر اس حملے میں ختم ہو چکے ہوں اور ہوگارڈو نے خواہ مخواہ ان کی گمشدگی کا بہانہ بنا کر انہیں بہلانے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔ دوسری صورت کو سر سلطان کچھ ترجیح نہیں دے رہے تھے کیونکہ ان کی نظر میں عمران اتنا تر لقمہ نہیں تھا مگر وہ سوچتے تھے ہو سکتا ہے ایسا ہوا ہو۔ کیونکہ بہرحال عمران انسان ہے۔

اچانک ایک اور خیال سر سلطان کے ذہن میں آیا اور وہ چونک پڑے۔ انہیں خیال آیا کہ یہ بات بھی ممکن ہے کہ ہوگارڈو خود بھی دشمن ایجنٹوں سے مل گیا ہو اور اس طرح اس نے اپنی حکومت کو یہ تاثر دیا ہو کہ کیس ختم ہو گیا ہے تاکہ عمران اور صفدر سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے۔

بہرحال کافی سوچ بچار کرنے کے باوجود سر سلطان کسی واضح نتیجے تک نہ پہنچ سکے۔ آخر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کیا اور پھر ٹیلیفون اٹھا کر پی اے کو ایکسٹو کے نمبر ملانے کا حکم دیا۔ چند ہی لمحوں بعد پی اے نے سلسلہ مل جانے کی اطلاع دی اور سر سلطان نے ٹھکہ کی آواز سنتے ہی بات چیت کا آغاز کر دیا۔ انہیں اطمینان تھا کہ پی اے ان کی گفتگو نہیں سن سکتا کیونکہ ان کے ٹیلیفون کا سسٹم ہی ایسا تھا کہ براہ راست رابطہ قائم ہونے کے بعد پی اے کا فون اس وقت تک بہرہ ہو جاتا تھا جب تک سر سلطان رسیور واپس کریڈل پر نہ رکھ دیں ایسا سیکورٹی کے تحت کیا گیا تھا تاکہ پی اے کے کانوں میں کوئی اہم راز نہ پڑ جائے

"سر سلطان سپیکنگ" ——— سر سلطان نے رابطہ قائم ہوتے ہی اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"بلیک زیرو بول رہا ہوں جناب!" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو ——— عمران نے الجزائر جانے کے بعد تم سے رابطہ قائم تو نہیں کیا" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"نہیں جناب ——— کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

سر سلطان نے ہوگارڈو کے ساتھ بات چیت اور اپنی سوچ پوری تفصیل سے اسے بتاتے ہوئے کہا۔

"اب تم کہو ——— تمہارا کیا خیال ہے" ——— ؟

"میرے ——— میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ حالات الجھ گئے ہیں ——— ہو سکتا ہے کہ آپ کا آخری نظریہ درست ہو" ——— بلیک زیرو نے کچھ لمحے کے توقف کے بعد

جواب دیا۔

"ہاں ـــــ ایسا ہو سکتا ہے ـــــ اور اگر ایسا ہوا اور بعد میں حالات مختلف ہو گئے تو ہمیں سرکاری سطح پر ایمزن کی حکومت سے شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ تم اپنی ٹیم سمیت خفیہ طور پر ایمزن چلے جاؤ اور اس بات کی تحقیقات کرو کہ اصل چکر کیا ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

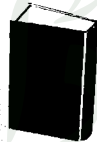
"ٹھیک ہے سر ـــــ میں چلا جاتا ہوں ـــــ ویسے بھی آجکل فراغت ہے ـــــ" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ یہی بہتر ہے ـــــ اس طرح کم سے کم ہمیں پوری تسلی ہو جائے گی" ـــــ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے جناب! ـــــ آپ کا فیصلہ درست ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ اپنی روانگی کے وقت سے مجھے مطلع کر دینا تاکہ میں صدر مملکت کو رپورٹ دے سکوں" ـــــ سر سلطان نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

سر سلطان کو اب اطمینان ہو گیا تھا کہ جلد ہی اصل حالات سامنے آجائیں گے۔ چنانچہ وہ دوبارہ ضخیم فائلوں میں گم ہو گئے۔



مسلح لڑکیوں کی سٹین گنوں سے فائرنگ ضرور ہوئی۔ مگر صفدر اور عمران دونوں

پہلے سے چوکنے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے مار کھانے والے کہاں تھے۔ جیسے ہی باس نے فائر کا حکم دیا وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلے اور پھر جس وقت گولیاں اپنے نشانے پر پڑیں وہ دونوں یہ جگہ چھوڑ رہے تھے عمران کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا اس کرسی پر جا گرا جس پر وہ خوبصورت سی باس اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر کرسی سمیت دوسری طرف جا گرے۔ دونوں نے ہی اٹھنے میں پھرتی دکھائی مگر عمران جانتا تھا کہ اگر اس سے ایک لمحے کی بھی چوک ہو گئی تو پھر سٹین گنوں کی گولیوں سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ چنانچہ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے قلا بازی کھائی اور پھر جب وہ کھڑا ہوا تو حسین باس اس کے بازوؤں میں دبی ہوئی تھی۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں تھا۔ اب ظاہر ہے وہ گولیوں کی بوچھاڑ سے محفوظ تھا۔ مسلح لڑکیاں اپنے باس پر گولیاں چلانے کی کبھی حماقت نہ کرتیں۔

ادھر صفدر نے مختلف راستہ اختیار کیا۔ اس نے چھلانگ لگائی اور ہال کے سنٹر میں پہنچتے ہی جیسے ہی اس کے پنجے زمین سے ٹکرائے اس کا جسم ایک بار پھر سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس بار اس کی منزل دائیں طرف کھڑی ہوئی آخری مسلح لڑکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتی۔ سٹین گن اس کے ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی اور صفدر سٹین گن سنبھالے اس کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔

ان دونوں نے اس قدر حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا کہ لڑکیاں صرف پلکیں جھپکاتی رہ گئیں۔

"سٹین گنیں نیچے پھینک کر ہاتھ اوپر ہاتھ اٹھادو ـــــ ورنہ سب کو بھون کر رکھ دوں گا" ـــــ صفدر نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ارے صفدر ـــــ اپنے لئے ایک آدھ بچا لینا ـــــ میرے لئے تو یہ کافی ہے"۔

تک پہنچ جا سکتا تھا۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ صفدر کو دوبارہ پانی میں ڈال دیا جائے مگر وہ ایسا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اور وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ جو کچھ کرنا تھا جلد کرنا تھا کیونکہ اب اس کے جسم میں بھی لڑکھڑاہٹ سی پیدا ہونے لگ گئی تھی اور اب اُسے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ پورا جسم آہستہ آہستہ سُن ہوتا جا رہا تھا۔ اب ٹانگیں تو بالکل ہی بے حس و حرکت ہو چکی تھیں۔

عمران نے ہاتھ آگے بڑھائے اور پھر دیوار کو پکڑ کر اس نے اپنے باقی جسم کو آگے کی طرف گھسیٹا اور زبردست جدوجہد کے بعد اس کا جسم دیوار تک پہنچ گیا۔ اور اس نے نڈھال ہو کر دیوار سے سر ٹیک دیا۔ اب وہ بھی تقریباً ختم ہو چکا تھا اس کے دماغ پر اندھیرے تیزی سے پھیلتے چلے جا رہے تھے۔ قوت ارادی اب یقیناً نہ ہونے کے برابر تھی اور شاید اس کی موت میں اب صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے تھے۔ جسم اور ذہن مفلوج ہو جانے کے بعد وہ بھلا کیا کر سکتا تھا۔

مگر جیسے ہی اس نے سر دیوار سے لگایا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے نتھنوں میں تازہ ہوا کا ایک جھونکا ٹکرایا تھا۔ عمران نے جھک کر اس جگہ آنکھ لگائی اور پھر اُسے ایک ہلکی سی روشنی کا احساس ہوا۔ دیوار کے اس روزن میں سے تازہ ہوا یقیناً اندر آ رہی تھی۔

عمران نے بے اختیار ناک اس روزن کے ساتھ لگا دی اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ تازہ ہوا نے جادو کا سا کام کیا۔ اور اس کے جسم میں توانائی کی لہریں ابھرتی چلی گئیں۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی پمپ کے ذریعے اس کے جسم میں توانائی کا ذخیرہ بھرتا جا رہا ہو۔

چند لمحوں بعد وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنے آپ کو سنبھال سکے۔ اس نے اس روزن میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ جیسے ہی اس نے

سوراخ میں ہاتھ ڈالا۔ اینٹ اس کے ہاتھ میں آگئی۔ یقیناً زہریلی ہوا نے اینٹوں کی طاقت بھی ختم کر دی تھی۔ پھر تو عمران نے تیزی سے اینٹیں نکالنی شروع کر دیں وہ چند لمحے کام کرتا اور پھر سوراخ سے ناک لگا کر تازہ ہوا جسم میں بھر لیتا۔ اور پھر اینٹیں نکالنا شروع کر دیتا۔

شروع شروع کی اینٹیں تو آسانی سے نکل گئیں مگر جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا اینٹوں میں طاقت آتی جا رہی تھی اور انہیں نکالنے کے لئے اُسے کافی جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ مگر تازہ ہوا کی وجہ سے وہ اب تک اینٹیں نکالنے میں کامیاب تھا۔

کافی سے زیادہ اینٹیں نکال کر جب اس نے ایک بار اس سوراخ میں جھانکا تو اس نے محسوس کیا کہ اب دیوار کی موٹائی صرف دو اینٹوں تک رہ گئی ہے کیونکہ اب روشنی اُسے نزدیک نظر آ رہی تھی۔

عمران نے دو چار سانس تازہ ہوا میں لئے اور پھر اس سوراخ میں ہاتھ ڈال کر پوری قوت سے مکہ اینٹوں پر مارا۔ دوسرے لمحے ہوا کا بڑا سا جھونکا اس کے ہاتھ سے ٹکرایا اور ہلکی سی روشنی اندر پھیل گئی۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو اینٹیں دوسری طرف گر گئی تھیں اور اب وہاں کافی بڑا سوراخ ہو چکا تھا۔

زیادہ مقدار میں تازہ ہوا ملنے سے عمران کے جسم میں نئی قوت بھر گئی اور اس نے اس سوراخ کو بڑا کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ کی شدید جدوجہد کے بعد اس نے سوراخ اتنا بڑا کر لیا کہ اب وہ اس میں سمٹ سمٹا کر باہر نکل سکتا تھا۔ اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں سرنگ میں آ جانے کی وجہ سے سرنگ میں بھی صورتحال قدرے بدل چکی تھی۔

سوراخ بن جانے کے بعد عمران صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔ اُسے خطرہ تھا کہ اتنی دیر تک مسلسل زہریلی ہوا میں رہنے کی وجہ سے کہیں ختم ہی نہ ہو گیا ہو۔ اس نے صفدر

کے جسم کو اس سوراخ میں سے باہر گھسیٹا اور پھر اس کے سینے پر کان لگا دیا۔

صفدر ابھی تک زندہ تھا مگر دل کی رفتار بتا رہی تھی کہ زندگی کی یہ ڈوری کسی بھی لمحے کٹ سکتی ہے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے صفدر کے جسم کو سمیٹ کر اس سوراخ میں ڈالا اور پھر اُسے دوسری طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد صفدر کا جسم سوراخ میں سے غائب ہو گیا اور دوسری طرف ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔

اب عمران نے دونوں ہاتھ سوراخ پر جمائے اور اپنے جسم کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس کی ٹانگیں زہریلے پانی میں مسلسل ڈوبی رہنے کی وجہ سے بالکل مفلوج ہو چکی تھیں اس لئے اُسے اپنا جسم اوپر اٹھانے میں بے پناہ دقت کا سامنا ہوا۔ بہرحال اس کے بازوؤں میں ابھی اتنا زور باقی تھا کہ وہ اپنے جسم کو اٹھانے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ گھسٹتا ہوا سوراخ کی دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا سر دوسری طرف باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ وہ کھلی فضا میں تھے۔ اس سوراخ کی بلندی زمین سے زیادہ نہیں تھی اور سوراخ کے نیچے صفدر کا جسم پڑا ہوا تھا۔ یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔

عمران کسی سانپ کی طرح آگے گھسٹتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ نیچے کی طرف تھا۔ پھر جیسے ہی اس کی ٹانگیں سوراخ کے آخری سرے پر پہنچیں وہ قلابازی کھا کر سر کے بل صفدر کے جسم پر گرا۔ مگر اس نے دونوں ہاتھ صفدر کے جسم کے دونوں اطراف میں ٹیک دیئے تھے اس طرح اس کا وزن صفدر پر نہ پڑا اور الٹ کر صفدر کے قریب ہی زمین پر گر گیا۔

عمران موت کے منہ سے صاف بچ نکلا تھا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا صفدر کی حالت بے حد خراب تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اگر وہ جلد از جلد کسی

ہسپتال تک نہ پہنچ سکا تو پھر صفدر کی موت یقینی ہے۔

چونکہ عمران کی ٹانگیں اب حرکت کرنے سے یکسر معذور ہو چکی تھیں اس لئے وہ ہاتھوں کے بل زمین پر گھسٹنے لگا۔ وہاں سے ذرا سی دور ہی ایک سڑک موجود تھی مگر اس پہ کوئی ٹریفک نہ تھی۔ سڑک دُور دُور تک سنسان پڑی ہوئی تھی

عمران گھسٹتا ہوا سڑک پر پہنچ تو گیا مگر وہاں سے کسی سواری کا حصول ایک مسئلہ تھا۔ عمران بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور پھر اس کی نظریں سامنے ایک کاٹیج پر جم گئیں۔ کاٹیج کی چمنی سے نکلنے والا دھواں وہاں کسی کی موجودگی کا ثبوت تھا اس لئے عمران تیزی سے کاٹیج کی طرف گھسٹنے لگا۔

تقریباً دس منٹ کی شدید جدوجہد کے بعد وہ آخرکار کاٹیج تک پہنچ ہی گیا مگر کاٹیج کا دروازہ بند تھا۔

”مدد ۔۔ مدد“ ۔۔۔۔ عمران نے اپنے پھیپھڑوں کی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔

اور اس کی آواز گونجتے ہی کاٹیج کے اندر سے ایک کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ کتے کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ دروازے کی طرف بھاگا چلا آ رہا ہے۔

”مدد ۔۔ مدد“ ۔۔۔۔ عمران ایک بار پھر حلق پھاڑ کر چیخا اور پھر اُسے کاٹیج کے اندر سے کسی کے بھاگنے کی آواز سنائی دی۔ کتا اب گیٹ کی دوسری طرف مسلسل بھونکے چلا جا رہا تھا۔

”ڈولی ۔۔ ڈولی ۔۔ خاموش ہو جاؤ“ ۔۔۔۔ اچانک گیٹ کے قریب سے ایک نسوانی آواز ابھری اور کتا خاموش ہو گیا۔

دوسرے لمحے پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر مگر قوی ہیکل آدمی باہر نکل آیا۔ کافی بڑی جسامت کا کتا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا۔

"کون ہو تم ــــــ؟" آنے والے نے عمران کو زمین پر پڑے دیکھ کر کہا۔

"ہماری مدد کرو ــــ میں اور میرا ساتھی ایک ایسی جگہ پھنس گئے تھے جہاں ہوا اور پانی زہریلا تھا ـــــ میرا نچلا دھڑ مفلوج ہو چکا ہے اور میرا ساتھی اس سامنے والی عمارت کے قریب بے ہوش پڑا ہے ــــ اس کی حالت بے حد نازک ہے ـــــ" عمران نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ـــ آؤ پہلے میں تمہیں اٹھا کر اندر لے چلوں" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر یکدم نرمی کے آثار چھا گئے۔

"نہیں ـــ پہلے میرے ساتھی کو لے آؤ۔ اس کی حالت بے حد خراب ہے ـــ اگر یہاں سواری مل جائے تو میں کسی ہسپتال پہنچا دوں" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے ہسپتال بہت فاصلے پر ہے ـــــ اور سواری بھی موجود نہیں ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ میں ریٹائرڈ ڈاکٹر ہوں" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے تیزی سے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا کتا بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو صفدر اس کے کاندھے پر لدا ہوا تھا۔

"تمہارے ساتھی کی حالت واقعی بہت نازک ہے" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کے قریب سے گذرتے ہوئے کہا مگر وہ رکا نہیں اور صفدر کو لئے کاٹیج کے اندر دوڑتا چلا گیا۔

اب چونکہ کاٹیج کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے عمران نے اس بار اندر کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کاٹیج کے برآمدے میں پہنچ گیا۔ کاٹیج کے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران نے ادھیڑ عمر آدمی کی جھلک دیکھ

لی تھی۔

عمران نے دیکھا کہ ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے صفدر کو ایک بیڈ پر لٹایا ہوا تھا اور ایک بکس کھولے اس میں سے کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔

عمران کی آہٹ سن کر ڈاکٹر نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا عمران نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ وہ میڈیکل ایمرجنسی باکس ہے۔

"ڈاکٹر! ـــــ اگر تمہارے پاس ایل۔ پچیس انجکشن ہو تو سب سے پہلے وہی لگا دو۔" عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہے تو سہی ـــ مگر ایل پچیس" ـــــ ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں ــــ مگر تم بے فکر رہو ـــ ایل پچیس اسے نقصان نہیں دے گا ـــ جلدی سے ایل۔ پچیس اسے انجکٹ کر دو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے بکس میں سے انجکشن نکال لیا اور تیزی سے اسے سرنج میں بھرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ صفدر کے بازو میں انجکشن لگا چکا تھا۔

"اب کورامین کا ایک انجکشن لگا دو ـــــ وہ یقیناً ایمرجنسی میڈیکل باکس میں ہو گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کورامین انجکشن تیار کرنا شروع کر دیا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر باکس کو میز سے نیچے گھسیٹ لیا اور اس کا جائزہ لینے لگا پھر اس نے اس میں سے دو اور انجکشن نکالے اور انہیں ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"انہیں لگا دو ڈاکٹر"

ڈاکٹر نے انجکشنوں کو ایک نظر دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے مگر اس نے کوئی تعرض نہ کیا اور تیزی سے انجکشن تیار کر کے یکے بعد دیگرے

انہیں بھی صفدر کے جسم میں انجیکٹ کر دیا۔

"کیا تم ڈاکٹر ہو نوجوان ——— ؟ تمہاری اپنی حالت بھی خاصی خراب ہے" ——— ادھیڑ عمر نے انجکشنوں سے فارغ ہو کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہی سمجھ لو ——— ذرا میرے ساتھی کی نبض چیک کرو" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر نے چونک کر صفدر کی نبض پکڑ لی اور پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز ——— یہ اب خطرے سے باہر آگیا ہے مگر ———" ڈاکٹر نے قدرے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر! ——— تم کیا کہنا چاہتے ہو ——— مگر میڈیکل سائنس اب بہت ترقی کر چکی ہے اس لیے تمہیں حیرت نہیں ہونی چاہیئے ——— یہ دونوں انجکشن مل کر زہر کے اثرات خون سے نکال دیتے ہیں" ——— عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے صفدر کے بیڈ سے نیلے رنگ کا پانی ایک دھار کی صورت میں گرنے لگا۔

"دیکھو ڈاکٹر! ——— دوا نے کام شروع کر دیا ہے ——— زہر پیشاب اور پسینے کے ذریعے باہر نکلنے لگ گیا ہے" ——— عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ادھیڑ عمر نے ایک بار پھر سر ہلا دیا۔

صفدر کے جسم کی رنگت تیزی سے معمول پر آتی جا رہی تھی۔

عمران نے صفدر کی طرف سے مطمئن ہوتے ہی میڈیکل باکس سے ایک شیشی نکالی اور پھر اپنی پتلون کے پائنچے اوپر چڑھا کر اس نے پنڈلیاں ننگی کیں اور شیشی میں سے دوا نکال کر اپنی دونوں پنڈلیوں پر ملنی شروع کر دی۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل مالش کرنے کے بعد وہ رک گیا۔

"لاؤ میں مالش کر دوں" ——— ادھیڑ عمر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شیشی سے دوا نکال کر اس کی پنڈلیوں پر ملی اور پھر اس کے ہاتھ ماہرانہ انداز میں مالش کرنے میں مصروف ہو گئے۔



بلیک زیرو کو ایزن آئے دوسرا روز ہو چکا تھا۔ ٹیم کے ممبران گرینڈ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور خود اس نے ایک مضافاتی ہوٹل میں کمرہ بک کرایا تھا۔ گزشتہ دو روز سے وہ خود اور اس کے احکام پر ٹیم کے تمام ممبر سارے شہر میں گشت لگاتے رہے تھے تاکہ اگر کہیں عمران اور صفدر سے ٹکراؤ ہو جائے یا انہیں چیک کیا جا سکے مگر اس آوارہ گردی کا اب تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ انہوں نے تمام ہوٹل، کیفے، بار اور نائٹ کلب چھان مارے تھے مگر عمران اور صفدر یوں غائب ہوئے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

بلیک زیرو نے یہاں پہنچتے ہی پی۔ فائیو ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے ساتھ یہ مسئلہ تھا کہ وہ سرکاری طور پر عمران کا پتہ نہیں چلا سکتا تھا۔ اسے حکومت سے خفیہ رہ کر یہ کام کرنا تھا۔

چنانچہ وہ اور ٹیم کے باقی ممبران سیاحوں کے بھیس میں آئے تھے۔

بلیک زیرو آج بھی تمام دن آوارہ گردی کرنے کے بعد ابھی ابھی اپنے کمرے میں

پہنچا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ممبروں سے ان کی کارکردگی کی رپورٹ حاصل کر لی تھی مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

بلیک زیرو اب کرسی پر سر پکڑے بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آخر وہ عمران اور صفدر کا کس طرح پتہ چلائے۔ کوئی صورت ہی نظر نہ آ رہی تھی۔ سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ اس مشن کی ٹوہ لے جس کی خاطر عمران اور صفدر یہاں آئے تھے۔ گو سیکرٹ سروس کے سربراہ بوگارڈو نے سر سلطان کو یہی اطلاع دی تھی کہ مخالف ایجنٹ ختم ہو گئے ہیں اور ان کے خاتمے کے بعد عمران اور صفدر کی گمشدگی کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ ان دونوں کی گمشدگی سے ظاہر تھا کہ وہ یا تو ان کی قید میں ہیں یا پھر خفیہ طور پر ان کے پیچھے لگ گئے ہیں اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ آغاز کہاں سے کرے۔ سرکاری طور پر ایزان کی حکومت نے صرف یہ اطلاع دی تھی کہ کچھ دشمن ایجنٹوں کی سرگرمیاں ملک میں زور پکڑ گئی ہیں اس لئے وہ اپنے خصوصی ایجنٹ امداد کے لئے بھیجے۔ تفصیلات مقامی سیکرٹ سروس کے سربراہ بوگارڈو سے ملنی تھیں چنانچہ عمران اور صفدر یہاں پہنچ گئے تھے۔

اب صرف ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ بوگارڈو کو ٹٹولا جائے اور پھر چند ہی لمحوں میں بلیک زیرو نے تمام پلان بنا لیا۔ بوگارڈو کا فون نمبر اسے معلوم تھا کیونکہ یہ ایزان کی حکومت نے بھیجا تھا تاکہ عمران اس سے رابطہ قائم کر سکے۔

بلیک زیرو نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر جیب سے ڈائری نکال کر اس میں سے بوگارڈو کا نمبر دیکھ کر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ مل گیا۔

"یس" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیک ایگل سے بات کراؤ" ——— بلیک زیرو نے لہجے کو بھاری اور باوقار بناتے ہوئے

کہا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں بوگارڈو کا سرکاری کوڈ بلیک ایگل ہے۔

"کون بات کر رہا ہے" ——— نسوانی آواز نے قدرے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جمال رضا فرام پاکیشیا سیکرٹ سروس" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ——— بلیک ایگل ٹاپ سیکرٹ میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں ——— ان کی واپسی آٹھ بجے کے بعد ہو گی ——— کوئی پیغام" ——— نسوانی آواز نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نو ——— تھینک یو ——— میں آٹھ بجے کے بعد پھر فون کر لوں گا" ——— بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کا مطلب وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ صدر مملکت نے کوئی ہنگامی میٹنگ طلب کی ہو گی۔ وہ صرف چاہتا ابھی یہی تھا کہ بوگارڈو کی کسی جگہ موجودگی کا پتہ چل جائے اور پھر اس کا تعاقب کر کے وہ اس کی رہائش گاہ معلوم کرے اور اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ رات کو کسی مجرم کی طرح بوگارڈو سے مل کر تمام صورتحال کا پتہ چلائے۔

چنانچہ اس نے میک اپ درست کیا اور پھر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ صدر مملکت کی ہنگامی میٹنگ صدارتی سیکرٹریٹ میں ہوتی ہے اس لئے ٹیکسی ڈرائیور سے اس نے صدارتی سیکرٹریٹ چلنے کے لئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ اور پھر اس نے نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے ——— یہ دیکھو کارڈ" ——— بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے کارڈ ڈرائیور کی نظروں کے سامنے لہرایا۔

"یس سر ۔۔۔ یس سر" ۔۔۔ ڈرائیور کارڈ دیکھتے اور خفیہ پولیس کا لفظ سنتے ہی بوکھلا گیا تھا ۔

"میں نے ایک آدمی کا تعاقب کرنا ہے اس لئے تم ٹیکسی انگیج رکھنا ۔۔۔ یہ نوٹ رکھ لو۔ اگر زیادہ دیر لگی تو اور دے دونگا، مگر کام ہوشیاری سے ہونا چاہیئے" ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

"کوئی بات نہیں سر ۔۔۔ یہ آپ رکھ لیں" ۔۔۔ ڈرائیور نے ہچکچاتے ہوئے کہا ۔

"نہیں ایسی بات نہیں ۔۔۔ تمہیں تمہارے کام کا پورا معاوضہ ملے گا ۔۔۔ پھر یہ کوئی میری جیب سے تو نہیں جانا ۔۔۔ سرکاری رقم ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"تھینک یو سر" ۔۔۔ ڈرائیور نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے نوٹ لیا اور پھر جیب میں ڈال لیا ۔

"سر ۔۔۔ کیا آپ کو اس رقم کا حساب نہیں دینا پڑتا" ۔۔۔ ؟ چند لمحوں بعد ڈرائیور نے پوچھا ۔

"اپنے کام سے کام رکھو ڈرائیور ۔۔۔ فضول باتیں نقصان دیتی ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے ہونٹ بھینچ لئے ۔

چند لمحوں بعد وہ صدارتی سیکرٹریٹ کے قریب پہنچ گئے اور پھر بلیک زیرو نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر رکوا دی اور خود باہر نکل کر سیکرٹریٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مگر دروازے سے کافی فاصلے پر ایک باوردی سپاہی نے اسے روک لیا

"آپ ادھر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ سپاہی نے کرخت لہجے میں کہا ۔

"میں ادھر جانا بھی نہیں چاہتا ۔۔۔ صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ میٹنگ کس وقت ختم ہوگی" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں پوچھا ۔

"مگر کیوں ۔۔۔ آپ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ ؟ سپاہی نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا ۔

"خفیہ پولیس ۔۔۔ مجھے بلیک اینگل کو ایک ضروری پیغام دینا ہے ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی ۔" بلیک زیرو نے جیب سے کارڈ نکال کر اس کی ایک جھلک سپاہی کو دکھاتے ہوئے اسے واپس جیب میں ڈال لیا ۔

"اوہ سر ۔۔۔ مگر میٹنگ تو شاید آدھ گھنٹہ مزید چلے ۔۔۔ اور اندر جانے یا کسی قسم کا پیغام پہنچانے کی سخت ممانعت ہے" ۔۔۔ سپاہی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ میں انتظار کر لونگا ۔۔۔ آپ صرف اتنا کام کریں کہ جب وہ باہر آئیں تو انہیں کہہ دیں کہ ان کے لئے ایک ایمرجنسی پیغام ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا ۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں کہہ دونگا" ۔۔۔ سپاہی نے کہا ۔

"تھینک یو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس ٹیکسی کی طرف مڑ گیا ۔

اور پھر واقعی اسے آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا ۔ اس کے بعد کاریں گیٹ پر پہنچنی شروع ہوئیں ۔

بلیک زیرو اس سپاہی کو دیکھ رہا تھا جو اب گیٹ کے قریب کھڑا تھا جیسے ہی اس نے بیگم کی مرسڈیز کو گیٹ پر رکتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی سپاہی نے جھک کر ڈرائیور سے بات کی ۔ وہ شاید خود لوگارڈو کو پیغام دینے کی ہمت نہیں رکھتا تھا اس لئے اس نے ڈرائیور کو پیغام دے دیا تھا ۔

جیسے ہی سپاہی ڈرائیور سے بات کرنے کے لئے جھکا، بلیک زیرو نے ڈرائیور سے کہا ۔ "گاڑی آگے بڑھاؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ اور ڈرائیور نے پھرتی سے گاڑی آگے بڑھا دی ۔ پھر

عمارت کے سامنے کافی بڑے باغیچے کا چکر لگایا اور دوبارہ صدر دروازے پر پہنچا تو اس
نے سیاہ رنگ کی مرسڈیز کو تیزی سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑتے دیکھا۔ پچھلی
نشست پر بیٹھا ہوا ایک لحیم وشحیم آدمی بڑے غور سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو
سمجھ گیا کہ یہی بوگارڈو ہے۔

"ڈرائیور ---- گاڑی اس سیاہ مرسڈیز کے پیچھے ڈال دو ---- مگر احتیاط سے ----"
بلیک زیرو نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ٹرن لے کر گاڑی سیاہ مرسڈیز کے تعاقب
میں ڈال دی۔

مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد سیاہ مرسڈیز ایک ایسی کالونی میں داخل ہوئی جہاں
بڑی بڑی عظیم الشان کوٹھیاں تھیں۔ اور پھر مرسڈیز ایک سرخ رنگ کی کوٹھی کے گیٹ
میں داخل ہوتی چلی گئی۔

بلیک زیرو ٹیکسی لئے آگے چلا گیا اور پھر اگلے چوک سے اس نے ٹیکسی کو واپس شہر
جانے کے لئے کہا۔

شہر کے پہلے چوراہے پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور ایک چھوٹا نوٹ ڈرائیور کی جھولی میں
ڈال کر تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ اب اس کا رخ وہاں موجود ایک ریستوران کی
طرف تھا۔

ریستوران میں بلیک زیرو تقریباً دو گھنٹے بیٹھا رہا۔ جب رات کا اندھیرا اچھی طرح پھیل
گیا تو بلیک زیرو ریستوران سے باہر نکلا اور پھر اس نے ایک ٹیکسی انگیج کر کے اُسے
کالونی چلنے کے لئے کہا۔

بوگارڈو کی سرخ کوٹھی سے کافی پہلے وہ ٹیکسی سے اتر گیا اور ٹیکسی کے جانے کے
بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بوگارڈو کی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر مین گیٹ کی قریبی گلی
سے گزر کر وہ کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔ چند لمحوں تک وہ جائزہ لیتا رہا پھر اُسے گٹر نظر

آیا اور پھر بلیک زیرو گٹر کا ڈھکنا اٹھا کر اندر داخل ہو گیا اور گٹر سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی
کی اندرونی سمت پہنچ گیا۔ پھر گٹر کا پہلا ڈھکن آتے ہی وہ اُسے اٹھا کر باہر آ گیا
اب وہ کوٹھی کے پائیں باغ میں تھا۔

چند لمحوں تک پائیں باغ میں دبکے رہنے کے بعد بلیک زیرو دبے قدموں آگے بڑھا
اور پھر اُسے ایک کھڑکی میں روشنی نظر آ گئی۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس نے بڑی
احتیاط سے اندر جھانکا تو یہ غسل خانہ تھا۔ وہ ہاتھوں کے بل اچھلتا ہوا کھڑکی کے
اندر داخل ہوا اور غسل خانے میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے پھرتی سے جیب سے
نقاب نکالا اور اُسے منہ پر چڑھانے کے بعد جیب سے ریوالور نکالا اور اندرونی کمرے کی
طرف کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے کمرے کی جانب سے ہلکی ہلکی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔

بلیک زیرو نے دروازے کے ایک پٹ کو آہستہ سے دبایا تو دونوں پٹوں کے درمیان
ایک معمولی سی درز بن گئی۔ اب آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور صرف آوازیں
ہی نہیں بلکہ وہ کمرے کا پورا منظر بھی دیکھ سکتا تھا۔

"میں کہتی ہوں تمہیں بتانا ہو گا کہ عمران اور اس کا ساتھی کہاں ہے ----؟" ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو عمران کے متعلق سنکر چونک پڑا۔ اس نے دیکھا
کہ کمرے میں بوگارڈو ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان لڑکی جس
نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا ہاتھ میں ٹامی گن پکڑے کھڑی تھی۔ ٹامی گن پر سائلنسر لگا
ہوا تھا۔ لڑکی کے لمبے لمبے بال اس کی پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو کو اس
کی صرف پشت نظر آ رہی تھی البتہ ٹامی گن کا دہانہ جو بوگارڈو کی طرف اٹھا ہوا تھا اس
کی نظروں میں تھا۔

بوگارڈو کے چہرے پر تعجب اور بوکھلاہٹ کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا اینڈریا ——— عمران اور اس کے ساتھی کو میں نے زہریلے گٹر میں پھینک دیا ہے ——— اب تک تو ان کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی" بوگارڈو نے جواب دیا۔

"تم جھوٹ کہتے ہو بوگارڈو! ——— عمران اور اس کا ساتھی تمہارے ہاتھوں بچ نکلے ہیں ——— یا ——— پھر تم ان کے ساتھ مل کر ہمیں ڈبل کراس کر رہے ہو" ——— لڑکی نے جس کا نام اینڈریا تھا انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں اینڈریا ——— تم یقین کرو ——— میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— بوگارڈو نے جواب دیا۔

"مگر چیف باس کو تمہاری بات پر یقین نہیں ہے ——— اگر تم سچے ہوتے تو عمران اور اس کے ساتھی کی لاش چیف باس کو بھجوا دیتے ——— یا کم سے کم مجھے ہی دکھا دیتے ——— اس لئے چیف باس نے تمہاری موت کے احکام جاری کر دیئے ہیں ———" اینڈریا نے کہا۔

"نہیں نہیں ——— ایسا ناممکن ہے ——— میں تمہارے ملک کا ایک با اعتماد کارکن ہوں میری وجہ سے تم لوگوں کو یہاں بے شمار مفادات حاصل ہیں ——— چیف باس میرے قتل کا حکم جاری نہیں کر سکتیں" ——— بوگارڈو نے شدید بوکھلاہٹ سے پُر لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے افسوس ہے ——— ایسا ہو چکا ہے ——— اس لئے اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— اینڈریا نے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اینڈریا کی انگلی ٹریگر کو دبانے میں کامیاب ہوتی، بوگارڈو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر جب وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی اور اینڈریا مشین گن چھیننے کے لئے لگنے والے دھکے سے فرش پر گر چکی تھی۔ اب اینڈریا کا چہرہ بھی بلیک زیرو کے سامنے تھا۔

"خبردار ——— اگر حرکت کرنے کی کوشش کی" ——— بوگارڈو نے انتہائی کرخت لہجے میں مشین گن کا رخ اینڈریا کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ بلیک زیرو کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ اینڈریا اپنی جگہ سے یوں اچھلی جیسے بجلی کوندی ہو اور بوگارڈو کو ٹریگر دبانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ اینڈریا تھیں کر اس پر جا گری تھی۔ مشین گن بوگارڈو کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی اور اینڈریا نے بوگارڈو کو چھاپ لیا تھا۔

بوگارڈو بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی دونوں پیر اینڈریا کے پیٹ پر رکھے اور پوری قوت سے اسے اپنے سر پر سے اچھال دیا مگر اینڈریا کی چستی اور پھرتی حیرت انگیز تھی۔ نیچے گرتے ہی اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح بوگارڈو کی گردن کے گرد جم گئیں۔ اور پھر اس نے حیرت انگیز تیزی کے ساتھ فرش پر کروٹیں بدلنی شروع کر دیں۔ بوگارڈو بھی اس کے ساتھ ہی فرش پر الٹ پلٹ ہوتا رہا۔

بلیک زیرو نے دیکھا کہ اینڈریا حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ کروٹیں بدلتی ہوئی اپنے جسم کو اس طرف موڑتی ہوئی چلی گئی جدھر مشین گن پڑی تھی۔ وہ اتنی تیزی سے کروٹیں بدلتی جا رہی تھی کہ بوگارڈو کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا اور وہ اس کے ساتھ ہی فرش پر لوٹ پوٹ ہوتا گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی مگر اینڈریا اتنی تیزی سے کروٹیں لے رہی تھی کہ بوگارڈو سنبھل ہی نہ سکا۔

پھر جیسے ہی اینڈریا کا ہاتھ مشین گن پر پڑا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو سمیٹ لیا اور دوسرے لمحے بوگارڈو کی گردن آزاد ہو گئی مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ اینڈریا مشین گن اٹھائے اس کے سر پر کھڑی تھی۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ بوگارڈو کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ اور بوگارڈو

کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔

اسی لمحے بلیک زیرو نے دروازے کے پٹ کو ذرا سا کھولا اور پھر اس کے سائلنسر لگے ریوالور نے شعلہ اگلا اور اینڈریا کے ہاتھوں سے مشین گن نکلتی چلی گئی اور اینڈریا ہاتھ جھٹکتی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے گھومی۔

"خبردار! اگر حرکت کی"۔۔۔ بلیک زیرو نے قدم کمرے کے اندر بڑھاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو ۔۔۔؟" اینڈریا نے اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا جس پر گولی نے ذرا سی خراش ڈال دی تھی۔ اس کے چہرے پر تکلیف اور تعجب کے ہلکے سے آثار پھیلے ہوئے تھے۔

"میں کوئی بھی ہوں مس اینڈریا ۔۔۔ بہرحال میں بوگارڈ کے قتل کا عینی شاہد ہوں تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو"۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اینڈریا نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اب بلیک زیرو اس سے چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔ اس نے ریوالور اس کی طرف تان رکھا تھا۔

"تم نے بوگارڈ کو کیوں قتل کیا ہے ۔۔۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میری مرضی ۔۔۔ تم پوچھنے والے کون ہوتے ہو ۔۔۔؟" اینڈریا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے اینڈریا ۔۔۔ تم ضرورت سے زیادہ چالاک اور پھرتیلی ہو ۔۔۔ مگر یاد رکھنا اس بار تمہارے مقابلے میں بوگارڈ نہیں ہے ۔۔۔ میں عورتوں کو قتل کرنے اور اذیت پہنچانے کے سلسلے میں بہت معروف ہوں ۔۔۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کھل جاؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ تقریر اچھی کر لیتے ہو"۔۔۔ اینڈریا نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرا دیا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے گولی مار سکتے ہو ۔۔۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ کیونکہ ظاہر ہے تم نے مجھ سے بہت کچھ پوچھنا ہے ۔۔۔ میری موت کے بعد تم میری لاش سے کچھ نہیں پوچھ سکو گے"۔۔۔ اینڈریا نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔۔۔ اور بلیک زیرو اس لڑکی کی بے جگری اور جرأت پر حیرت زدہ رہ گیا۔

"موت بڑی دور کی بات ہے اینڈریا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور نے شعلہ اگل دیا۔

گولی اینڈریا کا ایک کان غائب کر گئی تھی۔ اینڈریا ایک ہلکی سی چیخ مار کر نیچے کی طرف جھکی اور بلیک زیرو اس کے سیدھے ہونے کے انتظار میں ریوالور تانے کھڑا رہ گیا مگر اینڈریا سیدھی ہونے کی بجائے جھکتی ہی چلی گئی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو رہی ہے مگر دوسرے لمحے وہ ایک تیز جھٹکے سے سیدھی ہوئی اور بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

اینڈریا نہ صرف سیدھی ہوئی تھی بلکہ اس کی ٹانگ بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی تھی اور ریوالور کے نکلنے کا کارنامہ اس کی اسی ٹانگ نے سرانجام دیا تھا۔

جیسے ہی بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکلا اس نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور قریب پڑی مشین گن کی طرف جھپٹا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکلنے کے بعد اینڈریا نے مشین گن کی طرف جھپٹنا ہے۔ اس لئے جس کی پہل اس کا کھیل کے مصداق اس نے مشین گن پر پہلے چھلانگ لگا دی مگر اینڈریا نے وہ نہیں کیا۔ جو بلیک زیرو نے سوچا تھا۔

جیسے ہی بلیک زیرو مشین گن کی طرف جھپٹا۔ اینڈریا نے دروازے کی طرف چھلانگ

لگا دی اور جب تک بلیک زیرو ٹامی گن اٹھا کر سیدھا ہوتا۔ اینڈریا دروازے سے باہر جا چکی تھی۔

بلیک زیرو اس کے پیچھے لپکا مگر کچھ سوچ کر رک گیا۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ وہ اس وقت مجرموں کی حیثیت سے سیکرٹ سروس کے سربراہ کی خوابگاہ میں موجود ہے اور سیکرٹ سروس کا سربراہ مر چکا ہے اس لئے ہو سکتا ہے وہ پھنس جائے۔

ابھی تک باڈی گارڈز کے کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو کو کوئی نہیں دیکھ سکا تھا۔

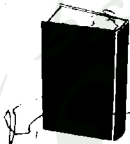
اُدھر اینڈریا جس انداز سے دروازے سے باہر نکلی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پہلے بھی یہاں آتی جاتی رہتی ہے۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر اس نے ٹامی گن نیچے پھینکی اور اپنا ریوالور اٹھا کر تیزی سے غسل خانے کی طرف لپکا۔ غسل خانے کی کھڑکی سے باہر آتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس گٹر کے دھانے میں داخل ہوا اور پھر گٹر کے اندر بھاگتا ہوا وہ جلد ہی اس دھانے سے باہر آ گیا جس میں پہلے داخل ہوا تھا۔

باہر آتے ہی اس نے نقاب اتار کر جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہ سب کچھ اتنی پھرتی سے کیا تھا کہ اس کے اندازے کے مطابق اینڈریا کے دروازے سے باہر نکلنے اور بلیک زیرو کے کوٹھی کے مین گیٹ تک پہنچنے کے درمیان زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ کا وقفہ رہا ہو گا۔

جب بلیک زیرو کوٹھی کے مین گیٹ کے قریب پہنچا تو اس نے ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار گیٹ سے باہر نکلتی دیکھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اینڈریا بیٹھی تھی، اس کے کھلے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ وہ جس اطمینان سے کوٹھی سے باہر نکلی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے کوٹھی سے باہر نکلنے کے لئے کسی خاص تردد کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

بلیک زیرو کے پاس چونکہ کوئی سواری نہیں تھی اس لئے وہ صرف ہاتھ ہی ملتا رہ گیا۔ اور اینڈریا کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔



عمران اور صفدر کو بالکل ٹھیک ہونے میں چار روز لگ گئے۔ ان چار دنوں میں وہ ادھیڑ عمر ڈاکٹر کے کاٹیج میں ہی رہتے رہے۔ ڈاکٹر کو انہوں نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ ان کی ایک قیمتی انگوٹھی گٹر میں گر گئی تھی جسے اٹھانے کے لئے وہ گٹر میں گئے تھے مگر انگوٹھی پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے چلی گئی تھی۔ اور نتیجتاً انہیں بھی انگوٹھی کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھنا پڑا۔ مگر گٹر میں زہریلی ہوا کی وجہ سے صفدر بے ہوش ہو گیا اور عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ اور صفدر کو باہر نکالا تھا۔ وہ صفدر کو کافی دور تک گھسیٹتا ہوا سڑک کے قریب تک لے آیا تھا مگر پھر اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ صفدر کو وہیں چھوڑ کر مدد حاصل کرنے کے لئے کاٹیج تک آیا تھا۔

"تم نے بے مثال جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کیا ہے ڈاکٹر ٹم ٹم" ——— ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے عمران کی کہانی سُن کر کہا۔

عمران نے ڈاکٹر کو اپنا نام ٹم ٹم ہی بتایا تھا اور صفدر کا نام اس نے چڑاما بتایا تھا۔ ڈاکٹر نے ان ناموں پر حیرت کا اظہار کیا تھا مگر عمران نے اُسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ پاکیشیا میں نام ایسے ہی ہوتے ہیں۔

عمران نے ہال کے دوسرے کونے سے ہانک لگائی۔

مگر صفدر نے اس کی طرف نہیں دیکھا اس کی نظریں مسلح لڑکیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کی ایک لمحے کی غفلت پانسہ پلٹ سکتی ہے۔

لڑکیوں نے سٹین گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھا لیے۔

"ایک طرف ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ ۔۔۔ خبردار اگر کسی نے کوئی غلط حرکت کی تو ۔۔۔" صفدر نے ایک بار پھر پھنکارتے ہوئے کہا۔

لڑکیوں نے بے چوں چرا صفدر کے احکام کی تعمیل کی۔

صفدر نے آگے بڑھ کر پیر کی ٹھوکروں سے تمام سٹین گنیں ہال کے دوسرے کونے کی طرف پھینک دیں اور پھر ایک کونے میں سٹین گن لئے کھڑا ہوگیا۔ اب وہ ان سب کو آسانی سے کور کر سکتا تھا۔

ادھر باس ابھی تک عمران کی گرفت میں کسمسا رہی تھی مگر ظاہر ہے عمران کی گرفت سے نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ چنانچہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد اس نے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔

"اب بولو باس صاحبہ! ۔۔۔ مجھ سے شادی کرنے پر تیار ہو یا نہیں ۔۔۔؟" عمران نے اس کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ باس کوئی جواب دیتی۔ باہر سے بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے دو پارٹیاں آپس میں الجھ گئی ہوں۔

صفدر اور عمران دونوں چوکنا ہوگئے۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی اوٹ میں ہوگیا۔ عمران باس کے جسم کو دبائے کرسی کی آڑ میں دبک گیا۔

اُسی لمحے ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی ہاتھوں میں سٹین گن پکڑے اچھل کر اندر آگیا۔ اس کے پیچھے تین چار اور مسلح آدمی بھی اندر آگئے۔

"ہینڈز اپ ۔۔۔ خبردار اگر حرکت کی" ۔۔۔ اچانک صفدر نے دروازے کی آڑ سے نکلتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بوگارڈ آپ" ۔۔۔ اس سے پہلے کہ نووارد ہاتھ اٹھاتے۔ عمران نے کرسی کے پیچھے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ باس ابھی تک اس کی گرفت میں تھی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ شاید نادانستگی میں عمران کی گرفت سخت ہوگئی تھی۔

"ارے مسٹر عمران آپ ۔۔۔ پھر یقیناً ہمارے پیچھے بھی آپ کا ہی ساتھی ہوگا"۔ بوگارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ صفدر تم فکر نہ کرو۔ یہ اپنے ہی آدمی ہیں" ۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی تک پوری مستعدی سے ان کی پشت پر سٹین گن تانے کھڑا تھا۔

عمران کی بات سنکر صفدر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"جونارڈ ۔۔۔ ان لڑکیوں کو لے جاؤ" ۔۔۔ بوگارڈ نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور سب مسلح آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان لڑکیوں کو گھیرے میں لے لیا۔

"مگر میں اپنے حصے کی نہیں دونگا مسٹر بوگارڈ" ۔۔۔ عمران نے باس کو آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی چند قدم لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر سنبھل کر کھڑی ہوگئی۔

"نہیں مسٹر عمران! ۔۔۔ یہ میرے ملک کی مجرم ہے اس لئے یہ تمہیں نہیں مل سکتی۔ اس کے بدلے میں اگر کہو تو میں تمہیں سینکڑوں لڑکیاں دے سکتا ہوں" ۔۔۔ بوگارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ فتح کی خوشی سے کھلا ہوا تھا

"ارے باپ رے ۔۔۔ سینکڑوں ۔۔۔ میں نے کسی عرب شیخ کی طرح حرم تو نہیں بنانا ۔۔۔ پھر میری کھوپڑی میں اتنی قوت برداشت نہیں ہے کہ سینکڑوں

ان چار دنوں میں عمران نے ادھیڑ عمر ڈاکٹر جس کا نام چانگ تھا پر اپنی قابلیت کا سکہ جما لیا تھا اس لئے ڈاکٹر چانگ اب اس سے خاصا مرعوب ہو چکا تھا۔

"ڈاکٹر ٹم ٹم —— مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ اب آپ دونوں مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں" —— ڈاکٹر چانگ نے مسکراتے ہوئے عمران اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت آتش دان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے

"کہاں صحت یاب ہوئے ہیں ڈاکٹر چانگ —— میرے دماغ کے اندرونی خلیوں میں موجود نزلے کی لہریں ویسے ہی ہکولے لے رہی ہیں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب —— نزلے کی لہریں" —— ڈاکٹر چانگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر! —— یہ میری بدقسمتی ہے کہ ایک بار میں نزلے کے دریا میں گر گیا تھا اور پھر نزلہ میرے دماغ میں پہنچ گیا —— آج تک باہر نہیں نکلا" —— عمران کا لہجہ اسقدر سنجیدہ تھا کہ ڈاکٹر چانگ منہ پھاڑے رہ گیا۔

"نزلے کا دریا —— حیرت انگیز —— نزلہ تو ایک بیماری ہے اس کا دریا ——؟" ڈاکٹر چانگ نے حیرت کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر چانگ ...... ہمارے ہاں ایک دریا ہے جس کا نام نزلے کا دریا ہے —— ڈاکٹر ٹم ٹم ایک بار اپنی ٹم ٹم سمیت اس دریا میں گر گئے تھے اور پھر نزلہ ان کے دماغ میں اور ٹم ٹم ان کے جسم میں گھس گئی تھی" —— اس بار صفدر نے جواب دیا اس کا لہجہ بھی بے حد سنجیدہ تھا۔

"آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں —— یہ ٹم ٹم کیا چیز ہوتی ہے جو ڈاکٹر کے جسم میں گھس گئی" —— ڈاکٹر چانگ کا منہ حیرت سے کچھ اور ٹیڑھا ہو گیا تھا۔

"آہ —— ٹم ٹم کے متعلق کیا پوچھتے ہو ڈاکٹر چانگ —— بہتر ہے کہ کچھ نہ پوچھو —— میرے

ساتھی چوٹا مو کو دیکھو۔ بے چارہ آج تک اسی چکر میں ہے کہ کسی طرح ٹم ٹم اس کے جسم میں گھس جائے اور یہ بھی آدمیوں کی سی زندگی گزار سکے مگر ٹم ٹم تو صرف قسمت والوں کو ہی ملتی ہے۔ بیچارہ چوٹا مو" —— عمران نے بڑے غمزدہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے صفدر پر بُری طرح ترس آ رہا تھا۔

"آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ یہ ٹم ٹم کیا ہوتی ہے" —— ؟ ڈاکٹر چانگ نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتا ہوں ڈاکٹر —— ہمارے ہاں ٹم ٹم ایک ایسی مچھلی کو کہتے ہیں جو بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے —— یہ مچھلی جس کے جسم میں چلی جائے بس کچھ نہ پوچھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے" —— صفدر نے کہا۔

"کیا ہوتا ہے" —— ؟ ڈاکٹر چانگ نے چونک کر پوچھا

"ہونا کیا ہے ڈاکٹر —— بس وہ مسٹر ٹم ٹم بن جاتا ہے" —— صفدر نے عمران کے کچھ کہنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

اور ڈاکٹر چانگ کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"خوب —— بہت خوب —— آپ لوگ واقعی بے حد دلچسپ انسان ہیں" —— ڈاکٹر چانگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ڈاکٹر چانگ —— آپ نے جس خلوص، محبت اور مہربانی کا سلوک ہم سے کیا ہے ہم اس کے لئے آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں —— اگر زندگی رہی تو آپ سے پھر ملاقات ہوگی۔ اب ہمیں اجازت دیجئے" —— اچانک عمران نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے —— آپ کو یہ اچانک کیا ہو گیا —— چلے جانا بھئی —— ابھی ایک دو ہفتے یہاں رہو" —— ڈاکٹر چانگ نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ۔۔ اب اجازت دیجئے" ۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اچھا بھئی تمہاری مرضی ۔۔ بہرحال کبھی فرصت ملے تو ملنے آ جانا ۔۔ مجھے تم لوگوں سے مل کر بے حد خوشی ہوگی" ۔۔ ڈاکٹر نے بادل نخواستہ عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ڈاکٹر ۔۔ ہم ضرور آئیں گے" ۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی ڈاکٹر سے مصافحہ کر کے عمران کے ساتھ ڈاکٹر چانگ کے کاٹیج سے باہر آ گیا۔

"اب کیا ارادے ہیں عمران صاحب !" ۔۔ کاٹیج سے باہر آتے ہی صفدر نے پوچھا۔

"ارادے تو نیک ہیں ۔۔ بشرطیکہ لڑکی والے مان جائیں" ۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور صفدر برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

وہ دونوں خاموشی سے سڑک پر پیدل چلے جا رہے تھے۔ عمران نجانے کن سوچوں میں گم تھا کہ اس کے چہرے پر موجود ازلی حماقت کا نقاب بھی اس وقت نظر نہ آ رہا تھا اور صفدر حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے کئی بار کچھ کہنے کا ارادہ کیا مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

"آخر لوگارڈ نے ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی" ۔۔ ؟ جب صفدر سے نہ رہا گیا تو آخر وہ بول ہی پڑا۔

"آئندہ ملاقات پر میرا پہلا سوال یہی ہو گا ۔۔ جواب تم بھی سن لینا" ۔۔ عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ! ۔۔ آخر آپ اتنے سنجیدہ کیوں ہیں" ۔۔ ؟ صفدر نے

جھنجلا کر کہا۔

"بھئی تم خود ہی تو کہتے ہو کہ سنجیدہ رہا کرو ۔۔ اگر میں سنجیدہ ہوتا ہوں تو تم مرچیں چبانا شروع کر دیتے ہو ۔۔ اب بتاؤ میں کیا کروں" ؟ عمران نے اس بار بڑے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھ ٹریجڈی یہی ہے کہ جب سنجیدہ ہونے کا موقع ہوتا ہے آپ سنجیدہ نہیں ہوتے ۔۔ اور جب اس کا موقع نہیں ہوتا تو آپ سنجیدہ ہو جاتے ہیں ۔۔" صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں ۔۔ تمہاری طرح موقع شناس واقع نہیں ہوا" ۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور صفدر نے اب فیصلہ کر لیا کہ اب چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے وہ خاموش رہے گا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مسلسل چلنے کے بعد آخر کار وہ شہر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ جلد ہی ایک خالی ٹیکسی انہیں مل گئی۔

"نرسری کالونی چلو" ۔۔ عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر کے سوار ہوتے ہی ٹیکسی تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

پندرہ بیس منٹ بعد ٹیکسی ایک ایسی کالونی میں داخل ہوئی جس میں عظیم الشان کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ایک چوک پر عمران نے ٹیکسی رکوائی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ آگے بڑھ گیا۔ صفدر بڑی خاموشی سے اس کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔

ذرا ہی دور چلنے پر عمران اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے موجود سرخ رنگ کی کوٹھی کی گیٹ سے ایک سپورٹس کار باہر نکل رہی تھی۔ جسے سیاہ لباس میں ملبوس ایک لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔ سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے ان کے قریب سے گزرتی ہوئی گزر گئی۔

"ارے یہ تو وہی باس ہے" ——— صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اب میرے خیال میں تمہیں اپنے سوال کا جواب مل گیا ہوگا ——— جس کوٹھی سے یہ نکلی ہے یہ بوگارڈو کی کوٹھی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو یہ مسئلہ ہے ——— تو کیا وہ سب کچھ ڈرامہ تھا" ——— صفدر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں صفدر ——— شاندار ڈرامہ ——— جس میں ہم دونوں نے مسخروں کا کردار ادا کیا تھا" عمران کی خوش دلی لوٹ آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے ذہن پر کوئی دھند چھائی ہوئی تھی جو اس لڑکی کو دیکھتے ہی چھٹ گئی ہو۔

"آؤ ——— اب باقی سوال جواب بوگارڈو سے کریں" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ سرخ کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے کال بیل بجائی تو ایک قوی ہیکل نوجوان چوکیدار رائفل سنبھالے باہر آگیا۔

"فرمایئے" ——— چوکیدار نے پوچھا۔

"بلیک ایگل سے کہو وائٹ ایگل آیا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں چوکیدار سے کہا۔

"اوہ آیئے ——— بلیک ایگل اس وقت اپنی خواب گاہ میں ہیں ——— میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں" ——— چوکیدار نے فوراً مؤدب ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوگیا۔

عمران اور صفدر نے دیکھا کہ کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ کہیں بھی کسی ملازم کی شکل نظر نہ آرہی تھی۔ صرف وہی چوکیدار تھا جو انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا کر خود بلیک ایگل کو ان کی آمد کی اطلاع دینے گیا تھا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بوکھلایا ہوا واپس آیا۔ اس کے چہرے پر وحشت کے

آثار تھے۔

"قتل ——— بلیک ایگل کو قتل کر دیا گیا ہے" ——— چوکیدار نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے" ——— عمران اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اور اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ کہتا وہ تیزی سے ڈرائینگ روم سے باہر آگیا۔

"کہاں پڑی ہے اس کی لاش ——— جلدی چلو ——— پولیس کے آنے سے پہلے ہم نے یہ ضروری کاغذ حاصل کرنا ہے ——— اٹ از ٹاپ سیکرٹ ——— حکومت کا خصوصی راز" عمران نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے میرے ساتھ" ——— چوکیدار نے کہا اور پھر وہ انہیں لیکر مختلف کمروں سے ہوتا ہوا کوٹھی کے ایک اندرونی کمرے میں لے گیا۔

عمران اور صفدر نے دیکھا کہ وہاں شدید جدوجہد کے آثار نمایاں تھے۔ بوگارڈو کی لاش ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہوچکا تھا۔ ایک طرف سائلنسر لگی گن پڑی تھی۔

عمران نے بوگارڈو کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا تو اُسے احساس ہوا کہ یہ سب کچھ تھوڑی دیر پہلے ہی ہوا ہے۔

"یہ لڑکی کون تھی جو ابھی ابھی کار میں گئی ہے ———؟" عمران نے پلٹ کر چوکیدار سے سوال کیا مگر چوکیدار غائب تھا۔

"اوہ ——— وہ اطلاع دینے گیا ہوگا" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے بوگارڈو کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر اُسے کچھ نہیں ملا۔

"عمران صاحب! ——— ادھر غسل خانے کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"ہوں ——— میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں تین افراد کے درمیان جدوجہد ہوئی ہے مگر

"وہ تیسرا کون تھا" ---- عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران نے پورے کمرے کو کھنگال ڈالا۔ اور جب اس نے ایک الماری کا ایک خفیہ خانہ کھولا تو اسے ایک سرخ رنگ کی فائل نظر آگئی۔ فائل کو کھول کر ایک نظر دیکھتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے پھرتی سے فائل جیب میں ڈالی اور پھر مڑ کر صفدر سے کہنے لگا۔

"آؤ صفدر ---- اب یہاں سے نکل چلیں"

مگر وہ دونوں جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے۔ چوکیدار کی رائفل ان پر تنی ہوئی تھی۔

"آپ لوگ کوئی حرکت نہ کریں ---- میں نے محکمہ کو اطلاع دے دی ہے ---- وہ جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں" ---- چوکیدار نے کرخت لہجے میں کہا۔ شاید اسے وائٹ ایگل کے متعلق خصوصی ہدایات ملی تھیں۔

"تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ یہاں نہ آئیں ---- ہم خود ان کا انتظار کریں گے ---- مگر یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کے ساتھ اور کون تھا" ---- عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا

"کون لڑکی" ---- ؟ چوکیدار نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ جو ابھی کار میں گئی ہے" ---- عمران نے پوچھا

"اوہ مس اینڈریا ---- مگر وہ تو اکیلی آئی تھی اور اکیلی چلی گئی ---- وہ صاحب کی دوست تھی" ---- چوکیدار نے جواب دیا۔

"اچھی دوستی نبھائی ہے" ---- عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ چوکیدار سنبھلتا، رائفل اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی۔ عمران نے ایک ہی جھپٹے میں رائفل چوکیدار کے ہاتھ سے لے لی تھی۔

"اب اپنے ہاتھ اوپر کر لو" ---- عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور چوکیدار نے خاموشی سے ہاتھ اٹھا لئے۔

اسی لمحے گیٹ سے باہر کئی کاروں کے رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے کاروں کی بریکوں کی آوازیں سنتے ہی انتہائی پھرتی سے کام کیا اور پھر رائفل کا دستہ پوری قوت سے چوکیدار کے سر پر پڑا اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے ڈھیر ہو گیا۔

"آؤ صفدر نکل چلیں" ---- عمران نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے واپس کمرے میں داخل ہوئے اور پھر غسل خانے سے ہوتے ہوئے اس کھڑکی کے راستے پائیں باغ میں آ گئے جلد ہی انہیں گٹر کا دہانہ کھلا ہوا نظر آ گیا۔

عمران تیزی سے گٹر میں داخل ہو گیا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے صفدر اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسرے دہانے سے باہر آ گئے اب وہ دونوں کوٹھی سے باہر تھے۔

"تیسرا آدمی یقیناً اسی راستے سے واپس گیا ہے" ---- صفدر نے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ہاں ---- اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہ تھا ----" عمران نے کہا۔

اب وہ تیزی سے مختلف کوٹھیوں کے عقب سے ہوتے ہوئے مین روڈ پر آ گئے جلد ہی انہیں ٹیکسی مل گئی۔

"شوالا ہوٹل" ---- عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

عمران نے جیب سے فائل نکالی اور پھر اس کے مطالعے میں غرق ہو گیا۔ جوں جوں وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک ابھرتی چلی آ رہی تھی۔ صفدر خاموشی سے نشست سے سر ٹکائے بیٹھا تھا اور ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ ایکسٹو نے گذشتہ رات ہی انہیں آوارہ گردی ختم کر کے کمرے میں ہی رہنے کا حکم دیا تھا چنانچہ سب ممبران کمرے میں موجود تھے۔ چائے کا دور چل رہا تھا اور موجودہ مشن کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔

"آخر یہ عمران اور صفدر کہاں غائب ہو گئے کہ ایکسٹو اس بری طرح سے انہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے ———؟" تنویر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تنویر! ——— باس کا نام مت لو۔ ہم غیر ملک میں ہیں اور دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" کیپٹن شکیل نے جو اس کے قریب ہی بیٹھا تھا بڑے نرم لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سوری ——— مجھے خیال نہیں رہا تھا" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کا موڈ ٹھیک تھا۔ اس لئے اس نے معذرت بھی کر لی تھی۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ بحث سے ہی اکھڑ جاتا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتا۔ اچانک کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کیپٹن شکیل نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایکسٹو سپیکنگ ——— تنویر موجود ہے ———؟" دوسری طرف سے ایکسٹو کی باوقار آواز سنائی دی۔

"یس سر" ——— کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو رسیور اسے دو" ——— ایکسٹو نے کہا اور کیپٹن شکیل نے رسیور تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر" ——— تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تنویر ——— ایک نمبر نوٹ کر لو ——— آر ایس۔ فور زیرو ون ٹو ——— یہ ایک کار کا نمبر ہے سپورٹس کار ہے۔ ماڈل اسی سال کا ہے ——— تم نے رجسٹریشن آفس سے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کار کس کی ہے" ——— ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ——— تنویر نے جواب دیا۔ ایکسٹو کے سامنے اس کی تمام بدمزاجی کا خاتمہ ہو جاتا تھا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ایکسٹو کی دی ہوئی سزائیں خوفناک ہوتی ہیں

"جو پتہ معلوم ہو۔ تم نے اسے چیک کر کے اپنی رپورٹ دینی ہے ——— اب رسیور کیپٹن شکیل کو دے دو" ——— ایکسٹو نے کہا اور تنویر نے رسیور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر" ——— کیپٹن شکیل نے رسیور لیتے ہی کہا۔

"کیپٹن شکیل! ——— مقامی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہنگری جوزف لین پر ہے۔ تم نے وہاں کے کسی با اختیار آدمی کا روپ دھارنا ہے۔ انتخاب تم خود کر لینا۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ سیکرٹ سروس آج کل کس کیس پر کام کر رہی ہے۔ جس حد تک ہو سکے اس کیس کی تفصیلات حاصل کرنی ہیں ——— رابطہ بی نائنٹی ٹرانسمیٹر ہو گا ——— اور ہاں یہ بتا دوں کہ یہاں سیکرٹ سروس کا کوڈ بلیک ایگل ہے" ——— ایکسٹو نے ہدایات دیں۔

"بہتر سر ——— میں ابھی کوشش شروع کر دیتا ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"چوہان اور نعمانی کو میری طرف سے ہدایات دے دو کہ وہ نرسری کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ کو چیک کریں۔ وہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔ جب مطلع صاف ہو جائے تو انہیں کوٹھی کی مکمل تلاشی لینی ہے۔ کوئی دستاویز، کوئی فائل ان کی نظروں سے چھپ کر نہ بچنے پائے اس

کے بعد وہ بھی بی فائیو پر مجھے رپورٹ دیں۔ گڈ بائی" ـــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے رسیور رکھ دیا اور چوہان اور نعمانی کو ایکسٹو کی ہدایت سے مطلع کرنے لگا۔ تنویر پہلے ہی کمرے سے جا چکا تھا پھر چوہان اور نعمانی بھی سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئے جولیا اس بار ان کے ہمراہ نہیں تھی۔

ان کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل نے ہلکا سا میک اپ کیا اور پھر جیب میں موجود ریوالور کو تھپکتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا جوزف لین کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹیکسی نے تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے جوزف لین کے پہلے چوک پر پہنچا دیا اور کیپٹن شکیل نیچے آیا۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

جوزف لین ایک کافی بڑی سڑک تھی جس کے دونوں طرف بڑی بڑی بلڈنگیں تھیں جن پر مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ اس وقت چونکہ صبح کے نو بجے تھے اس لئے سڑک پر کافی چہل پہل تھی۔

کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ اس عظیم الشان بلڈنگ کے سامنے پہنچ گیا جو بھری جوزف لین پر تھی۔ بلڈنگ پر ابا امپورٹ ایکسپورٹ کمپنی کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا تھا۔ بلڈنگ کی پارکنگ میں کاروں کا ہجوم تھا اور بے شمار لوگ اندر آ جا رہے تھے۔

کیپٹن شکیل بھی خاموشی سے بلڈنگ کے اندر چلا گیا۔ نچلے فلور پر صرف پارکنگ کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ اوپر کی منزلوں میں جانے کے لئے دو لفٹیں تھیں جو مسلسل اوپر نیچے آ جا رہی تھیں اور مختلف لوگ نیچے اوپر آ جا رہے تھے جن میں خواتین بھی شامل تھیں ایک طرف سیڑھیاں بھی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے سیڑھیوں کے ذریعے اوپر جانا مناسب سمجھا تاکہ

وہ اطمینان سے تمام منزلوں کو چیک کر سکے۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا پہلی منزل پر آ گیا۔ اس منزل پر دس کمرے تھے۔ اور سب پر مختلف فرموں کی تختیاں موجود تھیں اور ہر کمرے میں دفتری عملہ موجود تھا۔

کیپٹن شکیل نے ہر کمرے کو سرسری نظروں سے دیکھا مگر اس نے محسوس کیا کہ یہاں واقعی کاروبار ہو رہا ہے چنانچہ وہ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ یہاں بھی مختلف فرمیں تھیں اور وہی کاروباری لوگوں کا رش تھا۔ اب صرف تیسری منزل رہ گئی تھی چنانچہ وہ تیسری منزل پر آ گیا۔ یہاں قدرے سکون تھا اکا دکا لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔ یہاں ایک ہی فرم کے مختلف دفاتر تھے جس کا جہازی سائز کا بورڈ عمارت کے باہر لگا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل کی چھٹی حس نے اسے احساس دلایا کہ اسی فرم کے تحت مقامی سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے چنانچہ وہ سیدھا مینجر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے پر موجود چوکیدار نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔

"بلیک ایگل" ـــــ کیپٹن شکیل نے دبے لہجے میں کہا اور چوکیدار خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا اور کیپٹن شکیل نے اطمینان کی سانس لی۔ وہ صحیح جگہ پہنچ گیا تھا۔ چوکیدار کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ایک لڑکی موجود تھی اور اس کے پیچھے پارٹیشن تھا جس کے دروازے پر مینجر کی تختی لٹک رہی تھی۔

"فرمایئے" ـــــ لڑکی نے بھنویں اچکاتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بلیک ایگل ایمرجنسی" ـــــ کیپٹن شکیل نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ آپ تشریف رکھیں ـــ میں بات کرتی ہوں" ـــــ لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے قریب رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ لڑکی نے انٹرکام

کا بٹن دبایا اور پھر کہنے لگی۔

"باس! ---- ایک اجنبی یہاں موجود ہے ---- کوڈ درست ہے ---- ایمرجنسی کا حوالہ بھی موجود ہے" ---- لڑکی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھیج دو" ---- دوسری طرف سے ایک کرخت آواز گونجی۔

لڑکی نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ڈیسک کے نیچے ہاتھ بڑھا کر کوئی بٹن دبایا۔

"آپ تشریف لے جائیے" ---- لڑکی نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو" ---- کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر باوقار انداز میں قدم بڑھاتا ہوا پارٹیشن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک اسی جیسی جسامت کا آدمی موجود تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر کرختگی اس شدت سے طاری تھی کہ خواہ مخواہ خوف محسوس ہوتا تھا۔

"فرمائیے ---- کیا ایمرجنسی ہے" ---- منیجر کا لہجہ بے حد کاروباری تھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے" ---- کیپٹن شکیل نے لہجے کو رازدارانہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل محفوظ ہے" ---- منیجر کے چہرے پر پہلی بار قدرے حیرت کے آثار ابھرے۔

"مگر جو بات میں کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے یہ جگہ محفوظ نہیں ہے ---- یہ ٹاپ سیکرٹ ہے" ---- کیپٹن شکیل نے لہجے کو اور زیادہ پراسرار بناتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے اپنا تعارف کرائیں ---- آپ میرے لئے اجنبی ہیں" ---- منیجر کے لہجے میں یکدم کرختگی کا عنصر بڑھ گیا۔

"سپیشل نمائندہ فرام ملٹری انٹیلی جنس ---- ہم لوگ یہاں [illegible]پ میں رہتے ہیں" کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔

"کارڈ دکھائیے" ---- اس بار منیجر کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"کارڈ وغیرہ بھی دکھا دوں گا ---- فی الحال آپ ذرا کسی محفوظ جگہ چلئے ---- ٹاپ سیکرٹ اینڈ ٹاپ ایمرجنسی ---- ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ---- اور آپ وقت ضائع کر رہے ہیں" ---- اس بار کیپٹن شکیل کے لہجے میں کرختگی ابھر آئی تھی۔

"آپ بے فکر رہیں ---- یہ جگہ بالکل محفوظ ہے" ---- منیجر نے اس کے لہجے سے قدرے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ---- مجھے یہ جگہ محفوظ معلوم نہیں ہو رہی ---- اور اس بات کا فیصلہ میں نے کرنا ہے کہ آیا یہ جگہ محفوظ ہے یا نہیں" ---- کیپٹن شکیل بدستور اپنی بات پر اڑا رہا۔

"پھر آپ تشریف لے جائیے ---- میرے پاس اس سے زیادہ محفوظ جگہ نہیں ہے" ---- منیجر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اگر آپ بضد ہیں تو پھر اس کی ذمہ داری بھی آپ پر ہو گی ---- میں نے بہرحال آپ کو مطلع کر دیا ہے ---- آپ پہلے مجھے اپنا کارڈ دکھائیے تاکہ میں یقین کر سکوں کہ میں صحیح آدمی سے بات کر رہا ہوں" ---- کیپٹن شکیل نے کہا۔

منیجر نے بڑی خاموشی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور کارڈ نکال کر کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیا۔

کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ اس کا نام مارٹن تھا اور وہ مقامی سیکرٹ سروس میں کیپٹن کے عہدے پر فائز تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے رہائشی ایڈریس پر بھی اس کی نظریں دوڑتی چلی گئیں اور اس نے ایڈریس ذہن میں محفوظ کر لیا۔

"او کے مسٹر مارٹن! ---- ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے بلیک ایگل کے لئے ایک پیغام ہے اور وہ یہ کہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر آج رات کسی بھی وقت بم سے اڑا دیا جائے گا" ---- کیپٹن شکیل نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا جیسے وہ کوئی اہم ترین پیغام بتا رہا ہو۔

اور پھر مینجر مارٹن کا ردعمل اس کی عین توقع کے مطابق تھا۔ اس کا چہرہ ایک لمحے کے لئے زرد پڑ گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ ایسا ناممکن ہے" ـــــ اس نے بوکھلاتے ہوئے کہا

"اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہوتا ہے مسٹر مارٹن ـــــ بہرحال میں نے اپنا فرض نبھا دیا ہے ـــــ اب باقی کام آپ کا ہے ـــــ گڈ بائی" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اٹھکر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مینجر مارٹن بت کی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔

کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر ایسی خبر سنائی تھی کہ اس کے اعصاب شل ہو جائیں اور وہ اس کے واپس جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی کیپٹن شکیل تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچ چکا تھا۔ لفٹ سے نکلتے ہی وہ تیزی سے ایک ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے اپنا کوٹ الٹ کر پہن لیا۔ چہرے کے میک اپ کو ذرا سا تبدیل کیا اور پھر چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو پہلے سے کافی بدل چکا تھا۔ وہ اطمینان سے مین گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا اور پھر ہجوم میں ملکر وہ ادھر ادھر گھومتا رہا۔ وہ اپنے تعاقب کا اندازہ کر رہا تھا مگر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا تو اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔

"پی۔ سی۔ ایچ کالونی" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کافی بڑی اور جدید تعمیر شدہ کالونی میں داخل ہو گئی۔ کیپٹن شکیل نے ایک چوک پر ٹیکسی رکوائی اور کرایہ ادا کر کے باہر آ گیا۔ ٹیکسی جب آگے بڑھکر اس کی نظروں سے دور ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ جلد ہی اس کی نظریں ایک چھوٹی سی کوٹھی پر جم گئیں۔ یہی اس کی منزل مقصود تھی۔ اس کوٹھی کا پتہ اس

نے مارٹن کے کارڈ میں دیکھا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہیں تھی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا اور اندر خاموشی طاری تھی جیسے اندر کوئی موجود نہ ہو۔

کیپٹن شکیل ایک قریبی گلی میں گھس گیا اور پھر گھومتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں بھی ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں ایک دروازہ کوٹھی کا عقبی حصہ تھا کوٹھی کی دیوار قد آدم ہی تھی۔

کیپٹن شکیل نے اچک کر دیوار سے اندر دیکھا تو اسے کوٹھی خالی ہی نظر آئی۔ اس نے دیوار پر دونوں ہاتھ رکھے اور دوسرے لمحے اس کا جسم ہاتھوں کے بل پر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ چند لمحوں تک وہ خاموشی سے جائزہ لیتا رہا پھر تیزی سے کوٹھی کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوٹھی خالی ہے۔ حتیٰ کہ اس میں ملازم تک موجود نہ تھا۔ وہ برآمدے سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر رکا جو بند تھا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ کیپٹن شکیل نے ایک لمحے کے لئے وہیں رک کر جائزہ لیا مگر چاروں طرف گہرا سکوت طاری تھا۔ اس لئے وہ قدم بڑھا کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی اس کے عقب میں موجود دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سوئچ کی آواز ابھری اور کمرے میں روشنی ہو گئی۔ کیپٹن شکیل نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا کیونکہ چار مشین گنوں کی نالیاں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ سامنے ہی کرسی پر مینجر مارٹن بیٹھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"کوئی غلط حرکت نہ کریں ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل نمائندہ صاحب" ـــــ مارٹن نے طنزیہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ جیب سے علیحدہ کر دیا۔

مارٹن اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور چست ثابت ہوا تھا۔ وہ تصور بھی نہ کرسکتا تھا کہ وہ اس طرح اُسے کوٹھی میں گھیر لے گا۔

اسی لمحے ایک مشین گن بردار آگے بڑھا اور کیپٹن شکیل کی پشت پر آکر اس نے اس کی تلاشی لی اور جیب سے ریوالور نکال کر پیچھے ہٹ گیا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم سیدھے یہیں آؤ گے۔ اس لئے میں استقبال کے لئے خود چلا آیا" مارٹن نے خوفناک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا ——— تا میں یہ بات نہیں سمجھ سکا" ——— کیپٹن شکیل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر! ——— تم شاید اس کام میں بالکل ہی اناڑی ہو ——— ورنہ تم اتنی احمقانہ حرکتیں نہ کرتے ——— تم سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں آئے تھے جہاں قدم قدم پر ہر شخص کی چیکنگ کی جاتی ہے ——— جب تم نے سیڑھیاں استعمال کیں تو ہم چونک گئے پھر جس انداز میں تم دونوں منزلوں میں گھومتے رہے وہ بذات خود ایک مشکوک حرکت تھی۔ پھر تم نے بلیک اینگل کا حوالہ دیا۔ اس سے ہم مزید مشکوک ہو گئے کیونکہ بلیک اینگل کا حوالہ دینے والے کبھی اس طرح بلڈنگ میں مارے مارے نہیں پھرتے۔ پھر جب تم نے ملٹری انٹیلی جنس کا نام لیا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ تمہارا ملٹری انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس ملک کی ملٹری انٹیلی جنس سیکرٹ سروس کے تحت ہی کام کرتی ہے مگر ہم تمہارا اصل مقصد جاننا چاہتے تھے اس لئے تمہیں کچھ نہیں کہا گیا۔ جب تم نے کارڈ مانگا تو میں نے جان بوجھ کر وہ کارڈ دکھایا جس پر میرا غلط نام اور غلط پتہ موجود تھا۔ میں نے تمہاری آنکھوں سے محسوس کر لیا تھا کہ تم رہائشی پتہ میں پوری دلچسپی لے رہے ہو۔ پھر تم نے ٹوائلٹ میں میک اپ بدلا وہاں خفیہ کیمرے موجود تھے جس کی وجہ سے ہم تمہیں دیکھتے رہے۔ اس کے بعد تم گھومتے رہے اور تمہاری نگرانی جاری رہی۔ جس

ٹیکسی میں تم سوار ہوئے وہ ہماری خصوصی ٹیکسی تھی۔ اس میں ریڈیو ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ یہاں جب تم نے اس کالونی کا پتہ بتایا تو تمام باتیں ہماری سمجھ میں آگئیں۔ چنانچہ ٹیکسی ڈرائیور ہدایت کے مطابق تمہیں مختلف سڑکوں پر گھماتا رہا۔ جب اُسے مخصوص کاشن مل گیا تو تب اس نے تمہیں یہاں چوک پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد تم پھر ہماری نگرانی میں رہے۔ اس دوران میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے استقبال کے لئے کوٹھی میں پہنچ گیا اور نتیجہ یہ ہے کہ اب تم ہمارے سامنے ہو" ——— مارٹن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل صرف دانتوں سے ہونٹ دبا کر رہ گیا۔ اس نے واقعی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔

"مسٹر! ——— اب تم اپنی اصل حقیقت سیدھے طریقے سے اگل دو ——— اور اپنا مقصد بھی ——— ورنہ دوسری صورت میں" ——— مارٹن کا لہجہ یکدم بے انتہا کرخت ہو گیا اس نے دانستہ فقرہ نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ اور اُسے فقرہ مکمل کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ اتنا تو کیپٹن شکیل بھی سمجھتا تھا کہ دوسری صورت میں کیا ہو سکتا ہے۔

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ——— ؟ کیپٹن شکیل نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد تیبان بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری اصلیت اور مقصد" ——— مارٹن نے مختصر لفظوں میں جواب دیا۔

"میرا نام حاتم ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے ——— جس کے دو ایجنٹ عمران اور صفدر تمہاری حکومت کی درخواست پر یہاں آئے مگر پھر غائب ہو گئے یا کر دیئے گئے ——— میں انہیں تلاش کر رہا ہوں ——— چنانچہ میں تم سے گھر میں بات کرنا چاہتا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تو تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ——— مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ کبھی اپنی زبان سے اس تعلق کی حامی نہیں بھرتے ——— بہرحال تم ...
... عمران خود ...

ہوں — کیپٹن شکیل نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں — مگر اس کے لئے اتنا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی — تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا حوالہ دیکر براہ راست بات کر سکتے تھے" — مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں دفتری ماحول سے ہٹ کر بات چیت کرنا چاہتا تھا تاکہ اصل راز معلوم کر سکوں"۔ کیپٹن شکیل نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے خوامخواہ اتنی مصیبت جھیلی مسٹر حاتم — سیکرٹ سروس کا سربراہ ہلاک ہو چکا ہے — اصل راز وہی بتا سکتا تھا — فی الحال سرکاری طور پر یہ دونوں غائب ہیں — اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" — مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سربراہ ہلاک ہو چکا ہے — یہ میرے لئے نئی اطلاع ہے" — کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں — گزشتہ رات اُسے ہلاک کر دیا گیا ہے" — مارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — مگر میں نے ان دونوں کو تلاش کرنا ہے — اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم مجھے اس کیس کی تفصیلات بتا دو جس کی خاطر انہیں بلوایا گیا تھا" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ویری سوری — یہ ٹاپ سیکرٹ ہے" — مارٹن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں اس وقت تک یہاں قید میں رہنا پڑے گا جب تک میں پاکیشیا سے تمہارے متعلق تصدیق نہ کر لوں" — مارٹن نے کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کی شمالی دیوار اپنی جگہ سے سرکتی چلی گئی۔

"چلیں مسٹر — آپ کی سلامتی اسی میں ہے کہ کوئی غلط حرکت نہ ہو" — مارٹن نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے دیوار میں بننے والے خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی کیپٹن شکیل نے خلا میں قدم رکھا۔ اچانک اس کے پیروں کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے وہ منہ کے بل نیچے گرتا چلا گیا۔ چند لمحوں تک گرتے رہنے کے بعد وہ ایک دھماکے سے نیچے پکے فرش پر جا گرا۔

اچانک نیچے گرنے سے اُسے خاصی چوٹیں آئیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد وہ فرش پر بے حس و حرکت پڑا رہ گیا۔ اوپر کمرے کی دیوار برابر ہو چکی تھی۔



یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں موجود ایک بڑی سی میز کے گرد بارہ کرسیاں موجود تھیں۔ ہر کرسی پر ایک نوجوان لڑکی سیاہ چست لباس میں ملبوس بیٹھی تھی ان سب کے چہروں پر سیاہ رنگ کی نقابیں چڑھی ہوئی تھیں۔ درمیان میں موجود ایک کرسی خالی تھی۔

وہ سب انتہائی خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی خاموشی غیر فطری ہو کیونکہ جہاں اتنی بہت ساری عورتیں اکٹھی ہوں وہاں خاموشی غیر فطری سی محسوس ہوتی ہے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا بغلی دروازہ کھلا اور ایک اور نوجوان عورت

چیتوں کے وار سنبھال سکے ۔۔۔ نہ بابا میں باز آیا" ۔۔۔ عمران نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور بوگارڈ مسکرا پڑا ۔

بوگارڈ کے ساتھی باس لڑکی کو بھی اپنے ہمراہ ہال سے باہر لے گئے تھے ۔

اب ہال میں عمران ، صفدر اور بوگارڈ رہ گئے تھے ۔

"مگر آپ یہاں پہنچ کیسے گئے" ۔۔۔ اچانک عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ۔۔۔ میرے آدمیوں نے آپ کی مکمل نگرانی کی جس کے نتیجے میں ہم یہاں پہنچ گئے ۔۔۔ بس مجھے فکر صرف یہ تھی کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے کیونکہ یہ لڑکیاں گولی پہلے مارتی ہیں اور بات بعد میں کرتی ہیں" ۔۔۔ بوگارڈ نے جواب دیا ۔

"ارے نہیں ۔۔۔ آپ کو غلط رپورٹ ملی ہے ۔۔۔ یہ بیچاریاں تو بہت سیدھی سادھی اور گھریلو قسم کی لڑکیاں ہیں ۔۔۔ انہوں نے ہماری بڑی خاطر مدارت کی" ۔ عمران نے لاپرواہی سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا ۔

"اچھا خیر ۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی وجہ سے ہمارا ایک بہت بڑا دردسر ختم ہو گیا ۔۔۔ آیئے چلیں" ۔۔۔ بوگارڈ نے ہنستے ہوئے کہا ۔

اور پھر وہ تینوں ہال سے باہر آ گئے ۔ راہداری سے گزر کر وہ ایک موڑ مڑے اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر چلے گئے ۔ اوپر ایک کمرہ تھا ۔ وہاں سے باہر نکلے تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض عمارت میں پایا جو ٹوٹ پھوٹ کر کھنڈر کی صورت اختیار کر چکی تھی ۔

عمارت کے گرد مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے ۔ جیسے ہی وہ تینوں عمارت سے باہر آئے ایک کار ان کے قریب آ کر رکی اور پھر بوگارڈ کے کہنے پر عمران اور صفدر اس میں سوار ہو گئے ۔ بوگارڈ نے ڈرائیور کو ہاتھ کے اشارے سے باہر نکلنے کے لئے کہا اور

اس کے باہر آنے کے بعد وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر کار تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔

"مسٹر بوگارڈ ۔۔۔ کیا واقعی مشن ختم ہو گیا ہے" ۔۔۔؟ عمران نے اچانک بوگارڈ سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی ۔

"کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھا نہیں ۔۔۔"؟ بوگارڈ نے چونکتے ہوئے کہا ۔

"میرا مطلب ہے کہ جس کیس کے لئے آپ کی حکومت نے ہمیں بلایا تھا وہ ختم ہو گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں پوچھا ۔

"ہاں مسٹر عمران ۔۔۔ یہ لڑکیاں ہمارے لئے دردسر بنی ہوئی تھیں ۔۔۔ یہ ہمارے دشمن ملک کی ایجنٹ ہیں ۔۔۔ انہوں نے حکومت کے اہم آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور پورے ملک میں غارت گری پھیلا رکھی تھی ۔۔۔ ہمیں ان کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں تھا اس لئے ہم مکمل طور پر انہیں قابو میں نہ کر سکے تھے ۔۔۔ اب یہ بھی ہو گیا ہے ۔ ان کی باس بھی ہمارے قبضے میں آ گئی ہے اس لئے کیس ختم ہو گیا ہے" ۔ بوگارڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ایسا ہی سہی ۔۔۔ ہمارا کیا" ۔ عمران نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا ۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا آپ مطمئن نہیں" ۔۔۔؟ بوگارڈ نے ایک بار پھر چونک کر کہا ۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیں ابھر آئیں تھیں ۔

"نہیں ۔۔۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں ۔۔۔ کیونکہ مسئلہ آپ کا ہے ہمارا نہیں ۔۔۔ ویسے میں اتنا بتا دوں کہ آپ شدید غلط فہمی میں ہیں ۔۔۔" عمران نے جواب دیا ۔

"کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے مسٹر عمران" ۔۔۔؟ بوگارڈ نے کار

تیز تیز قدم اٹھاتی سیدھی خالی کرسی کی طرف آئی۔ اس کے چہرے پر نقاب موجود نہیں تھا۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی سب عورتوں نے اپنی اپنی نقابیں اتار دیں۔ نئی آنے والی لڑکی نے غور سے باری باری ہر لڑکی کے چہرے کو دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر کہنے لگی۔

"ممبرز! ـــ اس وقت ہماری یہاں میٹنگ ایک اہم مشن کے لئے بلائی گئی ہے۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ مشن کیا ہے ـــ؟" سب سے بعد میں آنے والی عورت نے پراسرار لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بلا کا تحکم پایا جاتا تھا۔

"نہیں چیف باس! ـــ ہمیں معلوم نہیں ہے" ـــ ان سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ البتہ آخری کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک لڑکی خاموش بیٹھی رہی۔

"اینڈریا! ـــ کیا تمہیں معلوم ہے ـــ؟" چیف باس نے آخری کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی سے پوچھا۔

"یس چیف باس" ـــ اینڈریا نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

"چیف باس! ـــ ہمارا مشن یہ ہے کہ ہم ایمزن کے چوٹی کے حکمرانوں کو اس بات پر مجبور کر دیں کہ وہ ہماری حکومت سے ایسا معاہدہ کرے جس سے ایمزن کا کالا صحرا ہماری ملکیت میں آ جائے" ـــ اینڈریا نے جواب دیا۔

"گڈ شو ـــ مگر یہ مشن کی صرف ایک کڑی ہے ـــ اصل مشن کا تمہیں بھی علم نہیں ہے ـــ بہرحال سنو! ـــ ہماری حکومت نے جدید سائنسی تحقیقات سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ایمزن کے کالے صحرا میں ایک ایسی دھات کا ذخیرہ ہے جس سے ایک ایسا جدید ترین جنگی ہتھیار بنایا جا سکتا ہے جس کے مقابلے میں دنیا کے تمام بھیانک ترین اسلحے بیکار ہو جائیں گے ـــ ایٹم بم ـــ ہائیڈروجن بم ـــ نیوٹرون بم ـــ جراثیم بم ـــ غرضیکہ اب تک تیار ہونے والے تمام مہلک ترین ہتھیار اس جنگی ہتھیار کے سامنے پرانے

دور کی تلواروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھیں گے۔ اس دھات کو ہمارے سائنس دانوں نے "زنی بیک" کا نام دیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے اس دھات کا حصول۔ تو اس دھات میں ایک خامی ہے کہ اگر اسے بیرونی سطح کی ہوا لگ جائے تو یہ ناکارہ ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسے کان کے اندر ہی اندر ہتھیار میں محفوظ کر لیا جائے۔ اب ہماری حکومت کے سامنے مختلف صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ ہم طاقت کے ذریعہ اس صحرا پر قبضہ کر لیں۔ مگر اس طرح ایک بین الاقوامی جھگڑا کھڑا ہو سکتا تھا اور بین الاقوامی مداخلت اس صحرا میں بڑھ جاتی۔ چنانچہ یہ تجویز ترک کر دی گئی۔ دوسری صورت یہ تھی کہ حکومت ایمزن سے اس صحرا کو پٹے پر لیا جاتا یا خرید لیا جاتا۔ اور پھر وہاں خفیہ لیبارٹری قائم کی جاتی۔ مگر ایمزن حکومت براہ راست اس بات پر آمادہ نہ ہوئی۔ انہوں نے دراصل اس سلسلے میں ایک بڑی طاقت سے مل کر منصوبہ بنایا تھا کہ اس صحرا میں تیل کی تلاش کی جائے۔ اس منصوبے کی بنا پر انہوں نے ہماری حکومت کو انکار کر دیا۔ اور اس سے یہ نقصان بھی ہوا کہ ایمزن حکومت نے خوامخواہ اس صحرا کو اہمیت دے دی۔ اب اگر وہ اس بڑی طاقت سے معاہدہ کر لیتی تو یہ بڑی طاقت صحرا میں سائنسی تحقیقات کا آغاز کر دیتی۔ چنانچہ اس طرح وہ دھات ان کی نظروں میں آ سکتی تھی جو ہماری حکومت کو منظور نہ تھا۔ چنانچہ ایمزن حکومت کو فوری طور پر اس معاہدے سے روکنے کے لئے ریڈ زیرو سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا گیا اور اینڈریا سیکشن کو ایمزن بھیج دیا گیا۔ اینڈریا سیکشن نے اچھی کارکردگی دکھائی اور اس سیکشن نے ان سب اہم ترین حکام کو جو اس معاہدے میں شریک تھے جنسی چکر میں پھنسا لیا اور انہیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ حکومت کو اس معاہدے کے بیکار ہونے کا یقین دلا کر اسے ترک کر دیں۔ اینڈریا سیکشن کو اپنے مشن میں خاصی کامیابی ہوئی۔ چونکہ ایمزن سیکرٹ سروس کا چیف ہمارا آدمی تھا اس لئے اینڈریا سیکشن کی سرگرمیاں خفیہ رہیں مگر اینڈریا سیکشن کی ایک رکن سے جو چیف سیکرٹری کی داشتہ بنی ہوئی تھی ایک غلطی ہو گئی۔ وہ

انڈیا کو رپورٹ دیتے ہوئے عین موقع پر پکڑی گئی۔ اور جب سیکرٹری جو اس معاہدے کا سب سے بڑا حامی تھا اس نے صدر مملکت کو اس کی خفیہ رپورٹ دے دی۔ چنانچہ اس لڑکی کو صدر مملکت کی ذاتی انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا جہاں اس نے بتایا کہ لیڈیز سیکرٹ سروس ایمزن میں کام کر رہی ہے مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بتاتی اسے ہمارے سیکشن نے ہلاک کر دیا۔ مگر ایمزن حکومت اب مشکوک ہو چکی تھی اور چونکہ صدر مملکت سیکرٹ سروس پر اعتماد کھو بیٹھے تھے اس لئے انہوں نے پاکیشیا سے امداد کی درخواست کی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو خطرناک ترین افراد یہاں پہنچ گئے۔ ہمیں شاید ان کی آمد کی اطلاع نہ ملتی مگر ہماری خوش قسمتی سے انہوں نے سیکرٹ سروس کے چیف سے رابطہ قائم کیا اور یہیں وہ مار کھا گئے۔ سیکرٹ سروس کے چیف نے اپنے طور پر ایک منصوبہ بنایا اور ان جاسوسوں کو اشارہ کر دیا کہ ایمزن کا جنگل ہماری سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں پہنچ گئے۔ وہاں سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر بوگارڈ نے ایک ڈرامہ سٹیج کیا اور انڈیا کو اس ڈرامے کا قائل کر کے اس میں شامل کر لیا گیا۔ کرائے پر چند لڑکیاں حاصل کی گئیں اور انہیں بتایا کہ فلم کی شوٹنگ ہو رہی ہے چنانچہ ان دونوں کو اغوا کر کے لیڈیز سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا اور پھر وہاں بوگارڈ اپنے ماتحتوں سمیت پہنچ گیا چنانچہ ان دونوں جاسوسوں کے سامنے اس نے یہی منظر پیش کیا کہ ان کو چارہ بنا کر اس نے لیڈیز سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ انڈیا کے سوا کرائے کی تمام لڑکیوں کو قتل کر دیا گیا تاکہ وہ کسی کے سامنے حقیقت نہ اگل سکیں۔ اس وقت تک منصوبہ یہی تھا کہ ان دونوں جاسوسوں کو صدر مملکت کے سامنے پیش کیا جا سکے تاکہ وہ خود انہیں رپورٹ دیں کہ واقعی ہیڈ کوارٹر ختم ہو چکا ہے مگر پھر اچانک صورت حال بدل گئی اور وہ دونوں غائب ہو گئے یا کر دیئے گئے۔ بہرحال بوگارڈ نے ہمیں یہی رپورٹ دی کہ اس نے انہیں زہریلے گٹر میں گرا کر ہلاک کر دیا ہے کیونکہ وہ اس ڈرامے سے مشکوک

ہو گئے تھے۔ اگر وہ ان کی لاشیں ہمیں پیش کر دیتا تو ہمیں بوگارڈ پر یقین آ جاتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ یہ امکان پیدا ہو گیا کہ بوگارڈ کہیں ہمیں ڈبل کراس نہ کر رہا ہو چنانچہ اسے ختم کر دیا گیا۔ ان دونوں ایجنٹوں کو تلاش کیا گیا مگر ان کا کہیں پتہ نہیں چل سکا" ——— چیف باس نے پوری تفصیل سے تمام حالات بتائے۔ اور باقی تمام لڑکیاں خاموش بیٹھی اس کی تقریر سن رہی تھیں۔

چیف باس نے چند لمحوں کے لئے توقف کیا۔ شاید وہ مسلسل بولنے کی وجہ سے تھک گئی تھی۔ پھر اس نے دوبارہ بات شروع کی۔

"اب صورتحال یہ ہے کہ حکومت چوکنا ہو چکی ہے ——— وہ دونوں ایجنٹ غائب ہیں ——— اس بات کا امکان ہے کہ وہ بوگارڈ کے ہاتھوں واقعی ختم ہو چکے ہوں اور دوسری صورت یہ بھی ہے کہ انہوں نے صدر مملکت سے براہ راست رابطہ قائم کر کے اس ڈرامے کی رپورٹ دے دی ہو۔ فی الحال اس معاہدے کے بارے میں حکومت کے رویہ میں سرد مہری موجود ہے مگر حالات کسی بھی لمحے پلٹ سکتے ہیں۔ چنانچہ اب ہماری حکومت نے ایک نیا منصوبہ بنایا ہے وہ یہ کہ ملک کے تمام اعلیٰ حکام صدر مملکت سمیت قتل کر دیئے جائیں اس طرح ملک میں غیر یقینی صورتحال پیدا کر دی جائے تاکہ وہ معاہدے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں اور پھر ایسی پارٹی کو برسر اقتدار لایا جائے جو ہمارے ملک کے ایجنٹ کے طور پر کام کرے۔ اور پھر یہ نئی حکومت تیل کی تلاش کے لئے اس بڑی طاقت سے معاہدہ کرنے کی بجائے ہمارے ملک سے تیل کی تلاش کا معاہدہ کرے۔ اس طرح تیل کی تلاش کی آڑ میں ہم آسانی خفیہ لیبارٹری قائم کر کے اس دھات کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری ناران سیکرٹ سروس کام کر سکتی تھی مگر اس طرح ایک اور خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ ہماری ناران سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کی بھنک اس بڑی طاقت کو مل جاتی اور وہ ہوشیار ہو جاتی اور پھر اس کی طاقت ور سیکرٹ سروس کام شروع کر دیتی جس کا

نتیجہ یہ نکلتا کہ اس زور آزمائی میں ہمارا مشن ناکام بھی ہو سکتا تھا چنانچہ یہ فرض لیڈیز سیکرٹ سروس کے سپرد کر دیا گیا ہے جس کے وجود سے تمام ملکوں کی سیکرٹ سروس لاعلم ہیں۔ ہم نے ان سب کو یوں قتل کرنا ہے کہ صرف ملک میں غیر یقینی صورت حال تو پیدا ہو مگر کسی قسم کی خفیہ سرگرمیاں سامنے نہ آئیں۔ بس یہی سمجھ لیا جائے کہ یہ لوگ سیاسی طور پر قتل کئے گئے ہیں اور پھر وہاں سیاسی ابتری پھیلا دی جائے۔ باقی کام دیگر لوگ کریں گے اور ہماری من پسند پارٹی برسر اقتدار آتے ہی ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا ——— یہ ہے اصل مشن ——— اب آپ سوالات کر سکتی ہیں" ——— چیف باس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا اور پھر خاموش ہو گئی۔

"چیف باس! ——— کیا سب حکام کو بیک وقت ختم کیا جائے گا ———؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں! ——— اس سلسلے میں ایک پروگرام بنا لیا گیا ہے ——— تمام حکام کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور پھر اس جگہ کو اڑا دیا جائے گا" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"چیف باس! ——— ان دونوں ایجنٹوں کا کیا ہو گا جو غائب ہیں ———" ایک اور لڑکی نے پوچھا۔

"ہمارا ایک سیکشن صرف انہیں تلاش کرنے کا کام سرانجام دے گا ——— زندہ یا مردہ دونوں صورتوں میں" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر باس! ——— یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ایجنٹوں کی خفیہ طور پر تلاش شروع کر دے۔ ایسی صورت میں ہمارے سیکشن کا اس سے ٹکراؤ یقینی ہے اور اس ٹکراؤ کے بعد ہمارا منصوبہ آؤٹ نہ ہو جائے" ——— ایک اور لڑکی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"یہی سیکشن یہ کام بھی کرے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایجنٹوں کی ٹوہ لے۔ اور اس

طرح اس کی سرگرمیوں سے باخبر رہے" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی

"اور کچھ ——— تمام تفصیلات آپ نے سن لیں ——— یہ تمام تفصیلات آپ کو اس لئے بتائی گئی ہیں کہ اس نازک اور اہم مشن کو سرانجام دیتے ہوئے آپ کو تمام پوزیشن کا علم ہو ——— ہمارا کام بے حد نازک اور اہم ہے ——— ہم نے یہاں سیاسی ابتری پھیلانی ہے ——— حکام کو قتل کرنا ہے ——— مخصوص سیاسی پارٹیوں کے حق میں کام کرنا ہے مگر اس تمام منصوبے کی اہم ترین بات یہ ہے کہ ہم سب نے کسی بھی صورت میں منظر عام پر نہیں آنا ہے ——— کسی بھی صورت میں سیکرٹ سروس کی بھنک کسی کے کانوں میں نہ پڑے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہماری سروس کا وجود ختم کر دیا جائے گا" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر چیف باس! ——— اس طویل اور خوفناک پروگرام میں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری کوئی کارکن سامنے نہ آئے ———؟ گھروں میں بیٹھ کر یا حکام کے بستروں میں لیٹ کر تو یہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا" ——— ایک لڑکی نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں ——— اس سے قبل لیڈیز سیکرٹ سروس سے اس قسم کا کام نہیں لیا گیا ——— ہمارا کام صرف داشتاؤں کے روپ میں خفیہ راز حاصل کرنا ہوتے تھے اور ایسا ہم صرف مردوں کے بستروں میں لیٹ کر کر لیتی تھیں مگر اس بار جو مشن ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس میں قتل و غارت گری اور جاسوسی کا ہر انداز شامل ہو گا۔ مگر اس کے باوجود ہم نے سامنے نہیں آنا ——— چنانچہ مشن سے پہلے آپ کو ایک ایسا کیپسول دیا جائے گا کہ جب آپ کسی ایسی مشکل میں پھنس جائیں جس سے ہماری سروس سامنے آتی ہو تو آپ سروس پر اپنے آپ کو قربان کر دیں ——— بہرحال مجھے امید ہے کہ اس کی نوبت نہ آئے گی میں نے اس سلسلے میں ایک سپیشل پلان تیار کیا ہے جس سے ہم یہ سب کچھ بھی کر لیں گے اور ہماری اصل حقیقت بھی سامنے نہیں آئے گی" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے اور ہم وطن کی عظمت کی خاطر جان پر بھی کھیل سکتی ہیں" ۔۔۔ سب لڑکیوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اب آپ جا سکتی ہیں ۔۔۔ آپ کو ہدایات دی جائیں گی" ۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر وہ اٹھکر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس اس بغلی دروازے میں غائب ہو گئی۔

اس کے جاتے ہی باقی لڑکیاں اٹھیں اور بڑے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئیں ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔



شوالا ہوٹل کے ایک کمرے میں صفدر اور عمران موجود تھے۔ عمران نے ہوٹل میں آتے ہی ایک کمرہ بک کرایا اور اس کمرے میں پہنچ کر اس نے اپنا اور صفدر کا میک اپ بدلا۔ میک اپ کا سامان وہ ہوٹل آتے ہوئے راستے میں خرید چکا تھا۔ میک اپ بدل کر ان دونوں نے کمرہ چھوڑ دیا اور عقبی راستے سے ہوٹل سے باہر آ گئے۔ پھر وہاں سے گھوم پھر کر وہ ایک بار پھر شوالا ہوٹل میں داخل ہوئے اور انہوں نے نئے ناموں سے نیا کمرہ بک کرایا اور اس وقت وہ دونوں اس کمرے میں موجود تھے۔ دونوں مقامی نوجوانوں کے میک اپ میں تھے اور اپنے حلیے سے کوئی تاجر لگتے تھے۔

عمران نے اس کمرے میں آتے ہی ٹیکس فوننگ سروس پر اپنے ملک کال بک کرائی اور پھر جلد ہی اس کا رابطہ سر سلطان سے قائم ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔۔ سر سلطان سپیکنگ" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

یوں لگتا تھا جیسے وہ سوتے میں اٹھکر آئے ہوں۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ پرنس ۔۔۔ تم کہاں ہو ۔۔۔ مجھے تمہاری بے حد فکر تھی" ۔۔۔ سر سلطان نے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی کا عنصر بھی موجود تھا۔

"میں یہاں بخیریت ہوں ۔۔۔ ہمارے ساتھ سودے میں فراڈ کیا گیا ہے اس لئے مجھے یہیں دیر لگ گئی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسے انداز میں بات کر رہا تھا کہ اگر کال چیک ہو تو انہیں تاجر ہی سمجھا جائے۔

"مگر مجھے تو اطلاع دی گئی تھی کہ سودے کے بعد تم غائب ہو گئے ہو ۔۔۔ سودا مکمل ہو گیا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"سودا ہوا ہی کہاں ہے ۔۔۔ وہ تو ہمیں لوٹنے کے لئے ڈرامہ رچایا گیا تھا ۔۔۔ ہمارا مینجنگ پارٹنر اس ڈرامے کا انچارج تھا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ بہرحال سودا مکمل ہونا چاہیے ۔۔۔ ورنہ ہماری فرم کی ساکھ اور اعتماد میں فرق آ جائے گا" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سودا مکمل کئے بغیر واپس نہیں آئے گا" ۔۔۔ عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ایک بات اور ۔۔۔ تمہارے غائب ہونے کی اطلاع ملنے پر میں نے فرم کے ورکنگ ہیڈ کو اس کے ساتھیوں سمیت وہاں بھیجا تھا تاکہ تمہارا پتہ لگایا جا سکے ۔۔۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مجھے تو علم نہیں ہے ۔۔۔ بہرحال اب میں انہیں تلاش کر لونگا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ سودا مکمل ہوتے ہی تم واپس چلے آنا ۔۔۔ نجانے کس وقت یہاں تمہاری

ضرورت پڑ جیسے" ــــ رسیعلان نے کہا

"ٹھیک ہے ــــ اچھا اجازت ــــ گڈبائی" ــــ عمران نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ایکسٹو، ٹیم سمیت یہاں پہنچ چکا ہے" ــــ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے مڑ کر صفدر سے کہا۔

"اوہ ــ مگر اب تک اس نے ہم سے رابطہ قائم نہیں کیا" ــــ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نجانے کیا بات ہے ــــ بہرحال میں اس سے خود رابطہ قائم کرتا ہوں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کا ڈنڈا ٹن کھینچا اور سوئیوں کو مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔ چند لمحوں بعد گھڑی پر بارہ کا ہندسہ سرخ رنگ میں چمکنے لگا۔ عمران خاموش بیٹھا بارہ کے ہندسے کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک سرخ رنگ سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

"ہیلو ہیلو ــــ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ــــ عمران نے مودبانہ لہجہ میں کہا۔

"ایکسٹو اوور" ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سر! ــ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ یہاں پہنچ چکے ہیں اوور" ــــ عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بدستور مودبانہ تھا۔ اسے صفدر کی ذہانت کا علم تھا اس لئے وہ کم سے کم اس کے سامنے بے تکلفی سے بات نہیں کرتا تھا۔

"ہاں! ــــ میں تمہاری تلاش میں آیا تھا ــــ تم کہاں غائب تھے؟ اوور" ــــ ایکسٹو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"بوگارڈو نے مجھے اور صفدر کو زہریلے گٹر میں پھینک دیا تھا ــــ ہم بڑی مشکل

سے وہاں سے نکلے ــــ مگر ہماری جسمانی اور ذہنی حالت اس قدر ابتر تھی کہ ہم چار روز تک ایک کاٹیج میں پڑے رہے اوور" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ بوگارڈو دشمن ایجنٹ کے حق پر کام کر رہا تھا اوور" ــــ ایکسٹو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں سر! ــــ مگر وہ قتل ہو چکا ہے اوور" ــــ عمران نے یکی حرف سے دھماکہ کیا

"ہاں! ــــ مجھے معلوم ہے ــــ اسے میرے سامنے قتل کیا گیا تھا ــــ اور تمہیں یقیناً یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اس کا قتل تمہاری وجہ سے ہوا ہے اوور" ــــ ایکسٹو نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ تیسرا آدمی جس کی موجودگی کا احساس بوگارڈو کے کمرے میں ہوا تھا وہ بلیک زیرو ہوگا۔

"میری وجہ سے اوور" ــــ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــ قاتل اس سے تمہارا مطالبہ کر رہے تھے ــــ ان کا خیال تھا کہ بوگارڈو نے تمہیں اور صفدر کو کہیں چھپا دیا ہے اور وہ تم سے مل کر انہیں ڈبل کراس کر رہے ہیں اوور" ــــ ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ تو یہ بات ہے ــــ اس کا مطلب ہوا کہ بوگارڈو براہ راست ان کی تنظیم کا رکن نہیں تھا بلکہ ان کے لئے کام کر رہا تھا اوور" ــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"اسے ایک لڑکی نے قتل کیا ہے ــــ بوگارڈو اس لڑکی کو اینڈریا کہہ کر پکار رہا تھا ــــ لڑکی بے حد نڈر ــــ چست چالاک ــــ اور تیز تھی اوور" ــــ ایکسٹو نے کہا۔

"لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہیں سر! ــــ آپ اگر شادی کر لیں تو آپ کو بھی ذاتی تجربہ ہو جائے گا اوور" ــــ عمران کا ذہن اچانک پٹڑی سے اتر گیا۔ ظاہر ہے عمران جیسا آدمی کب تک سنجیدہ رہ سکتا تھا۔

"فضولیات نہیں اوور" ـــ ایجنٹ نے قدرے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ شادی فضولیات میں شامل نہیں ہے ورنہ آپ کے والدین ـــ اوہ سوری سر اوور" ـــ عمران نے فقرے کے آخر میں بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

صفدر عمران کی باتوں پر بیٹھا دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔

"عمران صاحب! ـــ آپ کی ہمت ہے کہ آپ ایجنٹوں سے اس قسم کی باتیں کر لیتے ہیں ـــ ورنہ ہمارا تو ان کی آواز سنکر ہی خون خشک ہو جاتا ہے" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہر شریف آدمی کا خون پردہ نشینوں کی آواز سنکر خشک ہو جاتا ہے ـــ مگر میں کچھ ڈھیٹ قسم کا واقع ہوا ہوں" ـــ عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صفدر! ـــ اب ہمیں اینڈریا کو ڈھونڈنا ہوگا ـــ تبھی اس گروہ کا کلیو ہم حاصل کر سکتے ہیں" ـــ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا اینڈریا ہی اس گروہ کی باس ہے" ـــ ؟ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ـــ ایسا نہیں ہے ـــ تمہیں یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اینڈریا لیڈیز سیکرٹ سروس کی رکن ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"لیڈیز سیکرٹ سروس" ـــ ؟ صفدر نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں! ـــ یہ ملک جیوش کی خفیہ تنظیم ہے ـــ آج سے پہلے مجھے بھی اس کے بارے میں علم نہیں تھا مگر بوگارڈو کے ہاں سے ملنے والی فائل میں اس کے متعلق اشارہ

موجود ہے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"خوب! ـــ اچھا آئیڈیا ہے ـــ عورتیں کئی ایسے کام بآسانی کر لیتی ہیں جو مردوں سے نہیں ہو سکتے" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ اور پھر انہیں مسلح ہونے کی بھی ضرورت نہیں ـــ آنکھ ماری اور دشمن کا خاتمہ ہو گیا" ـــ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور وہ دونوں بیک وقت چونک پڑے۔ صفدر نے اٹھکر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر دو قوی ہیکل نوجوان کھڑے تھے۔ ان کے چہرے سپاٹ تھے۔ دروازہ کھلتے ہی وہ دونوں اندر آ گئے۔ صفدر اور عمران حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"فرمایئے حضرات! ـــ آپ نے کیسے تکلیف کی" ـــ؟ عمران نے پہلی بار سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

"اس کمرے سے ٹرانسمیٹر کال ہوئی ہے" ـــ ان میں سے ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہوئی ہوگی ـــ پھر" ـــ؟ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ دونوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا ـــ ہمارا تعلق انٹیلی جنس سے ہے" ـــ دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

"آپ کا تعلق چاہے کالے چور سے کیوں نہ ہو ـــ ہمارا مطلب ـــ چائے [illegible] آپ کے لئے" ـــ؟ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر کسی مشین کی طرح ان کے بازو حرکت میں آئے اور اب ان کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔

"ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ مزاحمت کریں تو آپ کو گولی مار دی جائے" ـــ اسی

نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

دوسری طرف صفدر دروازہ بند کر کے ان کی پشت پر کھڑا تھا۔ وہ دونوں نوجوان صفدر کی طرف سے یوں لاپرواہ تھے جیسے انہیں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"ارے بھائی! — اطمینان سے بیٹھو — چائے پیو — پھر ہمیں بتاؤ کہ آخر چکر کیا ہے — ہم دونوں تاجر ہیں۔ ہمارا ٹرانسمیٹر سے بھلا کیا تعلق" — عمران نے کہا۔

"تعلق تو باس بتائے گا — میں تین تک گنوں گا — اگر آپ ہمارے ساتھ چلنے پر تیار ہو گئے تو ٹھیک — ورنہ ہم گولی چلا دیں گے" — نوجوان نے کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں مشین ہوں۔

"تمہارا باس کون ہے" — اچانک عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کا لہجہ بدلتے ہی صفدر کے اعصاب تن گئے۔ وہ چوکنا ہو گیا۔

"مسٹر نارمن" — اسی نوجوان نے جواب دیا۔

"تو جا کر مسٹر نارمن سے کہہ دو کہ وہ پرنس آف ڈھمپ کو نہ چھیڑے — ورنہ اس کی انٹیلی جنس دم پھیلا کر مور کی طرح ناچنا شروع کر دے گی" — عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ — ویری سوری سر! — ہمیں معلوم نہ تھا — ہم آپ کا پیغام مسٹر نارمن کو دے دیں گے — گڈ بائی" — اچانک نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر ان کے ریوالور واپس جیبوں میں غائب ہو گئے۔ دوسرے لمحے وہ مڑے اور صفدر کے قریب سے گزرتے ہوئے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

صفدر حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے اس ڈرامے کی الف ب تک سمجھ نہیں آئی تھی۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں — یہ نوجوان اگر واپس آ گئے تو خوامخواہ خونریزی ہو گی" — عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

"مگر یہ کیا چکر چلا — وہ واپس کیوں چلے گئے —؟" صفدر نے ڈائننگ ہال میں پہنچنے پر پوچھا۔

"دراصل — دم پھیلا کر ناچتا ہوا مور — انٹیلی جنس کا خصوصی نشان ہے۔ اس لئے میں نے بطور خاص اس کا حوالہ دیا تھا۔ جس پر یہ نوجوان یہی سمجھے کہ ہمارا تعلق بھی انٹیلی جنس سے ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہ نوجوان اتنے لاپرواہ کیوں تھے — میں چاہتا تو ایک لمحے میں ان پر قابو پایا جا سکتا تھا" — صفدر ابھی تک حیران تھا۔ اب وہ دونوں ہوٹل سے باہر سڑک پر آ چکے تھے۔

"دراصل یہاں کے لوگ انٹیلی جنس سے بے حد خوفزدہ رہتے ہیں — ہم چونکہ مقامی لوگوں کے میک اپ میں تھے اس لئے انہیں اطمینان تھا کہ ہم کوئی مزاحمت نہیں کریں گے" — عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک خالی ٹیکسی کو روکا۔ ٹیکسی رکتے ہی وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔

"کنٹری کلب" — عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

تقریباً دس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد ٹیکسی ایک چھوٹی سی بلڈنگ کے سامنے رک گئی۔ بلڈنگ کے دروازے پر کنٹری کلب کا نیون سائن مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے نیچے اتر کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا۔

"سر! — اگر آپ ناراض نہ ہوں تو یہ بتا دوں کہ کنٹری کلب شریفوں کی جگہ نہیں ہے" — ڈرائیور نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو ۔۔۔ ہم ان سے زیادہ شریف لوگ ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کلب کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

جیسے ہی وہ دونوں کلب کے ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود تقریباً تمام افراد چونک پڑے۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے یوں لگتا تھا جیسے کسی خالص گھریلو تقریب میں کوئی اجنبی گھس آئے ہوں۔ اور بات بھی درست۔ ہال میں موجود تمام افراد چھٹے ہوئے غنڈے تھے۔ ان سب کے چہروں اور لباسوں سے یہ بات چیخ چیخ کر ظاہر ہو رہی تھی کہ وہ لوگ زیر زمین دنیا کے ہیں جبکہ عمران اور صفدر ایسے میک اپ میں تھے جن سے وہ شریف صورت تاجر لگتے تھے۔ ہال میں موجود لوگوں کی مخصوص اصطلاح میں بے چاری بھیڑیں جو اپنا گلا کٹوا کر بھی منمناتی رہتی ہیں۔

ایک کریہہ شکل کا مالک بیرا انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو" ۔۔۔؟ بیرے کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بات کرنے کی بجائے لٹھ مار رہا ہو۔

"ہم ڈائیگر سے ملنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ مگر اس کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ چھوٹے سے ہال میں موجود تمام افراد نے بآسانی سُن لی۔ اور ڈائیگر کا لفظ جیسے ہی عمران کی زبان پر آیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے ہال میں بم پھٹ پڑا ہو۔ بیرہ ایک لمحے کے لئے حیرت سے بُت بنا اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی صورت کچھ اور بگڑتی چلی گئی۔

"اگر زندگی چاہتے ہو تو ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر باہر چلے جاؤ" ۔۔۔ بیرے نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم زندگی نہیں چاہتے ۔۔۔ صرف ڈائیگر سے ملنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ عمران

نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔ مگر فقرہ مکمل کرتے ہی اسے تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا کیونکہ بیرے کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اگر عمران بروقت وہاں سے نہ ہٹ جاتا تو اس کی بتیسی یقیناً اس وقت ہال کے فرش پر پڑی ہوتی۔

بیرے نے پوری قوت سے ہاتھ چلایا تھا اس لئے وار خالی جاتے ہی وہ لٹو کی طرح گھوم گیا مگر جب وہ گھوم کر سیدھا ہوا تو اس بار عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے پٹاخہ چلا ہو۔ عمران کا زبردست تھپڑ بیرے کے رخسار پر پڑا تھا۔ اور لحیم شحیم بیرا تھپڑ کھاتے ہی اچھل کر قریبی میز پر جا گرا تھا۔ جہاں اس وقت تین افراد موجود تھے۔

وہ تینوں ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر موجود کرختگی بھیانک پن میں تبدیل ہو گئی۔ بیرہ بھی رخسار پر ہاتھ رکھے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون رسنے لگا تھا۔ البتہ اب اس کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے لپک رہے تھے

"مسٹر ڈائیگر سے ملاؤ ہمیں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔

بیرہ ایک لمحے کے لئے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک چاقو تھا۔ ہال میں موجود تمام افراد اب اپنی میزوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر دلچسپی کے تاثرات نمایاں تھے جیسے ان کا پسندیدہ کھیل اب شروع ہونے والا ہو۔

بیرا ہاتھ میں چاقو لئے قدم بہ قدم عمران اور صفدر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ ابھی تک اپنی گال پر رکھا ہوا تھا اور اس ہاتھ کی انگلیوں سے خون کی سرخی جھلکی ہوئی تھی۔ یقیناً اس کا گال پھٹ گیا تھا۔

"صفدر ۔۔۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر

خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا۔

ہال میں موجود تمام افراد نے لاشعوری طور پر ان سب کے گرد دائرہ سا بنا لیا تھا اور وہ دونوں اس دائرے میں یوں کھڑے ہوئے تھے جیسے دو بازیگر اپنا کمال دکھانے والے ہوں۔

ہیرا ہاتھ میں چاقو تھامے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا آیا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھوں میں موجود نفرت کے شعلوں کی لپک بڑھتی جا رہی تھی۔

عمران سینے پر ہاتھ باندھے بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔

ہیرا عمران سے تقریباً تین فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے گال پر رکھا ہوا ہاتھ نیچے کر لیا اور سب نے دیکھا کہ اس کا گال پانچ جگہ سے کٹ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے آہنی پنجہ اس کے گال پر مارا ہو۔

”ہاں! —— تو کیا تم مسٹر ٹائیگر سے نہیں لڑو گے“ —— عمران نے یوں اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے کسی دوست سے بات کر رہا ہو۔

ہیرا چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر اچانک اس کا چاقو والا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کے چاقو پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے چاقو چلانے کے فن میں خاصی مہارت حاصل ہے۔ ہیرے نے چاقو کو دائرے کی صورت میں فضا میں گردش دی اور عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ ایسے انداز بخوبی سمجھتا تھا۔

ہیرے نے ایک لمحے کے لئے چاقو کو فضا میں گردش دی۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے چاقو ریوالور سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نکل کر عمران کے سینے کی طرف بڑھا۔

عمران اب بھی بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے چاقو کے اپنی طرف آنے کا احساس تک نہ ہو۔ چاقو پلک جھپکنے میں اس کے قریب

پہنچ گیا۔

ہال میں موجود تمام افراد نے سانس روک لئے۔ کیونکہ اب عمران کا چاقو کی زد سے بچنا ناممکن تھا۔ مگر دوسرا لمحہ ان سب کے لئے شاید ان کی زندگی کا سب سے زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ جیسے ہی چاقو عمران کے قریب پہنچا عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے چاقو کو ہاتھ سے تھپکی دی اور چاقو یوں اچھل کر اس کے سر پر سے گزرتا چلا گیا جیسے کسی نے ہوا میں ہی اس کا رخ بدل دیا ہو۔ اور عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر نے بڑے اطمینان سے چاقو تھام لیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا۔ ہال میں موجود لوگوں نے چاقو ہیرے کے ہاتھ سے نکلتے اور پھر عمران کے قریب آ کر اسے ہوا میں بلند ہوتے اور پھر صفدر کے ہاتھ میں جاتے دیکھا۔

ان سب کی آنکھوں میں یوں حیرت سمٹ آئی جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی ہو۔ وہ ایسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص یوں اتنی تیزی سے آتے ہوئے چاقو کو تھپکی دے کر اس کا رخ بدل سکتا ہے۔

”اگر تمہیں اپنا چاقو پسند نہ تھا تو ویسے ہی مجھے دے دیتے“ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں ہیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

”حیرت انگیز —— انتہائی حیرت انگیز —— یہ شخص یقیناً جادوگر ہے“ —— ہال میں موجود ایک شخص اچانک چیخ پڑا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے ——“ اچانک ہال کے ایک کونے سے دھاڑ سی سنائی دی اور ہال میں موجود افراد کے جسموں میں جیسے آواز سنتے ہی بجلی سی دوڑ گئی۔ وہ انتہائی تیزی سے واپس اپنی اپنی میزوں کی طرف بڑھ گئے۔

عمران نے دیکھا کہ ہال کے ایک کونے سے ایک سات فٹ کا بھاری بھر کم آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کرختگی جیسے مثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ پورے چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔

"بب ۔۔ باس ۔۔۔ یہ آپ سے ملنا چاہتے تھے" ۔۔۔ بیرے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم" ۔۔۔ ؟ لحیم شحیم آدمی نے عمران کے قریب آ کر رکتے ہوئے کہا

"پرنس آف ڈھمپ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ ڈائیگر کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔

"کک ۔ کیا ۔ کیا واقعی" ۔۔۔ ؟ ڈائیگر کے چہرے پر اچانک بوکھلاہٹ کے تاثرات ابھرے اور اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

"ہاں میرے دوست" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ عظیم پرنس نے مجھے میزبانی کا شرف بخش دیا ۔۔۔ کیا میں واقعی اتنا خوش قسمت ہوں" ۔۔۔ ڈائیگر کے چہرے پر مسرت کی آبشار بہہ اٹھی اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے گلے سے لپٹ گیا اور ہال میں موجود افراد کے لئے یہ دوسرا حیرت انگیز لمحہ تھا۔ ڈائیگر جیسا آدمی، جس کے نام سے پورا ملک کانپتا تھا اس بری طرح سے عمران سے چمٹا ہوا تھا جیسے عرصے سے بچھڑا ہوا بچہ اپنے والد سے گلے مل رہا ہو۔

"آؤ پرنس آؤ ۔۔۔ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا" ۔۔۔ ڈائیگر نے وقتی جوش سے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ تمہارا بیرا" ۔۔۔ عمران نے ایک طرف کھڑے بیرے کی طرف اشارہ کرتے

عمران نے کہا۔

"ایک گھنٹے بعد سب کچھ مہیا ہو جائے گا" ۔۔۔ ڈائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر وہ چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ صفدر ابھی تک خاموش بیٹھا تھا۔

ڈائیگر نے ٹیلیفون اٹھایا اور پھر نمبر ملا کر کسی سے باتیں کرنے لگا۔ پھر رسیور رکھ کر وہ بھی چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈائیگر نے رسیور اٹھایا اور پھر چند باتیں کرنے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"انتظام ہو گیا پرنس ! ۔۔۔ بہار کالونی کوٹھی ٢٥ ۔۔۔ وہاں آپ کا مطلوبہ سامان پہنچ چکا ہے" ۔۔۔ ڈائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ۔۔۔ عمران نے کہا ۔۔۔ "اب تم ہم دونوں کو اپنے کلب میں کوئی ایسا کمرہ دو جہاں سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر آ جا سکیں"۔

"آیئے ! ۔ میں آپ کو لے چلتا ہوں" ۔۔۔ ڈائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں کلب کی دوسری منزل پر لے آیا۔ یہاں کونے کا ایک کمرہ دکھاتے ہوئے ڈائیگر نے کہا

"اس کمرے میں ایک زینہ نیچے عقبی گلی میں نکلتا ہے جو بالکل سنسان ہے اور وہاں ایک کار بھی آپ کے لئے موجود ہو گی"۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ جب مجھے ضرورت ہو گی میں خود تم سے رابطہ قائم کر لوں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

ڈائیگر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس کی سوئیوں کو گھمانے لگا۔

ایک عظیم الشان کوٹھی کے گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ___ بہرحال میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ کچھ مشکوک ہے" ___ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ اسی وقت تک کار رک چکی تھی اور پھر وہ تینوں کار سے باہر آ گئے۔

بوگارڈو انہیں ہمراہ لئے ایک عمارت کے اندر داخل ہو گیا اور پھر وہ چلتے ہوئے تیسری منزل کے ایک بڑے سے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔

"آپ کمرے میں تشریف رکھیں ___ میں صدر مملکت کو خوشخبری سنا دوں ___" بوگارڈو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

ان کے اندر جاتے ہی کمرے کا دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچانک کمرہ ایک جھٹکے سے کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا اور اچانک لگنے والے جھٹکے سے وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گر گئے۔

کمرہ انتہائی تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک جھٹکے سے رک گیا۔

عمران اور صفدر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرا لمحہ ان کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا جب کمرے کا فرش کسی تختے کی طرح ایک طرف سے نیچے ہوا اور پھر دوسری طرف کے زور پر لٹک گیا اور وہ دونوں کہیں گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ اور پھر دور کہیں گہرائی میں دو دھماکے سے سنائی دیئے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

کمرے کا فرش کسی تختے کی طرح اٹھ کر دوبارہ جڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ واپس اوپر اٹھتا چلا گیا۔

"آخر اتنا لمبا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی ___ ان دونوں کو کہیں بھی گولی ماری جا سکتی تھی" ___ باس نے کسمساتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں سمجھتی اینڈریا ___ اگر ان دونوں کو ویسے گولی مار دی جاتی تو یقیناً تفتیش شروع ہو جاتی اور ہو سکتا ہے حالات ہماری گرفت سے باہر ہو جاتے ___ بہرحال وہ ہماری حکومت کی درخواست پر آئے تھے اور اگر آتے ہی ختم کر دیئے جاتے تو دونوں حکومتیں مشکوک ہو سکتی تھیں" ___ بوگارڈو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

وہ دونوں اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے اور شراب کی بوتل میز پر پڑی ہوئی تھی اور جام ان دونوں کے ہاتھوں میں تھے۔

"اب بھی تو حکومت مشکوک ہو سکتی ہے ___ ان دونوں کی گمشدگی باعث تشویش ہو سکتی ہے" ___ اینڈریا نے جام منہ سے لگاتے ہوئے کہا

"نہیں اینڈریا ___ اب صرف اتنا ہو گا کہ ہم انہیں تلاش کرنے کا ڈھونگ رچاتے رہیں گے ___ ہماری حکومت بھی ہیڈ کوارٹر کے خاتمے سے مطمئن ہو جائے گی۔ اس طرح آہستہ آہستہ معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا" ___ بوگارڈو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اب ہمارے اصل مشن کا کیا ہو گا ___؟" اینڈریا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہونا کیا ہے ___ اب ہم اسے ایک نئے انداز سے شروع کریں گے ___ مگر

"ہماری ٹرانسمیٹر کال چیک ہو جاتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یہاں نہیں ہوگی ۔۔۔۔ وہ ہوٹل تھا اور انٹیلی جنس نے ہوٹلوں میں اس کا انتظام کر رکھا ہوگا ۔۔۔۔ وہ پورے شہر کو چیک نہیں کر سکتے اسی لئے میں نے یہ جگہ سوچی تھی ۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ رابطہ قائم کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ۔ اوور"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہونے پر عمران نے کہا۔

"ایکسٹو اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"سر! ۔۔۔۔ ٹیم کے ممبران کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل میں ۔۔۔۔ کیوں؟ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"میں نے ان کے لئے انتظام کر دیا ہے ۔۔۔۔ آپ انہیں بہار کالونی کوٹھی نمبر ۲۵ میں منتقل کر دیں ۔۔۔۔ وہاں دو کاریں اور تین موٹر سائیکل بھی استعمال کے لئے موجود ہوں گے۔ اوور"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں رابطہ قائم ہوتے ہی انہیں اطلاع دے دوں گا ۔۔۔۔ فی الحال وہ سب مشن پر نکلے ہوئے ہیں اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"سر! ۔۔۔۔ میں کچھ کچھ حالات سمجھ گیا ہوں اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میدان میں کھل کر آ جاؤں ۔۔۔۔ آپ بھی یہاں موجود ہیں اس لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ آپ ٹیم کے ساتھ مل کر اپنے طور پر کام کریں ۔۔۔۔ میں اور صفدر اکیلے کام کرتے ہیں ۔۔۔۔ یا پھر ہم سب ملکر کام کریں ۔۔۔۔ جیسے آپ کہیں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہاری ذاتی تجویز کیا ہے اوور"۔۔۔۔؟ ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"میری ذاتی تجویز تو یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے طور پر کام کرنے دیں اوور"۔۔۔۔ عمران نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ مجھے تمہاری تجویز پسند آئی ہے ۔۔۔۔ میں تو صرف تمہیں تلاش کرنے کے لئے یہاں آیا تھا۔ تمہاری موجودگی کے بعد یہاں میری ضرورت نہیں رہ جاتی ۔۔۔۔ اپنے ملک میں میری موجودگی ضروری ہے۔ چنانچہ میں یہاں موجود تمام ٹیم کو تمہارے سپرد کر دیتا ہوں۔ تم جیسے چاہو مل کر کام کرو۔ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ آپ انہیں اس کوٹھی میں منتقل ہونے کا حکم دے دیں اور میرے متعلق کہہ دیں ۔۔۔۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں! ۔۔۔۔ تم خود ان سے رابطہ قائم کر لینا ۔۔۔۔ صورتحال میں بتا دیتا ہوں ۔۔۔۔ تنویر کو میں نے انڈیا کی کار کا نمبر دے کر اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے وہ رپورٹ کے لئے اسی فریکوینسی پر مجھ سے رابطہ کرے گا تو تم خود اسے ڈیل کر لینا۔ کیپٹن شکیل کو میں نے سیکرٹ سروس کے کسی بااختیار عہدیدار کو واچ کرنے کے لئے بھیجا ہے تاکہ سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کا ہمیں اندازہ ہوتا رہے ۔۔۔۔ نعمانی اور چوہان کو میں نے بوگارڈ کی کوٹھی کی تلاشی لینے کے لئے بھیجا ہے۔ ان تینوں کی طرف سے مجھے ابھی کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ چنانچہ اب تم خود انہیں ڈیل کر لینا ۔۔۔۔ میرے والی فریکوینسی تم سیٹ کر لو۔ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔۔ میں ان سب کو ڈیل کر لوں گا۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے ایکسٹو والی فریکوینسی سیٹ کی اور پھر ونڈ بٹن دبا کر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی چونک پڑی پھر اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز غائب ہو گئی۔ ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

"یس — چیف باس سپیکنگ اوور" —— لڑکی نے باوقار لہجے میں کہا۔

"چیف باس! — نمبر تھری سپیکنگ اوور" —— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ اوور" —— چیف باس نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"چیف باس! — تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں — لیبر پارٹی سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے — آج پچھلے پہر یہاں کی سب سے بڑی ٹیکسٹائل مل میں حکومتی پارٹی کے تحت اجلاس جلد ہو رہا ہے۔ وہاں گڑبڑ کرائی جائے گی اور مزدوروں کا قتل عام کیا جائے گا اور اس کو بہانہ بنا کر کل سے لیبر پارٹی پورے ملک میں احتجاجی جلسے اور فسادات برپا کرے گی اس طرح ملکی فضا کو چند ہی دنوں میں سبوتاژ کر دیا جائے گا اوور" —— نمبر تھری نے کہا

"ٹھیک ہے — اس سلسلے میں تمام ذمہ داری حکومتی پارٹی پر آنی چاہئے اوور —" چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں — تمام انتظامات مکمل ہیں — سب کام ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ اوور" —— نمبر تھری نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" —— چیف باس نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی ناب تیزی سے گھمانی شروع کر دی۔ ٹرانسمیٹر پر موجود ڈائل کی سوئیاں ناب گھماتے ہی حرکت میں آ گئیں اور پھر جب دونوں سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں تو چیف باس نے ناب چھوڑ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر موجود بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ پھر جیسے ہی بلب کا رنگ سرخ ہوا۔

"ہیلو ہیلو — چیف باس آن دی لائن اوور" —— چیف باس نے کہا۔

"یس — نمبر ٹو سپیکنگ اوور" —— دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز ابھری۔

"رپورٹ دو۔ اوور" —— چیف باس نے کہا۔

"چیف باس! — میں نے سیکرٹ سروس کے نئے چیف کو سیٹ کر لیا ہے۔ اب اس کی داشتہ کے طور پر اس کے خفیہ کمرے میں موجود ہوں۔ اوور" —— نمبر ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات معلوم ہوئی اوور" —— چیف باس کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

"جی ہاں! — مارٹن نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی رکن کو قید کر لیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اوور" —— نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"وہ آدمی اس وقت کہاں ہے؟ اوور" —— چیف باس کے لہجے میں بے پناہ دلچسپی عود کر آئی تھی۔

"وہ آدمی پی سی ایچ کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ کے تہہ خانے میں ہے اوور" —— نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"گڈ — ہمیں وہاں سے اس آدمی کو فوری طور پر نکلوانا ہوگا تاکہ ہم اس سے

براہ راست معلومات حاصل کر سکیں اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ تم اپنا کام ہوشیاری سے کرنا۔ مارتن مشکوک نہ ہونے پائے ـــــ کل سے نمبر تھری کی کارروائی شروع ہو رہی ہے ـــــ تمہیں سیکرٹ سروس کی کارکردگی کی مکمل رپورٹ ملنی چاہیئے اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ میں اپنا فرض نبھانا جانتی ہوں اوور" ـــــ نمبر ٹو نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ چیف باس نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ پھر اس نے تیزی سے دوبارہ ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ چیف باس کالنگ اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"یس ـــــ نمبر سکس اٹنڈنگ یو اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز ابھری۔

"رپورٹ اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"باس ـــــ انٹیلی جنس چیف سے معلوم ہوا ہے کہ شوال ہوٹل کے ایک کمرے سے ٹرانسمیٹر کال پکڑی گئی ہے ـــــ کوئی پرنس آف ڈھمپ کسی ایکسٹو سے بات کر رہا تھا پوری تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ البتہ اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ بات کرنے والا کسی ذریعے گنٹر میں سے بچ کر آیا ہے اور لوگارڈ کا حوالہ بھی دیا گیا ـــــ انڈیا کا بھی حوالہ گفتگو میں موجود تھا۔ اوور" ـــــ نمبر سکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اہم اطلاع ہے ـــــ میں خود انہیں چیک کر لونگی۔ تم مارتن کو قابو میں رکھنا تاکہ تفصیلی حالات معلوم ہو سکیں اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ وہ میرے چنگل سے نہیں نکل سکتا ـــــ وہ عیاش آدمی ہے اور بستر پر سب کچھ آسانی سے بتا دیتا ہے اوور" ـــــ نمبر سکس نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ چیف باس نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبنے کے چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو نوجوان لڑکیاں جنہوں نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا اندر داخل ہوئیں۔

"ہمیں پی۔ سی۔ ایچ کالونی کی ایک کوٹھی پر چھاپہ مارنا ہے ـــــ کیا تم تیار ہو؟" چیف باس نے کہا۔

"یس باس" ـــــ دونوں نے بیک آواز جواب دیا۔

"او کے ـــــ تم تیار ہو کر کار تک پہنچو ـــــ میں آ رہی ہوں" ـــــ چیف باس نے کہا اور وہ دونوں لڑکیاں تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

چیف باس کمرے میں موجود ایک قد آدم الماری کی طرف بڑھ گئی۔



تنویر نے جلد ہی رجسٹریشن آفس کے ایک افسر سے آشنائی پیدا کر لی۔ وہ رجسٹریشن آفس میں داخل ہونے کے بعد سیدھا اس کے کیبن میں گیا تھا اور پھر اس نے وہاں بیٹھے ایک افسر کو اس کی مخصوص وردی اور اس پر لگے ہوئے مونوگرام سے پہچان لیا۔ اس ملک میں سرکاری افسروں کے لئے مخصوص یونیفارم تھی اور پھر عہدوں کے لحاظ سے ان پر مونوگرام بھی موجود ہوتے تھے۔ تنویر اس کے قریب بیٹھ کر آئس کریم کا

آرڈر دیا اور پھر اس نے اس افسر کو بھی اپنے ساتھ شریک کرلیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ افسر تنویر کی دلچسپ باتوں میں الجھ چکا تھا۔

"آپ یہاں کس سے ملنے آئے ہیں ___؟" اچانک اس افسر نے پوچھا۔

"میں یہاں ایک سرکاری کام سے آیا ہوں ___ انٹیلی جنس" ___ تنویر نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ___ کیا کام ہے ___ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی" ___ افسر نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

تنویر نے ایک چٹ اس کی طرف سرکاتے ہوئے جس پر اینڈریا کی کار کا نمبر لکھا ہوا تھا کہا۔

"اس کار کے موجودہ پتے اور دیگر تفصیلات چاہئیں ___ مگر کام خفیہ ہونا چاہیئے" تنویر کا لہجہ اسی طرح رازدارانہ تھا۔

"بالکل ٹھیک ___ انٹیلی جنس کا کام ہونا بھی خفیہ چاہیئے" ___ افسر نے جواب دیا اور پھر چٹ اس نے اپنی جیب میں سرکا دی۔

"آپ صرف دس منٹ انتظار کریں ___ میں تمام تفصیلات لے کر آتا ہوں ___" افسر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ___ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

افسر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن سے باہر آگیا۔

تنویر اپنے لئے کافی منگوائی کیونکہ ایکسٹو نے ڈیوٹی کے دوران شراب پینے کی مخالفت کر رکھی تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس غیر ملک میں اسے ایکسٹو کی طرف سے کوئی سزا ملے اور وہ اجنبیوں کے لئے تماشہ بن جائے۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ افسر واپس کیبن میں آیا اور اس نے ایک کاغذ تنویر

کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمام تفاصیل اس میں درج ہیں"۔

تنویر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"اوکے ___ تھینک یو" ___ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر افسر سے ہاتھ ملا کر وہ کیبن سے باہر آگیا۔ اس نے اس لئے رازداری برتی تھی کہ اسے علم تھا کہ کار یقیناً مجرموں کی ہوگی اور اس کے متعلق تفصیلات معلوم کرتے ہوتے کہیں وہ ان کی نظروں میں نہ آجائے۔

چند ہی لمحوں میں وہ دفتر سے باہر آگیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے جیب سے وہ کاغذ نکالا۔ کار کسی مسٹر مورمین کے نام پر رجسٹرڈ تھی اور پتہ براڈوے لین نمبر سکس کا دیا ہوا تھا۔ کار اسی سال رجسٹرڈ کرائی گئی تھی۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر ٹیکسی کی انتظار میں کھڑا ہوگیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی کو روکنے میں کامیاب ہوگیا۔

"براڈوے لین" ___ تنویر نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

دس منٹ بعد وہ براڈوے لین پہنچ گیا۔ یہاں قدیم طرز کی عمارتیں تھیں۔ تنویر نے ایک جگہ ٹیکسی رکوائی اور پھر نیچے اتر آیا۔ ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد وہ آہستہ آہستہ سڑک پر آگے بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مسٹر مورمین سے کس حیثیت میں ملے اور جب وہ اپنی مطلوبہ عمارت کے سامنے پہنچا تو منصوبہ اس کے ذہن میں مکمل ہو چکا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔

"مسٹر مورمین سے ملنا ہے ___ ہم رجسٹریشن آفس سے آیا ہوں" ___ تنویر

نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے ــــ تشریف لے آیئے ــــ مسز مورین آپ سے مل کر یقیناً خوش ہونگی۔ مسٹر مورین کا چند روز قبل انتقال ہو چکا ہے" ــــ نوجوان نے بڑی خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

"اوہ ــــ یہ سُنکر بے حد افسوس ہوا" ــــ تنویر نے قدم اندر بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد نوجوان اُسے لئے ہوئے ایک ایسے کمرے میں لے آیا جو بے حد خوبصورتی اور نفاست سے سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیئے" ــــ نوجوان نے کہا۔

تنویر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور نوجوان کمرے سے باہر نکل گیا ــ دوسرے ہی منٹ دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا اور ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے چست لباس پہنا ہوا تھا۔

تنویر نے ایک نظر لڑکی پر ڈالی اور پھر نظریں ہٹالیں کیونکہ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اس نے ایک اور نظر اس پر ڈالی تو پھر وہ بے قابو ہو جائے گا آنے والی کا شباب کچھ اس قدر بھرپور تھا کہ تنویر جیسا آدمی کم ہی اپنے آپ پر قابو پا سکتا۔

"میں مسز مورین ہوں ــــ فرمایئے" ــــ ؟ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کے شوہر کی وفات کا سُنکر افسوس ہوا ہے" ــــ تنویر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! شکریہ!" ــــ لڑکی نے یوں مطمئن لہجے میں کہا جیسے اس کا شوہر نہ مرا ہو، کوئی مچھر مر گیا ہو۔

"کار نمبر آر۔ ایس۔ فور زیرو ون ٹو آپ کے شوہر کے نام رجسٹرڈ ہے ــــ !" تنویر نے پوچھا۔

"جی ہاں! ــــ کیوں کیا ہوا اس کار کو ــــ ؟" لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہوا تو کچھ نہیں ــــ البتہ ایک انٹیلی جنس کا آفیسر اس کار کے متعلق پوچھ گچھ کرنے آیا تھا ــــ وہ بڑی رازداری برت رہا تھا ــــ چونکہ مسٹر مورین سے میرے تعلقات خاصے تھے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ انہیں اطلاع کر دوں تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہو تو وہ اس کا پہلے سے بندوبست کر لیں" ــــ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا

"شکریہ! ــــ مگر کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ رجسٹریشن آفس میں کس عہدے پر کام کرتے ہیں" ــــ ؟ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک ابھر آئی تھی۔

"جی میں وہاں نائب رجسٹریشن آفیسر ہوں ــــ میرا نام بوغام ہے" ــــ تنویر نے جواب دیا۔

"میں آپ کے لئے کچھ پینے کو منگواؤں ــــ آپ نے بڑا کرم کیا کہ اطلاع دینے چلے آئے ــــ آپ کی مسٹر مورین سے کب سے ملاقات ہے" ــــ ؟ لڑکی نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔

"گزشتہ پانچ چھ سال سے" ــــ تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ پھر تو کافی طویل سلسلہ ہے ملاقات کا" ــــ لڑکی نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر سوئچ بورڈ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ مگر اسے دیکھتے ہی تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ نوجوان کے ہاتھوں میں ریوالور موجود تھا۔ جس

پر سائلنسر لگا ہوا تھا اور ظاہر ہے اس کا رخ تنویر کی طرف ہی ہوگا۔

"کک۔ کیا مطلب"—— ؟ تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے خواب میں بھی اس کی توقع نہیں تھی۔

"اپنے یہاں آنے کا مطلب تو آپ بتائیں گے مسٹر! —— ویسے میں اتنا بتا دوں کہ مسٹر مورین ایک فرضی نام ہے اس لئے آپ نے اب تک جو کچھ کہا ہے وہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے"—— لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے —— میں ——" تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا کیونکہ اب لڑکی کے ہاتھوں میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"مسٹر بدنام! —— یا جو بھی آپ کا نام ہو —— میری یہ بات اچھی طرح سن لو کہ تمہیں اپنی حقیقت اگلنی ہوگی —— ورنہ یہ ریوالور اصلی ہیں۔ بچوں کے کھلونے نہیں ہیں"۔ لڑکی نے تھکے تھکے لہجے میں کہتے ہوئے کہا۔

"تم خوامخواہ مجھ پر شک کر رہی ہو —— میں نے جو کچھ بتایا ہے درست بتایا ہے اگر تمہیں یقین نہیں آ رہا تو تم رجسٹریشن آفس فون کر کے میرے متعلق پوچھ لو ——" تنویر نے اس بار بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ اب وہ سنبھل گیا تھا۔

"جیری" —— لڑکی نے اچانک دروازے پر کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ جیری کچھ کہتا یا کرتا تنویر نے لڑکی پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں زیادہ موقع دینا اپنے آپ کو مزید الجھانے کا باعث ہوگا۔

مگر لڑکی تنویر کی توقع سے کچھ زیادہ ہی چالاک نکلی۔ جیسے ہی تنویر نے اس پر چھلانگ لگائی۔ وہ سانپ کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور تنویر منہ کے بل سامنے

پڑی ہوئی میز پر جا گرا۔ اس نے اپنی طرف سے فوری طور پر اٹھنے کی بیحد کوشش کی مگر لڑکی کا ہاتھ اس سے زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر تنویر کے سر کے پچھلے حصے پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لڑکی نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر مارا تھا۔

تنویر نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ لڑکی کا ہاتھ تو مشین بن چکا تھا۔ پھر تیسری ضرب پر تنویر کی آنکھیں بند ہوگئیں اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"جیری! —— اسے اٹھا کر تہہ خانے میں لے چلو —— میں ذرا چیف باس کو اس کے متعلق رپورٹ دے دوں —— اور ہاں! اسے تہہ خانے میں پہنچا کر اس کار کو بھی ٹھکانے لگا دو —— یہ نظروں میں آ چکی ہے"—— لڑکی نے جیری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس!"—— جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور آگے بڑھ کر بھاری بھرکم تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالنے لگا۔ لڑکی اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی۔



عمران سینے کے بل گھسٹتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ کسی قسم کی آواز پیدا نہ ہو۔ چاروں طرف سکوت طاری تھا۔ یوں لگتا

تھا جیسے اس عمارت میں کوئی شخص موجود نہ ہو۔ مگر عمارت کے اندر جلنے والی روشنیاں اس بات کا بین ثبوت تھا کہ عمارت مکینوں سے خالی نہیں ہے اور عمران جس کار کا پیچھا کرتا ہوا براڈوے لین سے یہاں پہنچا تھا وہ بھی عمارت کے پورچ میں موجود تھی۔ اس نے اپنے طور پر اینڈریا کی سپورٹس کار کا نمبر دیکھ کر ڈائیگر سے اس کے مالک کا پتہ کروایا تھا اور پھر وہ اس پتے کے سہارے براڈوے لین کی اس عمارت تک پہنچ گیا تھا جس کا نمبر سکس تھا۔ مگر جب وہ وہاں پہنچا تو اس وقت ایک کار عمارت سے باہر آئی اور عمران کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی اینڈریا نظر آگئی۔ گو اس نے میک اپ کر کے چہرہ بدلنے کی کوشش کی تھی مگر عمران کی دوربین نظروں سے بھلا وہ کہاں چھپ سکتی تھی۔ چنانچہ عمران اس کی کار کا پیچھا کرتا ہوا اس عمارت تک پہنچ گیا تھا۔ اور پھر اس نے عقبی سمت میں اس میں داخل ہونے کا منصوبہ بنایا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت وہ اس عمارت کے بائیں باغ میں سینے کے بل گھسٹتا ہوا آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ عمارت کے گرد تیز روشنیاں موجود تھیں اس لئے عمران بے حد محتاط تھا۔ جلد ہی وہ عمارت کی سائیڈ میں پہنچ گیا اور پھر اٹھ کر اس کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا عمارت کے برآمدے میں آگیا۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ وہ کار جس میں اینڈریا آئی تھی پورچ میں کھڑی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا برآمدے میں آگیا۔ اور پھر برآمدے میں موجود ایک بند دروازے کے سامنے وہ رک گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو دروازے کے پٹ کھلتے چلے گئے۔ دروازے کے اندر پردہ لہرا رہا تھا۔ اور کمرہ روشن تھا مگر کمرے میں سے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

عمران نے پردہ ذرا سا ہٹایا اور پھر اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ واقعی خالی

تھا۔ وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ اپنی سجاوٹ کے لحاظ سے ڈرائنگ معلوم ہو رہا تھا۔

عمران قدم بڑھاتا کمرے کے بغلی دروازے کی طرف بڑھا مگر ابھی اس نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اچانک وہ تیزی سے ایک صوفے کی آڑ میں دبک گیا۔ بغلی دروازہ کھل رہا تھا۔ پھر دروازہ پوری طرح کھلا اور اس میں سے اینڈریا باہر آگئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھے بغیر تیزی سے قدم بڑھائے اور پھر سامنے والا دروازہ کھول کر باہر نکلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد عمران کو کار سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر کار کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔

بغلی دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ عمران صوفے کی آڑ سے نکلا اور پھر بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے آخر میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ عمران نے راہداری میں کسی کو نہ پا کر اندر قدم رکھا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا وہ اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف سے مدہم سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا مگر دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی مگر دروازے کے اندر سرخ رنگ کا دبیز پردہ موجود تھا۔ اس لئے ظاہر ہے عمران کمرے کے اندر کا منظر دیکھنے میں ناکام رہا۔ اس نے طویل سانس لیتے ہوئے کمر سیدھی کی اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دروازے کے اوپر ایک کافی بڑا روشندان موجود تھا۔ عمران نے روشندان کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا اور پھر اس نے دروازے کے ہینڈل پر پیر رکھا اور اچک کر روشندان کا کنگرا پکڑنے کی کوشش کی مگر عین اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور عمران

تھا چھت کے بل زمین پر آگرا۔ ایک لڑکی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑی حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"مروا دیا مجھے ۔۔۔۔ کیا ضرورت تھی دروازہ کھولنے کی ۔۔۔۔ کیا تم چند لمحے رک نہیں سکتی تھیں" ۔۔۔۔ ؟ عمران نے کمر پر ہاتھ رکھکر کراہتے ہوئے کہا۔

"سیدھی طرح کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔۔ لڑکی نے اچانک سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹامی گن عمران کے پہلو سے لگا دی۔

"واہ بھئی واہ ۔۔۔۔ اس طرح گرنے کے بعد بھی کوئی شخص سیدھی طرح کھڑا ہو سکتا ہے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میری ریڑھ کی ہڈی کا کوئی مہرہ اپنی جگہ سے کھسک گیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ازلی اطمینان موجود تھا۔

"کیا بات ہے مبر ایسرن ۔۔۔۔ ؟ اندر سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں ایک شخص موجود ہے جو دروازے پر چڑھ کر روشندان سے جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا" ۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

اس وقت تک عمران اٹھکر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر ابھی تک اس کا ہاتھ کمر پر ہی تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ کون ہے یہ" ۔۔۔۔ ؟ اندر سے بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر قدموں کی آواز دروازے کی طرف بڑھی۔

"سنو! ۔۔۔ اگر تم اکیلی نہیں ہو تو پھر میں آجاؤنگا" ۔۔۔۔ عمران نے سر آگے بڑھا کر بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کچھ سمجھتی، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور لڑکی کے ہاتھ سے ٹامی گن نکلتی چلی گئی۔ اسی لمحے پردہ ہٹا کر ایک اور لڑکی نمودار ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔ مگر عین اس کے نمودار

ہوتے وقت عمران نے مشین گن چھین کر لڑکی کو زوردار دھکا دیا اور وہ دوسری لڑکی سے ٹکرا کر اندر جا گری۔ مشین گن دوسری کے ہاتھ سے بھی نکلتی چلی گئی اور عمران اچھل کر کمرے میں آگیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ وہ دونوں لڑکیاں خالی ہاتھ فرش پر پڑی تھیں۔

"اب اچھی لڑکیوں کی طرح اٹھکر کھڑی ہو جاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ۔۔۔۔ ؟ ان دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تو موجود تھے مگر بوکھلاہٹ بالکل نہیں تھی۔

"میں سلطانہ ڈاکو ہوں ۔۔۔۔ مگر بے فکر رہو۔ سلطانہ ڈاکو لڑکیوں کو کچھ نہیں کہتا ۔۔۔ ہاں! اگر تمہارے ہاں کوئی مرد ہو تو اسے بلالو ۔۔۔ میں ذرا اس عمارت پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران مشین گن کو دائیں بائیں حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"کسی کو بلانے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ تم بھی تو مرد ہو" ۔۔۔۔ ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکر ہے خدا کا ۔۔۔ کسی عورت نے مجھے مرد تو تسلیم کیا ۔۔۔ تمہارا بہت شکریہ! ۔۔۔ اچھا اب دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نامحرم عورتوں کی شکلیں دیکھکر مزید گنہگار نہیں ہونا چاہتا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور لڑکیاں آہستہ سے دیوار کی طرف مڑنے لگیں۔ ان کے چہروں پر ایسا اطمینان تھا جیسے یہ سب کچھ کھیل ہو۔

عمران بڑے اطمینان سے مشین گن سنبھالے کھڑا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ لڑکیاں پوری طرح مڑتیں، ان کے جسموں نے اچانک حرکت کی اور پھر وہ دونوں یوں اچھل کر عمران پر آگریں جیسے وہ عورتیں نہ ہوں بلکہ بندوق سے نکلنے والی گولیاں ہوں۔ اور عمران ان دونوں کے دھکے سے اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔ لڑکیاں اس کے

اوپر ہی گری تھیں۔

پھر اس سے پہلے کہ لڑکیاں سنبھلتیں۔ عمران نے اپنی دونوں ٹانگوں کو حرکت دی اور ایک لڑکی یوں اچھل کر دور جا گری جیسے اس نے ہائی جمپ لگایا ہو۔ دوسری لڑکی کی گردن کے گرد عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن لپٹ گئی اور پھر عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے لڑکی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھتی چلی آئی۔ مگر اسی لمحے لڑکی نے پوری قوت سے کہنیاں عمران کی پسلیوں پر ماریں اور عمران کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور بے اختیار اس کے ہاتھ مشین گن پر ڈھیلے پڑ گئے اور لڑکی کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کی گرفت سے نکلتی چلی گئی۔

"مشین گن پھینک دو — ورنہ یاد رکھنا سینکڑوں گولیاں جسم میں داخل ہو جائیں گی" — دوسری لڑکی نے آگے بڑھ کر مشین گن اس کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اس دوران مشین گن اٹھانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"ضرور یاد رکھوں گا — ایسی باتیں میں نہیں بھولتا" — عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مشین گن نیچے پھینک دی۔

دوسری لڑکی نے جھپٹ کر مشین گن اٹھا لی۔ اب دونوں مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف تھا۔

"نمبر الیون! — اسے روم نمبر فور میں پہنچا دو — زندہ یا مردہ — جس طرح بھی یہ آنا چاہے" — اچانک ایک نسوانی آواز کمرے میں گونجی۔

عمران نے ایک ترچھی نظر کمرے کے اس کونے پر ڈالی جہاں سے آواز آ رہی تھی اور اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"چلو" — ایک لڑکی نے گھوم کر اس کی پشت سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے کہا۔

"کہاں چلوں — ؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"روم نمبر فور میں" — لڑکی نے جواب دیا۔

"کیوں — کیا سہاگ رات کے لئے اسی کمرے کو سجایا گیا ہے — مگر یہ دوسری کباب میں ہڈی تو نہیں بنے گی — ؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ — زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں" — لڑکی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو تھوڑی بہت بکواس کی اجازت تو مل گئی ہے — پہلی رات کے لئے اتنی ہی رعایت کافی ہے" — عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہ دونوں لڑکیاں مشین گنیں تانے اس کے پیچھے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں چل رہی تھیں۔



کیپٹن شکیل کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض ہال کے ایک ستون سے بندھا ہوا پایا۔ اس کا پورا جسم نائیلون کی رسیوں سے خوب اچھی طرح جکڑا ہوا تھا۔

چند لمحے تو وہ یہ سوچتا رہا کہ وہ یہاں کس طرح پہنچ گیا۔ جہاں تک اس کی یادداشت کام کر رہی تھی اسے اس قدر معلوم تھا کہ اسے کسی گہرائی میں پھینکا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے ذہن کو یہ سوچ کر مطمئن کر لیا کہ ہو سکتا ہے یہ وہی جگہ ہو جہاں وہ گرا تھا۔ اور بے ہوشی کے عالم میں اسے باندھ دیا گیا ہو۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بے ہوشی کے دوران اسے یہاں منتقل کر دیا گیا ہو۔

اس بات کا فیصلہ کرنے کے بعد کیپٹن شکیل نے سر گھما کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ چونک پڑا۔ کیونکہ قریبی ستونوں سے اس نے تنویر، نعمانی اور چوہان کو بھی جکڑا ہوا پایا وہ تینوں ابھی تک بے ہوش تھے۔ ہال بالکل خالی تھا۔ وہاں ان کے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہیں تھا۔

کیپٹن شکیل خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ اس نے اپنے جسم پر بندشیں کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اُسے اتنی مہارت سے باندھا گیا تھا کہ اس کے لئے سوائے سر کو حرکت دینے کے اور کچھ ممکن ہی نہیں رہا تھا۔ اُسی لمحے اُسے تنویر کی کراہ سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد تنویر نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر ہوش میں آتے ہی جب اس کی نظریں کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھیوں پر پڑیں تو وہ حیران رہ گیا۔

"ارے — تم لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے" — ؟ تنویر نے کہا۔

"جیسے تم پہنچ گئے" — کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ایکسٹو نے مروا دیا — اگر وہ مجھے بتا دیتا کہ اچانک بیٹھک کا خطرہ ہے تو پھر میں دیکھتا کہ وہ مجھے کیسے قابو کرتے ہیں" — تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر! — تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ باس کا نام نہیں لیا کرتے" — کیپٹن شکیل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ — آئی ایم سوری — دراصل ابھی میں پوری طرح ہوش میں نہیں آیا —" تنویر نے فوراً ہی جواب دیا۔ اُسے بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا تھا۔ اس دوران نعمانی اور چوہان بھی ہوش میں آ گئے۔

"ہیلو فرینڈز!" — کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ — تو سب دوست یہاں موجود ہیں — بہت خوب" — چوہان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — ہمیں یہاں میٹنگ کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے — قیدیوں کی میٹنگ — جس میں رہائی پانے کے امکانات کا سرسری طور پر جائزہ لیا جائے گا" — کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا تم انٹیلی جنس کے چکر میں پھنس گئے تھے" — ؟ اچانک نعمانی نے پوچھا۔

"انٹیلی جنس نہیں — مجھے تو مسز مورین نے دھوکے سے بیہوش کر دیا تھا" — تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ — اس کا مطلب ہے کہ کیس کے تانے بانے بہت الجھے ہوئے ہیں — میں سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھا اور یہاں پہنچ گیا — میرے خیال میں نعمانی اور چوہان انٹیلی جنس کے ذریعے یہاں پہنچے ہیں اور تنویر کسی مسز مورین کے ذریعے" — کیپٹن شکیل نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے کہ اچانک ہمیں گھیر لیا گیا۔ پھر انٹیلی جنس کے چیف نارمن نے ہم سے پوچھ گچھ کی اور پھر ہمیں بے ہوش کر دیا گیا اور اس کے بعد ہماری آنکھ یہاں کھلی ہے" — چوہان نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ایک کھٹکا ہوا اور ہال کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور پھر اس میں سے چار نوجوان لڑکیاں اندر داخل ہوئیں جنہوں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں ہال کے چاروں کونوں میں کھڑی ہو گئیں۔ وہ چاروں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ یہ ان کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ وہ عورتوں کی نگرانی میں بندھے ہوئے تھے۔

پھر چند لمحوں بعد اسی دروازے سے ایک اور لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے چہرے پر سنہرے رنگ کا نقاب تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی سامنے والی دیوار کے

کچھ دن ٹھہر کر"۔۔۔ بوگارڈ نے بھی جام منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے تم نے صحیح سوچا ہو۔۔۔ مگر مجھے تمہاری سوچ سے اختلاف ہے"۔۔۔ اینڈریا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔؟ بوگارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ اس طرح کہ اب تک حکومت ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔ مگر اب اسے کچھ نہ کچھ معلوم ہوگیا ہے چنانچہ ہوسکتا ہے کہ تمہاری لاعلمی میں حکومت کے کچھ ایجنٹ خفیہ تحقیقات شروع کردیں اور اس طرح سب کچھ ہی کھل جائے گا"۔۔۔ اینڈریا نے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔۔۔ میرا یہاں اس قدر ہولڈ ہے کہ میری مرضی کے بغیر اور میرے علم میں لائے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔۔۔ تم اس بات کی فکر مت کرو"۔ بوگارڈ نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور دوسری بات یہ کہ ہمارے اصل مشن میں رکاوٹیں پڑ جائیں گی جبکہ ہم مشن کے قریب پہنچنے والے ہیں۔۔۔ آپ ہمیں نئے سرے سے محنت کرنی پڑے گی"۔۔۔ اینڈریا نے کہا۔

"نہیں ایسی بات بھی نہیں۔۔۔ اب ہم اصل مشن کو آسانی سے پورا کرسکیں گے۔۔۔ تمہیں علم نہیں اینڈریا۔۔۔ ہماری سرگرمیوں سے حکومت اسقدر گھبرا گئی تھی کہ وہ اہم اقدام کرنے پر اتر آئی تھی۔۔۔ پاکیشیا کے ایجنٹوں کو بلانے کا مقصد بھی یہی تھا۔ جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا مشن اس قسم کا ہے کہ ہم اگر اطمینان سے کام نہ کریں تو ہمارا مشن ناکام ہوجانے کا خطرہ ہے۔۔۔ اور پھر پاکیشیا کے یہ ایجنٹ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر ہم انہیں کچھ کرنے کا موقع دے دیتے تو وہ یقیناً اصل مشن کی تہہ تک پہنچ جاتے۔۔۔ اور پھر حالات یکدم ہی پلٹ جاتے"۔۔۔ بوگارڈ نے

اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اب وہ دونوں کہاں ہیں"۔۔۔؟ اینڈریا نے پوچھا۔

"وہ دونوں ختم ہوچکے ہیں۔۔۔ ان دونوں کو میں نے زہریلے گڑھ میں پھینک دیا ہے"۔۔۔ بوگارڈ نے ایک اور جام لبریز کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر میرے پاس تمہارے لئے ایک اہم اطلاع ہے"۔۔۔ اینڈریا نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا"۔۔۔؟ بوگارڈ نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہماری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ لینڈز سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم اس مشن پر کام کرے گی چنانچہ مجھے اطلاع دے دی گئی ہے۔۔۔ چیف باس ٹیم کے ساتھ خود آرہا ہے"۔۔۔ اینڈریا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا فیصلہ کیوں کیا گیا۔۔۔ کیا انہیں ہم پر اعتماد نہیں رہا"۔۔۔؟ بوگارڈ کے لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

"ایسی بات نہیں۔۔۔ دراصل ہماری حکومت کو عمران کے متعلق اطلاع مل گئی ہے اور چیف باس کے خیال میں عمران ایک ایسی شخصیت ہے جس کا مقابلہ نہ میں کرسکتی ہوں اور نہ تم۔۔۔ اس لئے انہوں نے خود ٹیم سمیت میدان میں آنے کا فیصلہ کیا ہے"۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

"مگر تم نے انہیں بتایا نہیں کہ عمران ختم ہوچکا ہے"۔۔۔ بوگارڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تھا۔۔۔ مگر چیف باس کو یقین نہیں آیا۔۔۔ ان کے خیال کے مطابق عمران اتنا تر نوالہ نہیں کہ آسانی سے اسے کھایا جاسکے"۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

قریب پہنچی اور پھر اس نے دیوار کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا اور دوسرے لمحے دیوار میں ایک خانہ سا نمودار ہوا۔ اس خانے میں لوہے کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ لڑکی نے کرسی کھینچ لی اور خانہ دوبارہ بند کر دیا۔ اس نے کرسی کو دیوار کے ساتھ ٹکایا اور بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

وہ سب حیرت سے یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد جنوبی دیوار کے کونے میں کھٹکا ہوا اور پھر وہاں ایک دروازہ بن گیا۔ دروازہ بنتے ہی ایک شخص نے اندر قدم رکھا اور ان سب کے چہروں پر حیرت ناچنے لگی۔ آنے والا عمران تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے قدم اندر رکھے تھے۔ اس کے پیچھے دو لڑکیاں ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ہوتے اندر داخل ہوئیں۔

"اسے بھی ستون سے باندھ دو" ـــــ کرسی پر بیٹھی ہوئی نقاب پوش لڑکی نے مترنم لہجے میں کہا اور پھر عمران کو بھی ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔

عمران نے اتنی شرافت سے اپنے آپ کو بندھوا لیا کہ کیپٹن شکیل اور دوسروں کو بے حد حیرت ہوئی۔ مگر وہ سب عمران کو جانتے تھے کہ وہ ہر کام کسی نہ کسی منصوبے کے تحت کرتا ہے اس لئے وہ خاموش رہے۔

عمران کو لے آنے والی لڑکیاں اب کرسی پر بیٹھی ہوئی نقاب پوش کے اطراف میں کھڑی ہو گئیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی مشین گنوں کا رخ بندھے ہوؤں کی طرف ہی ہونا تھا۔

"کیا یہ بات درست ہے کہ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہو ـــــ؟" نقاب پوش لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سروس! ـــ ہائے اس نامراد سروس نے تو مجھے کہیں کا نہ رکھا ـــــ جہاں جاؤ نو ویکینسی کا بورڈ نظر آتا ہے ـــ آج تک حسرت ہی رہی کہ کہیں سروس مل جاتی۔ حتیٰ کہ سروس تو بھی پہن کر دیکھ لئے کہ شاید انہی کی کرامات سے کوئی سروس مل جائے مگر میری

ماں بے چاری میری سروس کی حسرت ہی دل میں لئے بوڑھی ہو گئی" ـــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"مسٹر عمران! ـــ میرے سامنے مسخرہ بننے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ مجھے تمہارے کوائف اچھی طرح معلوم ہیں" ـــــ نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم ہی کسی مولوی کو بلوا کر مجھے اپنی سروس میں لے لو ـــ یقین کرو، میں کبھی ریٹائرمنٹ کی خواہش نہیں کروں گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا آئیڈیا درست ہے کہ یہ سب تمہارے ساتھی ہیں ـــ" نقاب پوش نے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہارا آئیڈیا، تمہارا ہے ـــ میرا نہیں ـــ اس لئے میں کیا کہہ سکتا ہوں" ـــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اس کا ثبوت بھی ہے" ـــ نقاب پوش نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور ڈبے کے کونے میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی اور جوہان کی وہ گفتگو ہال میں سنائی دینے لگی جو انہوں نے ہوش میں آنے کے بعد کی تھی۔ اور ظاہر ہے اس میں ایکسٹو کا نام بھی تھا اور اسے باس بھی کہا گیا تھا اور پھر ان سب نے آپس میں بے تکلفانہ گفتگو کی تھی اور ایک دوسرے کے نام بھی لئے تھے۔ جب ڈبے میں سے آوازیں نکلنی بند ہو گئیں تو نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا اور ڈبہ دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ عمران! ـــ کیا میرا آئیڈیا غلط ہے ـــــ؟ اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہیں میں نے تمہاری بکواس بازی کی وجہ سے پہچانا ہے"۔

"میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں ـــــ مجھے ذہین بیوی نہیں چاہیئے۔ وہ تو دلیں

دے دیکر میرا ناطقہ بند کر دے گی" ـــــ عمران نے حسب عادت مسکراتے ہوئے کہا ۔

"بہرحال یہ بات طے ہو گئی ہے کہ تم سب کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور چونکہ تم سب اس ملک میں غیر قانونی طور پر آئے ہو اس لئے اگر تم سب کی موت واقع ہو جائے تو تمہاری حکومت سفارتی سطح پر کچھ نہیں کر سکتی" ـــــ نقاب پوش نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نقاب پوش لڑکی فقرہ مکمل کرتی ۔ عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے ہال گونج اٹھا ۔

"بہت خوب ! ـــــ واقعی تم مذاق بہت اچھا کرتی ہو ـــــ تمہیں شائد علم نہیں ہے کہ ہمارے اور تمہارے ملک کے درمیان سفارتی تعلقات ہی نہیں ہیں ۔ اس لئے سفارتی سطح پر کچھ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"کیا مطلب ـــــ ؟ کیا تم اتنے بزدل واقع ہوئے ہو کہ موت کا نام سنتے ہی اسقدر بدحواس ہو گئے کہ الٹی باتیں کرنے لگے ہو ـــــ اگر سفارتی تعلقات نہ ہوتے تو ہماری حکومت تمہیں یہاں طلب کیوں کرتی" ـــــ نقاب پوش نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا

"محترمہ پردہ نشین صاحبہ ! ـــــ زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ تم شائد مجھے یہ تاثر دینا چاہتی ہو کہ تمہارا تعلق اسی ملک سے ہے، حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ تم جیوش سے متعلق ہو اور لیڈیز سیکرٹ سروس کی رکن ہو" ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

لیڈیز سیکرٹ سروس کا ذکر سنتے ہی نقاب پوش بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی ۔

"تم ـــ تم انتہائی خطرناک ہو ـــــ تمہیں لیڈیز سیکرٹ سروس کا کیسے پتہ چلا ؟"
نقاب پوش نے بوکھلاتے ہوئے کہا ۔

"بس ـــــ اتنی سی بات پر اچھل پڑیں ـــــ ابھی تو میں نے بہت کچھ کہنا ہے ۔ مجھے

اس ملک میں تمہارے تمام منصوبے کا علم ہے ـــــ اور تم شائد کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو ـــــ تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر پوری طرح گھیرے میں لیا جا چکا ہے اور تم کسی صورت میں بھی یہاں سے بچ کر نہیں نکل سکتیں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا ۔

"تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو ـــــ بے فکر رہو ـــــ اس ملک کی انٹیلی جنس، سیکرٹ سروس اور پولیس ہماری مٹھی میں ہیں ۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کے گھیرے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ـــــ البتہ اب تمہاری موت یقینی ہو چکی ہے" ـــــ نقاب پوش لڑکی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر مشین گن بردار لڑکیوں کی طرف مڑی ۔

"گولیوں سے ان کے جسم چھلنی کر دو" ـــــ اس نے ہسٹریائی انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔

"یس چیف باس !" ـــــ تمام لڑکیوں نے بیک وقت کہا ۔ اور پھر کونوں میں کھڑی ہوئی لڑکیاں تیزی سے آگے بڑھیں اور قیدیوں کے سامنے آگئیں ۔

"یہ ڈرامہ میں لوگارڈو کے چھاپے سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں چیف باس صاحبہ ! کوئی اور بات کرو" ـــــ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا ۔

"اس بار ایسا نہیں ہو گا" ـــــ نقاب پوش لڑکی نے جھنجھلا کر کہا اور اس نے چیخ کر لڑکیوں سے کہا ۔

"فائر" ـــــ

اور دوسرے لمحے ہال گولیوں کی بھیانک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا ۔

"ملکی حالات بے حد خراب ہو چکے ہیں ——— مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی غیر ملکی ہاتھ اس تمام ہنگاموں کے پیچھے کام کر رہا ہے" ——— ادھیڑ عمر شخص نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"مگر ڈارلنگ! ——— یہ تو مزدوروں کا ہنگامہ ہے اور ایسا تو ہر ملک میں اکثر ہوتا ہی رہتا ہے ——— آہستہ آہستہ خود بخود ختم ہو جائے گا" ——— ادھیڑ عمر شخص کے مقابل بیٹھی ہوئی انتہائی خوبصورت لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا جس سے وقفے وقفے سے چسکیاں لے رہی تھی۔

"نہیں ڈارلنگ! ——— تم ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتیں ——— اس ملک کے وزیر داخلہ کی حیثیت سے ملک کا اندرونی امن میرا مسئلہ ہے۔ اور جو رپورٹیں مجھے مل رہی ہیں اور جس تیزی سے یہ شورش پھیلتی چلی جا رہی ہے، مجھے اس پر بے حد تشویش ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ شورش ہماری پارٹی کے لئے دھماکہ ثابت ہوگی ———" ادھیڑ عمر شخص نے میز پر پڑا ہوا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے بوکھلاہٹ شامل تھی۔

"ارے! ——— تم تو اتنی جلدی گھبرا گئے ——— تمہاری پارٹی کی جڑیں اس ملک میں بے حد گہری ہیں۔ یہ معمولی سے ہنگامے اور شورشیں تمہاری پارٹی کا کیا بگاڑ سکتی ہیں ——— البتہ میرا ایک مشورہ ہے اگر تم قبول کرو" ——— لڑکی نے اٹھ کر ادھیڑ عمر وزیر داخلہ کے گلے میں بازو حمائل کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈارلنگ! ——— میں ضرور تمہارا مشورہ سنوں گا ——— مجھے خوشی ہے کہ تم ایک عام عورت نہیں ہو ——— تمہارا ذہن کافی تیز ہے ——— گو تمہیں میرے پاس آئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر اس قلیل عرصے میں تم نے اپنی ذہانت سے مجھے متاثر کیا ہے ———" ادھیڑ عمر وزیر داخلہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو ڈارلنگ! ——— ان حالات میں میرا مشورہ یہ ہے کہ تم تمام بوجھ اپنے کندھوں پر مت ڈالو۔ اسے تقسیم کر دو ——— اس طرح تمہارے ذہن کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا ———" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ذرا وضاحت سے بات کرو ——— میں سمجھا نہیں" ——— وزیر داخلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ ڈارلنگ کہ تم بجائے خود تمام احکامات دینے اور کنٹرول کرنے کے معاملہ اپنی پارٹی کی ٹاپ میٹنگ میں لے جاؤ ——— اپنی پارٹی کے اہم لیڈروں کی خفیہ میٹنگ کال کرو اور پھر یہ معاملہ ان کے سامنے رکھ دو ——— اس کے بعد میرا مشورہ یہ ہے کہ پارٹی کے ٹاپ کے چند لیڈروں کی ایک مجلس بنا دو۔ وہی اس سلسلے میں تمام احکامات جاری کرے" ——— لڑکی نے کہا۔

"مگر اس سے کیا ہوگا ———؟ یہ معاملہ کابینہ میں روزانہ زیر بحث آتا ہے ———" وزیر داخلہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھتے نہیں ڈارلنگ! ——— کابینہ میں موجود افراد محکمانہ باتیں کرتے ہیں۔ اس وقت ان میں پارٹی سپرٹ نہیں ہوتی۔ مگر پارٹی میٹنگ میں وہ اس پر پارٹی سپرٹ سے غور کریں گے ——— تم خود سوچو! ——— اگر یہ شورشیں کنٹرول نہ ہوئیں تو حکومت تو جائے گی ہی ——— تمہاری پارٹی کو ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا کہ پھر تمہاری پارٹی کے

لئے اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا ۔۔۔ اور چونکہ تم وزیر داخلہ ہو اس لئے تمام تر ذمہ داری تم پر آجائے گی"۔۔۔ لڑکی نے اُسے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب!۔۔۔ تم نے واقعی بے حد قیمتی مشورہ دیا ہے ۔۔۔ میں اس پر ضرور عمل کرونگا ۔۔۔ میں ابھی جاکر پارٹی کے صدر سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں ۔۔۔" ادھیڑ عمر وزیر داخلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"ڈارلنگ!۔۔۔ اس چکر میں مجھے نہ بھول جانا ۔۔۔ میں تمہارا انتظار کرونگی"۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ تم میں بے حد صلاحیتیں ہیں ۔۔۔ میری بیوی تو بالکل ہی ٹھس ہے ۔۔۔ تم میرا انتظار کرنا۔ آج رات میں یہیں گزارونگا اور پھر ہم اس معاملے میں مزید گفتگو کریں گے"۔۔۔ وزیر داخلہ نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ لڑکی کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

لڑکی چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے آگے بڑھکر دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند کرکے وہ تیزی سے پلٹی اور کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل کے ایک خانے کو کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا بیوٹی بکس باہر نکال لیا۔ بیوٹی بکس کو کھول کر اس نے اس میں موجود تمام چیزیں باہر نکال دیں اور پھر اس کے ایک کونے کو انگلی سے دبایا۔ کونہ دبتے ہی بیوٹی بکس کی تہہ خود بخود کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی۔ اندر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ لڑکی نے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ ایل۔ ایس۔ ایس سپیکنگ اوور"۔

"باس!۔۔۔ میں نمبر تھرٹی بول رہی ہوں اوور"۔۔۔ لڑکی نے دبے دبے لہجے میں

جواب دیا۔ اس کی نظریں دروازے پر مرکوز تھیں۔

"رپورٹ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"باس!۔۔۔ میں نے وزیر داخلہ کے سامنے ٹاپ پارٹی میٹنگ کی تجویز رکھ دی ہے اور اُسے اس تجویز پر عمل کرنے پر رضامند کر لیا ہے ۔۔۔ اب وہ اس سلسلے میں پارٹی صدر سے بات کرنے گیا ہے۔ اوور"۔۔۔ نمبر تھرٹی نے جواب دیا۔

"گڈ!۔۔۔ موجودہ ہنگاموں کے سلسلے میں وزیر داخلہ کا ردعمل کیا ہے اوور۔۔۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ بے حد گھبرایا ہوا اور نروس ہے ۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ ان شورشوں کے پیچھے کسی غیر ملکی طاقت کا ہاتھ ہے اوور"۔۔۔ نمبر تھرٹی نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے ۔۔۔ تمہارا کردار بے حد اہم ہے نمبر تھرٹی ۔۔۔ تمہیں ہر قیمت پر وزیر داخلہ کو قابو میں رکھنا ہے تاکہ ہمیں اس کے ذریعے معلومات مل سکیں ۔۔۔ جس وقت یہ میٹنگ ہو۔ وہ وقت اور مقام تم نے ضرور پوچھنا ہے اوور"۔۔۔ باس نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس!۔۔۔ وہ میرے حسن کے جال سے نہیں نکل سکتا اوور"۔۔۔ نمبر تھرٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ابھی یہ رپورٹ چیف باس کو دیتی ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

لڑکی نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر دوبارہ بیوٹی بکس کی تہہ میں رکھا اور پھر اس کا ڈھکن بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس میں سے نکالی ہوئی تمام چیزیں دوبارہ اس میں سجائیں اور اُسے بند کر دیا۔ اب دیکھنے میں وہ ایک عام سا بیوٹی بکس معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بیوٹی بکس ڈریسنگ ٹیبل کے خانے میں رکھا اور آگے بڑھکر شراب کا جام بھرنے لگی۔ جام ہاتھ میں لیکر

وہ بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے شام کے بہت سے
اخباروں میں سے ایک اخبار اٹھایا اور شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے خبریں پڑھنے لگی۔
پورا اخبار مزدوروں کے ہنگاموں، جلسوں جلوسوں اور پولیس کے ساتھ مزدوروں کے مسلح
تصادم کی خبروں سے بھرا ہوا تھا۔ لیبر پارٹی کے لیڈروں کے زہریلے بیانات بھی نمایاں طور
پر چھپے ہوئے تھے۔

لڑکی بڑے اطمینان سے سب کچھ پڑھتی رہی اور ساتھ ساتھ شراب کی چسکیاں
بھی لیتی رہی۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں موجود ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ لڑکی
نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر اخبار میز پر رکھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سارا سپیکنگ!" ـــ لڑکی نے بڑے مدھ بھرے لہجے میں کہا۔

"سارا ڈیئر! ـــ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں آج رات نہیں
آسکوں گا ـــ تمہاری تجویز پر آج ہی رات عمل ہو رہا ہے۔ ٹاپ میٹنگ ہو رہی ہے
اور شاید تمام رات جاری رہے" ـــ دوسری طرف سے وزیر داخلہ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ڈیئر! ـــ گو میری یہ رات بے حد تکلیف دہ گزرے گی مگر بہرحال میں تمہاری
پریشانیوں کو سمجھتی ہوں ـــ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں بھی اس میٹنگ میں شریک ہو سکتی
شاید میں کوئی بہتر مشورہ دے سکتی" ـــ لڑکی نے لہجے کو افسردہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ـــ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہے اور پھر ہو بھی پریذیڈنٹ
سرکل میں رہی ہے۔ ظاہر ہے وہاں کسی اجنبی کا داخلہ قطعاً ناممکن ہے" ـــ وزیر داخلہ
نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ وش یو گڈ لک ـــ میں کل تمہارا انتظار کروں گی۔ مجھے یقین ہے
کہ تم اس میٹنگ میں کوئی بہتر فیصلے کرو گے" ـــ لڑکی نے جواب دیا۔

"او کے ڈارلنگ! ـــ مجھے تمہاری قربت حاصل نہ ہونے کا افسوس ہے ـــ مگر

نئی حالات" ـــ ادھیڑ عمر نے کچھ کہنا چاہا۔

"ڈونٹ وری ڈیئر! ـــ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے ـــ کل سہی" ـــ لڑکی نے
جواب دیا۔

"او کے ـــ گڈ ایوننگ" ـــ دوسری طرف سے جواب ملا اور سلسلہ منقطع ہو
گیا۔ لڑکی نے سلسلہ منقطع ہوتے ہی تیزی سے رسیور رکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک
تھی۔ وہ میٹنگ کی جگہ اور وقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ چنانچہ ایک بار
پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی تاکہ باس کو ٹرانسمیٹر پر اس کی اطلاع دے سکے۔
اس کے چہرے پر کامرانی کا تاثر اور آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔ ان کے مشن کا سب
سے نازک اور اہم مرحلہ قریب آگیا تھا۔



ڈائیگر نے ایک نظر عمارت کو دیکھا اور پھر اس کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی
پر جم گئیں۔ عمران کو عمارت کے اندر گئے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے اور اس کی
طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملا تھا۔ عمران نے ڈائیگر کو اپنے تعاقب کی ہدایات دی تھیں
چنانچہ جب عمران براڈوے لین پر گیا تو ڈائیگر اپنے ایک ساتھی سمیت کار میں اس
کا تعاقب کر رہا تھا اور پھر عمران کے پیچھے ہی وہ اس عمارت تک پہنچ گیا تھا اور
پھر عمران کو اندر گئے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے۔ اور وہ فیصلہ نہ کر پا رہا
تھا کہ اندر جا کر عمران کو چیک کرے یا پھر باہر رہ کر اس کا انتظار کرے مگر جب

پانچ منٹ اور گزر گئے تو اس نے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

"سالٹو ــــ تم یہیں باہر رہ کر نگرانی کرو ــــ میں اندر جاتا ہوں ــــ پرنس یقیناً کسی مشکل میں پھنس گئے ہیں" ــــ ڈائیگر نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"او کے باس!" ــــ سالٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ڈائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے انداز میں بے پناہ چستی تھی۔ عقبی دیوار کے قریب آتے ہی اس نے اچانک اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے اور پھر آہستہ سے اندر کود گیا۔ اس نے ہلکا سا دھماکہ بھی نہ ہونے دیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عمارت میں عقبی طرف سے جانے کا فیصلہ کیا اور جلد ہی وہ عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت کی پچھلی طرف دیوار بالکل سیدھی تھی۔ پوری دیوار میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشندان۔ ڈائیگر نے حیرت سے عمارت کو دیکھا۔ یہ بالکل غیر فطری بات تھی کہ عقبی سمت کوئی کھڑکی اور کوئی روشندان نہ تھا۔ دیوار کے ساتھ ہی ایک پائپ اوپر چھت تک چلا گیا تھا۔ ڈائیگر نے ایک لمحے کے لئے پائپ کو دیکھا اور پھر وہ بندر کی سی پھرتی سے پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ چھت پر موجود تھا۔ اس نے ایک نظر چھت کو دیکھا اور پھر اسے سامنے ہی نیچے جانے والی سیڑھیاں نظر آ گئیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر آہستگی مگر پھرتی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں کافی نیچے جا کر مڑ جاتی تھیں۔ موڑ کے قریب پہنچتے ہی ڈائیگر اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُسے نیچے کسی کی موجودگی کی آہٹ محسوس ہو گئی تھی۔ اس نے آہستہ سے قدم آگے بڑھایا اور پھر موڑ کے قریب سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ موڑ پر ایک لڑکی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑے چوکنا انداز میں کھڑی تھی مگر ڈائیگر کی طرف اس کی پشت

تھی۔ ڈائیگر نے آہستگی سے قدم آگے بڑھایا اور پھر اچانک وہ اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ اس کے منہ پر جمایا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مشین گن تھام لی۔ لڑکی اس کی گرفت میں کسمسائی مگر ڈائیگر کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ پوری طرح کسمسا بھی نہ سکی۔ ڈائیگر اُسے اُسی طرح اٹھائے ہوئے مڑا اور پھر تیزی سے اُسے لئے ہوئے واپس چھت پر آ گیا۔

چھت پر آتے ہی ڈائیگر نے اپنے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور مشین گن لڑکی کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی۔ ڈائیگر نے اسے گرنے سے بچانے کے لئے اُسے پیر پر سنبھالا اور پھر اطمینان سے چھت پر گرا دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مشین گن چھت پر دھماکے سے گرے اور اس کی دھمک نیچے سنی جا سکے۔ مشین گن کو پیر پر روک لینے سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگا اور جب وہ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں خنجر موجود تھا۔ اس نے خنجر کی نوک لڑکی کی گردن سے لگائی اور انتہائی بھیانک آواز میں غراتے ہوئے کہا۔

"لڑکی ــــ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو ایک ہی جھٹکے سے تمہاری شہ رگ کٹ جائے گی" ــــ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ــــ لڑکی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو لڑکی! ــــ میں لڑکیوں کو بڑے وحشیانہ انداز میں قتل کر دیتا ہوں۔ اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ جو کچھ میں پوچھوں ــــ اس کا صحیح صحیح جواب دے دینا" ــــ ڈائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کی نوک کو ذرا سا دبایا اور لڑکی کے منہ سے "سی" کی آواز نکل گئی۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ــــ؟ لڑکی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میرا ایک ساتھی یہاں تھوڑی دیر پہلے اندر آیا ہے ــــ وہ اس وقت کہاں

ہے" ۔۔۔۔ ؟ ڈائیگر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"نچلے ہال میں وہ سب اکٹھے ہیں ۔ چیف باس بھی وہیں ہے" ۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"وہاں کتنے آدمی موجود ہیں ۔۔۔۔ صحیح صحیح بتاؤ" ۔۔۔۔ ؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"آدمی تو مجھے معلوم نہیں ۔۔۔ البتہ چیف باس کے علاوہ چھ رکن وہاں موجود ہیں" لڑکی نے جواب دیا۔

"چلو مجھے وہاں تک لے چلو ۔۔۔ مگر دیکھنا جہاں بھی مجھے شبہ ہوا کہ تمہارے ذہن میں کوئی غلط خیال آیا ہے ۔۔۔ تمہاری شہ رگ ایک لمحے میں کٹ جائے گی" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا۔

"م ۔ مگر راستے میں تو اور کئی رکن موجود ہیں" ۔۔۔۔ لڑکی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا ۔۔۔ مجھے تم نے وہاں تک پہنچانا ہے اور راستے میں کسی سے ٹکراؤ بھی نہیں ہونا چاہیئے" ۔۔۔۔ ڈائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ ایسا ممکن نہیں ہے ۔۔۔ ہر جگہ رکن پہرہ دے رہے ہیں ۔۔۔ وہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیں گے البتہ" ۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"البتہ کیا ۔۔۔۔ ؟ جلدی بولو ۔۔۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں ہال کے روشندان تک تمہیں لے جا سکتی ہوں ۔۔ وہاں تک راستے میں کوئی نہیں ہوگا" ۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" ۔۔۔ ڈائیگر نے اُسے دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیسے ہی لڑکی آگے بڑھی۔ ڈائیگر نے پھرتی سے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔

لڑکی کی رہنمائی میں وہ سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل پہ آیا اور پھر ایک راہداری میں گھوم کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کے عقبی دروازے سے نکل کر وہ ایک

چھوٹی سی راہداری میں پہنچ گئے۔ جہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں آئے جس میں دیوار کے ساتھ بڑے بڑے تین روشندان موجود تھے۔

"یہ ہال کے روشندان ہیں" ۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

ڈائیگر نے ایک نظر روشندان پر ڈالی تو اُسے نیچے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے چند افراد نظر آئے۔ اور پھر اس کی نظر عمران پر بھی پڑ گئی جو ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ ڈائیگر روشندان سے نظر ہٹاتا۔ اچانک لڑکی نے پھرتی سے اس کے اس ہاتھ پر جوڈو کا وار کیا جس میں اس نے مشین گن تھام رکھی تھی۔ مگر ڈائیگر لڑکی کی توقع سے زیادہ ہوشیار تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ ایک طرف ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے مشین گن کی نال لڑکی کے منہ پر دے ماری۔ لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی مگر وہ چیخ راہداری میں ہی گونج کر رہ گئی پھر اس سے پہلے کہ لڑکی سنبھلتی۔ ڈائیگر نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کا بٹ اس کی کنپٹی پر مارا اور لڑکی بے جان ہو کر نیچے گرنے لگی۔ ڈائیگر نے تیزی سے اُسے سنبھالا اور پھر اسے زمین پر لٹا دیا۔ لڑکی بے ہوش ہو چکی تھی۔

ڈائیگر لڑکی کی طرف سے مطمئن ہو کر دوبارہ روشندان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے روشندان کو ذرا سا دبایا تو روشندان میں درز سی پیدا ہو گئی۔ اب دوسری طرف کی آوازیں اُسے سنائی دینے لگیں۔ وہ روشندان کے کنارے پر جھکا ہوا تھا۔ اس طرح ہال میں سے اُسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا مگر وہ بآسانی ہال کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہال میں چھ مسلح لڑکیاں کھڑی تھیں اور ایک نقاب پوش [illegible] کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دو لڑکیاں اس کے دونوں اطراف میں کھڑی تھیں اور چار [illegible] ہال کے چاروں کونوں میں موجود تھیں۔ اب وہ اس الجھن میں پھنس گیا کہ گرانے فوری طور پر سب کو

ہلاک کرنا پڑا تو دو لڑکیاں ایسی پوزیشن میں تھیں کہ وہ اس کی مشین گن کی زد میں نہ آسکتی تھیں۔ اور پھر اس نے اچانک کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

"گولیوں سے ان کے جسم چھلنی کر دو" —— یہ فقرہ سنتے ہی جہاں لڑکیاں تیزی سے کونوں سے سمٹ کر ایک قطار میں آگئیں۔ وہاں ڈائیگر کے اعصاب بھی تن گئے۔

"یس چیف باس" —— لڑکیوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہ ڈرامہ میں لوگارڈو کے چھاپے سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں چیف باس صاحبہ! کوئی اور بات کرو" —— عمران کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"اس بار ایسا نہیں ہوگا" —— نقاب پوش لڑکی نے جھنجھلا کر کہا اور اس نے چیخ کر لڑکیوں سے کہا۔

"فائر"

اب ڈائیگر کے لئے ایک لمحے کا توقف بھی حماقت ہوتا۔ چنانچہ ابھی نقاب پوش لڑکی کے منہ سے فائر کا لفظ پوری طرح نکلا بھی نہ تھا کہ ڈائیگر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور چونکہ مسلح لڑکیاں ایک ہی قطار میں کھڑی تھیں اس لئے ڈائیگر کے لئے آسانی ہوگئی۔ اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ایک لمحے میں چھ کی چھ لڑکیوں کو چاٹ لیا۔ اور ہال گولیوں کی بھیانک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

مسلح لڑکیوں کے گرتے ہی ڈائیگر نے پوری قوت سے روشندان پر لات ماری اور روشندان کا شیشہ ایک چھناکے سے نیچے جا گرا اور ڈائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

ادھر جیسے ہی چیف باس نے فائر کا لفظ کہا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے رسیوں سمیت گھوم گیا اور اب وہ ستون کی آڑ میں آگیا تھا۔ عمران کے ساتھیوں کے لئے بھی ایسے

واقع پہلے کئی بار آچکے تھے۔ اس لئے وہ بھی اس حربے کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ عمران کے ساتھ ساتھ وہ بھی گول ستون کے ساتھ گھومتے ہوئے گولیوں سے محفوظ ہوگئے تھے۔

چیف باس نے اپنی ساتھی لڑکیوں کو یوں اچانک گرتے دیکھا تو وہ ایک لمحے کے لئے بت بنی کھڑی رہی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے لپک کر قریب پڑی مشین گن اٹھانی چاہی مگر عین اسی لمحے ڈائیگر روشندان سے کود کر عین اس کے اوپر آگرا اور وہ مشین گن اٹھاتے اٹھاتے نیچے جا گری۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر سنبھل کر اٹھتا۔ لڑکی نے اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور ڈائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے بجلی کوند گئی ہو۔

نقاب پوش لڑکی کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی بغلی دروازے کے پاس جا گری اور دوسرے لمحے وہ دروازے سے باہر غائب ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہوگیا تھا۔ اب وہاں سپاٹ دیوار تھی۔

ڈائیگر تیزی سے عمران کی طرف پلٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران رسیوں سے آزاد ہو کر نہ صرف اس تک پہنچ چکا تھا بلکہ اس نے ایک مشین گن بھی اٹھا لی تھی۔

"ڈائیگر! —— میرے ساتھیوں کو کھولو۔ جلدی" —— عمران نے کہا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈائیگر نے جیب سے خنجر نکالا اور چند ہی لمحوں میں وہ عمران کے ساتھیوں کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرا چکا تھا۔ پھر سب نے ان لڑکیوں کے ہاتھوں سے گری ہوئی مشین گنیں اٹھا لیں۔

"تم پوزیشنیں سنبھالو" —— عمران نے ان کے آزاد ہوتے ہی کہا اور خود وہ اس ستون کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آزاد ہوا تھا۔ وہاں [illegible] ہوا تھا۔ اس نے رسی کے ایک سرے سے مشین گن کو درمیان سے [illegible]

مشین گن کو اس نے کسی کمند کی طرح ٹوٹے ہوئے روشندان میں پھینک دیا۔ مشین گن چوڑائی میں روشندان میں پھنس گئی۔ عمران نے رسی کو زور سے جھٹکا دیا اور پھر دوسری مشین گن بغل میں لٹکا کر وہ رسی کے سہارے بندر کی سی پھرتی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ روشندان سے باہر نکل چکا تھا۔

عمران نے جیسے ہی رسی چھوڑی۔ تنویر آگے بڑھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اوپر پہنچ چکا تھا۔ اسی طرح باری باری وہ سب اوپر چڑھتے چلے گئے۔ عمران مشین گن سنبھالے راہداری کے آخری موڑ پر موجود تھا۔ سب سے آخر میں ڈائیگر اوپر آیا۔

"عمران صاحب! ——— میں چھت تک آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں" ——— ڈائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ چلو" ——— عمران نے کہا اور ڈائیگر مشین گن سنبھالے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ سب اس کے پیچھے تھے۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ ڈائیگر نے آہستگی سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ بڑی راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے راہداری میں آئے اور دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھتے بڑھتے وہ ایک موڑ تک پہنچ گئے جہاں سے مزید سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سیڑھیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔

"تم سب اوپر جاؤ ——— میں نیچے جا رہا ہوں" ——— اچانک عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"مگر پرنس! ———" ڈائیگر نے کچھ کہنا چاہا۔

"فوراً ——— اوپر جاؤ" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر مشین گن سنبھالے تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

ڈائیگر کی رہنمائی میں عمران کے علاوہ وہ سب عمارت کی چھت پر پہنچ گئے۔ چھت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔

چھت پر پہنچتے ہی انہیں کار کے انجن کی آواز سنائی دی اور ان سب نے چونک کر ادھر دیکھا تو ایک سیاہ رنگ کی کار عمارت کے بیرونی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر مشین گن سیدھی کرتا۔ کار گیٹ سے مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"میرا خیال ہے نقاب پوش لڑکی نکل گئی" ——— نعمانی نے کہا۔

"ہاں! ——— معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" ——— ڈائیگر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ باقیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ وہ سب تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔

آخری منزل پر عمران موجود تھا۔

"سنہری چڑیا نکل گئی ——— وہ اکیلی تھی اس لئے اس نے ہم سے ٹکرانے کی دوبارہ ہمت نہیں کی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس! ——— ایک لڑکی اوپر گیلری میں بے ہوش پڑی ہے ——— ہو سکتا ہے وہ کچھ بتا سکے" ——— ڈائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اُسے فوراً نیچے لے آؤ" ——— عمران نے چونک کر کہا۔ اور ڈائیگر تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ سب نیچے کھڑے رہ گئے۔

"کیا تمام عمارت خالی ہے ———؟" تنویر نے پوچھا۔

"نہیں ——— ہم موجود ہیں ——— کوئی حکم" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا مگر تنویر خاموش رہا۔

چند لمحوں بعد ڈائیگر سیڑھیاں اترتا نظر آیا۔ اس کے کاندھے پر بے ہوش لڑکی

لدی ہوئی تھی۔

"عمارت سے باہر نکل کر تم سب نے بہار کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس جانا ہے اب تم سب وہیں رہو گے ۔۔۔ ایکسٹو نے ٹیم میرے چارج میں دے دی ہے اور خود واپس پاکیشیا چلا گیا ہے ۔۔۔ وہاں موٹر سائیکل اور کاریں موجود ہیں ۔۔۔ تم انہیں استعمال کر سکتے ہو" ۔۔۔ ڈائیگر کے ان کے قریب پہنچنے سے پہلے عمران نے انتہائی سنجیدگی سے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"چلیں پرنس" ۔۔۔ ڈائیگر نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب بڑے اطمینان سے کھلے ہوئے پھاٹک سے باہر نکلتے چلے گئے۔

باہر نکلتے ہی ڈائیگر گھوم کر ایک گلی کی طرف مڑا۔

"ادھر پرنس! ۔۔۔ یہاں میری کار موجود ہے" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور عمران اس کے پیچھے ہی گلی میں مڑ گیا۔ جبکہ باقی سیدھے نکلتے چلے گئے۔ گلی کراس کر کے وہ جیسے ہی عقبی سمت میں آئے۔ ڈائیگر چونک پڑا۔ کار غائب تھی۔

"یہ سالو کہاں چلا گیا" ۔۔۔؟ ڈائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"گیا ہوگا کہیں تفریح کرنے" ۔۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ سالو ایسا نہیں ہے ۔۔۔ بہرحال" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ایک کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ کوٹھی کی چھوٹی دیوار سے ہی انہیں سامنے پورچ میں کار کھڑی نظر آگئی تھی۔

"پرنس! آپ اس کا خیال رکھیں ۔۔۔ میں کار لے آتا ہوں" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور عمران نے بیہوش لڑکی کو نیچے لٹا دیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر چھوٹی دیوار پار کر گیا اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔ پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار تک پہنچ گیا۔ کوٹھی

پر خاموشی طاری تھی۔

ڈائیگر کار کی عقبی طرف گیا اور پھر اس نے کار کو زور سے دھکیلا اور اسے دھکیلتا ہوا کوٹھی کے پھاٹک کی طرف لئے چلا گیا۔ عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ اگر وہ کار کو سٹارٹ کرتا تو یقیناً کوٹھی کے مکین جاگ اٹھتے اور کوئی مسئلہ کھڑا ہو سکتا تھا۔ ڈائیگر بڑے اطمینان سے کار کو دھکیلتا ہوا پھاٹک کے قریب لے آیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور پھر کار کو باہر لے آیا۔

عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بیہوش لڑکی کو اٹھایا اور کار کی طرف لپکا۔ لڑکی کو سیٹوں کے درمیان میں لٹا کر وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈائیگر اس دوران اگنیشن میں ایک تار لگا کر کار سٹارٹ کر چکا تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں کار تیز رفتاری سے شہر کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔



فلیٹ کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لڑکی چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے الجھن کے تاثرات ابھرے مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول چمک رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کے قریب آئی۔

"کون ہے" ۔۔۔؟ لڑکی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ایل۔ ایس۔ ایس چیف باس" ۔۔۔ دروازے کی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز

"انہوں نے خواہ مخواہ اس کے متعلق ایسا سوچ لیا ۔۔۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میں نے جو ترکیب استعمال کی ہے اس سے حکومت بھی مطمئن ہو گئی اور عمران بھی ختم ہو گیا ہے" ۔۔۔ بوگارڈو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر میں کیا کر سکتی ہوں ۔۔۔ تم جانتے ہو کہ میں تو سیکرٹ سروس کی ایک ادنیٰ کارکن ہوں ۔۔۔ فیصلہ کرنا چیف باس کا کام ہے" ۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ انہیں آنے دو ۔۔۔ میں انہیں خود مطمئن کر لوں گا ۔۔۔ اچھا اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے اور مجھے اس میں شرکت کرنا ہے" ۔۔۔ بوگارڈو نے جام میز پر رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ حکومت کو ہر لحاظ سے مطمئن کرنے کی کوشش کرنا تاکہ ہم جلد از جلد اصل کام شروع کر سکیں" ۔۔۔ اینڈریا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور بوگارڈو سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد اینڈریا اٹھی اور کمرے میں موجود ایک الماری کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر اس میں سے نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی موسیقی کی لہریں کمرے میں گونج اٹھیں۔

اینڈریا نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کی پچھلی طرف لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی موسیقی یکدم ختم ہو گئی اور اس کی بجائے سمندر کی لہروں کا شور ابھر آیا۔ یوں لگتا تھا جیسے سمندر کی لہریں کسی چٹان کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرا رہی ہوں۔ چند لمحوں بعد آوازیں ختم ہو گئیں اور ایک نسوانی آواز گونج اٹھی۔

"یس۔ ایل۔ ایس۔ ایس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ اوور"

"چیف باس سے بات کراؤ ۔۔۔ میں نمبر الیون بول رہی ہوں" ۔۔۔ اینڈریا نے کہا۔

"او کے ۔۔۔ ایک سیکنڈ انتظار کریں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اینڈریا خاموش رہی۔

چند سیکنڈ بعد ایک اور نسوانی آواز گونجی مگر اس کے لہجے میں تحکم موجود تھا۔

"چیف باس سپیکنگ اوور"

"نمبر الیون سپیکنگ باس ۔۔۔ بوگارڈو نے بتایا ہے کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھی کو زہریلے گڑھ میں پھینک دیا ہے اور وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اوور" ۔۔۔ اینڈریا نے کہا۔

"کیا تم نے اسے ایل۔ ایس۔ ایس اور میری آمد سے مطلع کر دیا ہے اوور" ۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس نے پوچھا

"یس باس اوور" ۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"پھر کیا ردعمل ہوا اوور" ۔۔۔؟ چیف باس نے پوچھا۔

"وہ بوکھلا گیا تھا باس ۔۔۔ اور اس نے اس فیصلے پر نکتہ چینی بھی کی تھی اوور" اینڈریا نے جواب دیا۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے وہ ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہے اوور" ۔۔۔ چیف باس نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"میں سمجھی نہیں باس! ۔۔۔ ہمیں ڈبل کراس کر کے اسے کیا ملتا ہے اوور" ۔۔۔ اینڈریا نے نمایاں انداز میں چونکتے ہوئے کہا۔

سنائی دی۔

لڑکی نے بوکھلا کر دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے شدید آثار نمایاں تھے۔

"چیف باس" ——— میزبان لڑکی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"انڈیریا۔ پوائنٹ ون ختم ہو گیا ہے ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران وہاں پہنچ گیا اور پھر جب کہ میں ان سب کو ختم کرنے والی تھی کہ حالات یکدم پلٹ گئے سب رکن ختم ہو گئے ——— میں بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکی ہوں" ——— چیف باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— مگر اچانک حالات کیسے پلٹ گئے ——؟" انڈیریا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس اس کا کوئی ساتھی ہال کے اوپر روشندان میں موجود تھا۔ اس نے ارکان کے فائر سے پہلے فائر کھول دیا" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ انڈیریا کچھ کہتی۔ اچانک وہ چونک پڑی۔ کمرے میں موجود بلب اچانک جلنے بجھنے لگا تھا۔

"اوہ کال ہے" ——— انڈیریا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔ الماری میں ایک ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کی عقبی سمت ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔

"یس ——— ایل۔ ایس۔ ایس سپیکنگ اوور" ——— انڈیریا نے کہا۔

"باس! ——— میں مبر تھرٹی بول رہی ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک لڑکی کی دبی دبی آواز سنائی دی اور انڈیریا چونک پڑی۔ کیونکہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ

مبر تھرٹی کی کال وصول کر چکی تھی۔ اب پھر اس کی کال تھی۔

"کیا بات ہے نمبر تھرٹی ——— ابھی گھنٹہ پہلے تم رپورٹ دے چکی ہو۔ اوور" ——— انڈیریا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس! ——— ہم اپنے مشن کے نازک مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے مبر تھرٹی کی جوش سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کھل کر بات کرو مبر تھرٹی۔ اوور" ——— انڈیریا نے چونک کر کہا۔

"باس! ——— ابھی ابھی وزیر داخلہ کا ٹیلیفون آیا تھا۔ وہ آج رات پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ پارٹی میٹنگ کر رہے ہیں ——— میٹنگ تمام رات جاری رہے گی۔ اوور" ——— مبر تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کیا تمہیں یقین ہے کہ اس نے یہی بتایا تھا۔ اوور" ——— انڈیریا کی آنکھوں میں اچانک چمک ابھر آئی۔

"یس باس! اوور" ——— دوسری طرف سے مبر تھرٹی کی اعتماد سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ——— انڈیریا نے کہا اور تیزی سے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اتنی جلد ٹاپ پارٹی میٹنگ کا مطلب یہی ہے کہ حالات ہماری توقع سے زیادہ بگڑ چکے ہیں" ——— چیف باس نے کہا۔

"ہاں باس! ——— مجھے بھی اتنی جلد میٹنگ کی توقع نہیں تھی" ——— انڈیریا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ——— یہ اچھا ہی ہوا ——— اگر ہم آج رات کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا ——— کل لیبر پارٹی برسر اقتدار آ جائے گی" ——— چیف باس

نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔۔۔ جس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے اس لحاظ سے جس قدر جلد مشن مکمل ہو جائے بہتر ہے"۔۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

چیف باس کچھ لمحے بیٹھی سوچتی رہی۔ پھر اس نے تیزی سے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور سوئیوں کو گھما کر مخصوص ہندسوں پر لے آنے لگی۔ جیسے ہی سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں۔ گھڑی کے درمیان میں ایک دائرہ سا جل اٹھا۔ گھڑی سے ٹک ٹک سیٹی کی آواز آنے لگی۔ چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز پر ایک نسوانی آواز غالب آ گئی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ نمبر ٹو سپیکنگ اوور"۔

"چیف باس فرام دس اینڈ اوور"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس باس۔۔۔ حکم دیجئے۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی

"نمبر ٹو۔۔۔ آج رات پریذیڈنٹ سرکل میں ٹاپ پارٹی میٹنگ ہونے والی ہے میٹنگ تمام رات جاری رہے گی۔ تمہیں اس میٹنگ کو کور کرنا ہے۔۔۔ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ سرکل میں۔۔۔ مگر باس! میں نے تو پارٹی میٹنگ ہال کی کوریج کر رکھی ہے۔ اوور"۔۔۔ نمبر ٹو کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"خیال تو میرا بھی یہی تھا کہ پارٹی ہال میں میٹنگ ہو گی مگر ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پریذیڈنٹ سرکل میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ اوور"۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔ میں کوشش کرتی ہوں۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

"صرف کوشش سے بات نہیں بنے گی۔۔۔ یہ کام ہر حالت میں ہونا چاہیئے۔ اس لئے

تم پہلا مرحلہ فوراً طے کر لو۔۔۔ باقی مرحلے میں خود آ کر سنبھال لوں گی اوور"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"بہتر باس! اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"چیف باس!۔۔۔ کیا پریذیڈنٹ سرکل کی کوریج کے لئے کوئی متبادل منتخب کر لیا گیا ہے"۔۔۔؟ اینڈریا نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ ہم نے تمام امکانی جگہوں کو اپنے منصوبے میں رکھ لیا تھا۔ اس کے لئے ہم نے نمبر سکس عمارت کو منتخب کیا تھا۔۔۔ نمبر ٹو وہیں پہنچے گی"۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف باس!۔۔۔ پھر ہم وہیں چلیں"۔۔۔ اینڈریا نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھہرو!۔۔۔ پہلے مجھے پیبر پارٹی کے لیڈر سے بات کرنے دو۔ تاکہ وہ فوری طور پر حالات کو سنبھال سکے"۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل ہوتے ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"مسٹر ٹلے سے بات کراؤ۔۔۔ ایل۔ ایس۔ ایس"۔۔۔ چیف باس نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ون منٹ ہولڈ کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس۔ ٹلے سپیکنگ"۔

"چیف باس ایل۔ ایس۔ ایس سپیکنگ"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"اوہ کیا بات ہے" ___ ٹملے کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مسٹر ٹملے! ___ کل آپ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تیار رہیں" ___ چیف باس نے کہا۔

"کک ___ کیا مطلب ___ میں سمجھا نہیں ___ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی"۔ ٹملے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ٹملے! ___ آج رات فائنل آپریشن مکمل ہو جائے گا" ___ چیف باس نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف باس! ___ میں تیار ہوں" ___ ٹملے نے اب تک اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"اوکے ___ ٹھیک ہے ___ آپ اپنی پارٹی کو مکمل ہدایات دے دیں" ___ چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"جیوانیڈریا ___ ہمارے مشن کو بہرحال آج رات مکمل ہو جانا چاہئے۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے" ___ چیف باس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یس باس ___ میں تیار ہوں" ___ اینڈریا نے جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے فلیٹ سے باہر نکل گئیں۔



سائٹو ڈائیگر کے جانے کے بعد کار سے نکل کر ٹہلتا ہوا عمارت کی چار دیواری کے

عقبی کونے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کار میں بیٹھے رہنے کی نسبت یہاں کھڑا ہونا زیادہ مناسب سمجھا۔ کیونکہ اگر پولیس کی کوئی گشتی پارٹی ادھر آ نکلتی تو سائٹو کی اس وقت کار میں موجودگی عذاب بن جاتی۔ اور ہو سکتا تھا کہ پولیس مشکوک ہو کر اسے اپنے ساتھ لے جاتی۔ چنانچہ سائٹو نے یہی سوچا کہ وہ یہاں چھپ کر کھڑا ہو جائے اس طرح اگر پولیس ادھر آ بھی نکلتی تو وہ یہی سمجھے گی کہ کار کا مالک کہیں کسی کوٹھی میں گیا ہوگا

سائٹو کو وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس کے حساس کانوں میں عمارت کے اندر سے مشین گن کی فائرنگ کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں اور یہ آوازیں سنتے ہی اس کے اعصاب تن گئے۔ چند لمحے تو وہ یونہی کھڑا رہا۔ پھر اضطراری طور پر اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور اچھل کر دیوار کا کنارہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر بازوؤں کے بل اس کا جسم اوپر اٹھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ چوڑی دیوار کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ اب وہ آسانی سے عمارت کے اندر اور باہر دیکھ سکتا تھا۔

فائرنگ کی آوازیں اب بند ہو گئی تھیں۔ سائٹو کی تیز نظریں عمارت پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک سیاہ ہیولے کو عمارت سے نکل کر تیزی سے بھاگتے ہوئے عمارت کی سائیڈ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ جب تک وہ ہیولہ کار تک پہنچا۔ سائٹو کی تیز نظروں نے بھانپ لیا کہ بھاگنے والی کوئی عورت ہے پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی کار میں بیٹھی اور اس نے کار ایک جھٹکے سے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھا دی۔

سائٹو کے ذہن میں فوراً ہی جھماکا ہوا۔ اس نے عمران اور ڈائیگر کی گفتگو میں اس بات کا اشارہ سن لیا تھا کہ اس بار ان کا واسطہ عورتوں سے پڑا ہے۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ عورت ڈائیگر کے لئے انتہائی اہم ہو اور اس کے یوں خاموشی سے نکل جانے سے ڈائیگر کو نقصان ہو۔ چنانچہ اس نے اس عورت کا تعاقب کرنے کا

فیصلہ کر لیا۔ اس وقت تک عورت کی کار کوٹھی کے پھاٹک تک پہنچ چکی تھی۔ ساٹو نے فوراً ہی پنجوں کے بل دیوار سے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر وہ دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ جب اس کی کار گلی سے ہوتی ہوئی مین سڑک پر آئی تو اسے دُور جاتی ہوئی کار کی سرخ بتیاں نظر آگئیں۔ ساٹو نے کار اس کے تعاقب میں لگا دی۔

کالونی سے نکل کر کار شہر میں داخل ہو گئی۔ ساٹو ایک مخصوص فاصلے سے اس کے پیچھے تھا۔ کار سیاہ رنگ کی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد کار کا رخ ایک اور مضافاتی کالونی کی طرف ہو گیا اور پھر جلد ہی ساٹو اس کار کا تعاقب کرتا ہوا مضافاتی کالونی میں داخل ہو گیا۔

کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر کھڑی ہو گئی اور اس میں سے ایک لڑکی نکل کر کوٹھی کے گیٹ میں موجود چھوٹی کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہو گئی۔ کار اسی طرح سٹارٹ تھی اس لیے کافی دور ایک درخت کی آڑ میں رکے ہوئے ساٹو نے سمجھ لیا کہ لڑکی جلد ہی واپس آئے گی۔ چنانچہ وہ وہیں رکا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد لڑکی دوبارہ کھڑکی میں سے برآمد ہوئی اور پھر کار ایک بار پھر شہر کی طرف مڑ گئی۔ ساٹو ایک بار پھر اس کے تعاقب میں تھا۔

شہر پہنچ کر لڑکی نے کار ایک معروف ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔ ساٹو بھی اس کے پیچھے کار اندر لئے چلا گیا۔ جب اس نے کار پارکنگ میں روکی تو اس نے سیاہ لباس میں ملبوس لڑکی کو ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ ساٹو نے تیزی سے کار روکی اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ جب مین گیٹ کراس کر کے وہ ہال میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ہال میں کہیں سیاہ لباس میں ملبوس کوئی لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اسی لمحے اس کی نظریں ہال سے ملحقہ گیلری پر پڑیں جہاں ایک قطار میں پانچ پبلک فون بوتھ موجود تھے۔ لڑکی ایک

بوتھ میں نظر آ رہی تھی۔ اس نے رسیور اٹھایا ہوا تھا اور وہ نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ ساٹو ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس بوتھ کے سامنے سے گزرتے ہوئے جس میں وہ لڑکی موجود تھی۔ اس نے بڑے غور سے لڑکی کو دیکھا جو ابھی تک نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ جیسے ہی ساٹو بوتھ کے سامنے سے گزرا۔ لڑکی نے دروازہ کھول کر اسے آواز دی۔

"مسٹر! ـــــ کیا آپ میری مدد کریں گے؟" ـــــ لڑکی کی آواز میں پریشانی تھی۔

"جی فرمائیے" ـــــ ساٹو نے چونک کر پوچھا۔ اسے یہ توقع نہیں تھی کہ لڑکی یوں اسے آواز دے گی۔

"میں نے ایک ایمرجنسی ٹیلی فون کرنا ہے اور مجھ سے نمبر ڈائل نہیں ہو رہا ـــــ بار بار غلط نمبر ڈائل ہو جاتا ہے ـــــ آپ برائے کرم مجھے نمبر ڈائل کر دیں" ـــــ لڑکی نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اور ساٹو اس لئے بوتھ میں داخل ہو گیا کہ اس طرح اسے وہ فون نمبر معلوم ہو جائے گا جس پر لڑکی بات کرے گی۔ اس نے سوچا شاید یہ نمبر ڈائیگر کے لئے کام کا ہو۔

"کیوں نہیں مادام ـــــ مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہو گی" ـــــ ساٹو نے آگے بڑھ کر رسیور پکڑتے ہوئے کہا۔

"ٹو، زیرو، ون، تھری، ٹو، زیرو، ٹو" ـــــ لڑکی نے نمبر بتایا اور ساٹو نے جھک کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لڑکی نے بے چین نظروں سے ادھر اُدھر دیکھا۔ گیلری میں کوئی نہیں تھا۔ باقی بوتھ بھی خالی پڑے تھے۔

ابھی ساٹو نے آدھے نمبر ہی ڈائل کئے تھے کہ لڑکی کا ایک ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگ گیا۔ دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا

چھوٹا سا ریوالور تھا۔

ساٹو بڑے اطمینان سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھا۔ لڑکی نے ایک بار پھر بے چین نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ریوالور کی نال ساٹو کی بغل سے لگا دی۔

ابھی ساٹو کی انگلی آخری نمبر کو گھما رہی تھی کہ لڑکی نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی ساٹو کے بغل میں گھستی چلی گئی۔ ساٹو کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر لڑکی نے بڑی پھرتی سے اس کے جسم کو دوسرے ہاتھ سے سنبھال لیا۔ گولی شاید دل میں گھستی چلی گئی تھی۔ ساٹو کے جسم کو دو تین جھٹکے لگے اور پھر وہ ختم ہو گیا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

لڑکی نے پھرتی سے ساٹو کے جسم کو بوتھ کی دیوار سے ٹکا دیا اور پھر رسیور اس کے ہاتھ میں دبا کر وہ تیزی سے باہر آگئی۔ اب ساٹو کو دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف ہے

لڑکی نے باہر نکل کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ مین گیٹ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر دوبارہ سڑک پر موجود ٹریفک کے اژدھام میں داخل ہو گئی۔

تھوڑی دور جا کر لڑکی نے کار ایک اور ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر کار پارکنگ میں روک کر وہ ایک بار پھر ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس ہوٹل کے ہال کے ایک کونے میں پبلک بوتھ موجود تھے۔ لڑکی ان میں سے ایک بوتھ میں داخل ہو گئی۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"باس!۔۔۔ نمبر سکسٹین سپیکنگ"۔۔۔۔۔ لڑکی نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"یس رپورٹ"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں نے تعاقب کرنے والے سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے"۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا

"کیا واقعی"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مشکوک لہجے میں پوچھا گیا۔

"یس باس۔۔۔۔ ہوٹل پلازا کے پبلک فون بوتھ میں اس کی لاش موجود ہے"۔ لڑکی نے جواب دیا۔

تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو"۔۔۔۔۔؟ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہوٹل شوبیرا سے باس"۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔۔ تم واپس اپنے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

لڑکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اب اس کا رخ دوبارہ مین گیٹ کی طرف تھا۔ مین گیٹ تک پہنچنے کے لئے اُسے کاؤنٹر کے سامنے سے گزرنا تھا۔

کاؤنٹر پر ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کی چمکیلی آنکھیں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں جیسے ہی لڑکی کاؤنٹر کے سامنے سے گزری۔ کاؤنٹر مین نے قریب کھڑے ہوئے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور نوجوان تیزی سے قدم بڑھا کر لڑکی کے قریب پہنچ گیا۔

"مس!۔۔۔۔ خاموشی سے سامنے والی راہداری میں مڑ جاؤ۔۔۔ ورنہ"۔۔۔۔۔ نوجوان نے دبے ہوئے مگر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں تھے۔

لڑکی نے چونک کر اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے گھبراتے ہوئے لہجے

میں کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"کوئی بات کرنے کی کوشش مت کرو ــــ راہداری میں مڑ جاؤ ــــ اس وقت چاروں طرف سے خفیہ ریوالور تمہارا نشانہ لئے ہوئے ہیں" ــــ نوجوان نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔

اس بار لڑکی نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ واقعی مختلف جگہوں پر درجن نوجوان اس انداز سے کھڑے تھے کہ ان کا رخ لڑکی کی طرف تھا۔ جبکہ ان کے دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے۔ لڑکی خاموشی سے راہداری میں مڑ گئی۔

راہداری کے کونے میں ایک اور نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کھلے عام ریوالور موجود تھا۔ جیسے ہی لڑکی اس نوجوان کے قریب پہنچی، نوجوان نے جھٹکے سے ایک دروازہ کھول دیا اور لڑکی کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ لڑکی دروازے میں داخل ہو گئی ابھی اس کا ایک قدم اندر اور ایک باہر تھا کہ نوجوان کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگی مگر پیچھے آنے والے نوجوان نے اسے سنبھال لیا۔

"باس کو فون کرو ــ جلدی" ــــ ریوالور مارنے والے نوجوان نے پیچھے آنے والے سے کہا اور وہ تیزی سے باہر لپک گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ڈائیگر لڑکی کے سامنے کھڑا غصے سے کانپ رہا تھا۔ ڈائیگر نے لڑکی کو کرسی پر مضبوطی سے باندھ رکھا تھا۔ لڑکی کے چہرے پر تھپڑوں کے نشانات واضح نظر آ رہے تھے۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا لڑکی! ــــ مجھے بھیانک تشدد پر نہ ابھارو" ــــ ڈائیگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو کر لو ــــ مگر میں تمہاری کسی بات کا جواب نہ دوں گی" ــــ لڑکی نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیا اور ڈائیگر نے غصے کی شدت سے اس کے بال پکڑ کر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ وہ غصے کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا مگر لڑکی نجانے کس مٹی سے بنی ہوئی تھی کہ اتنی قوت سے تھپڑ کھانے کے باوجود اس کے منہ سے سسکاری بھی نہ نکلی۔

جب ڈائیگر تھک گیا تو خود ہی پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے جیب سے چاقو نکالا اور پھر کمرے میں چاقو کے ساتھ لگی ہوئی گراریوں کی کڑکڑاہٹ گونج اٹھی۔ ڈائیگر کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ایک ہی وار سے لڑکی کی گردن کاٹ دے گا مگر اس کے مقابل میں لڑکی کی آنکھوں میں اطمینان تھا۔ سرد مہری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے موت اس کی نظروں میں کوئی حقیقت نہ رکھتی ہو۔

ڈائیگر نے چاقو کھول کر قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ کمرے ــــ عمران کی

آواز گونجی۔

"ٹھہرو ڈائیگر ـــــ اور ڈائیگر کے قدم یکدم رک گئے۔

"یہ بتاؤ لڑکی کہ تم نے کوٹھی میں ڈائیگر سے تعاون کیوں کیا تھا ـــــ؟ عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"صرف اس لئے کہ میں اسے گیلری میں لے جا کر زیر کرونگی ـــــ کھلی چھت پر میں خود بھی زیر ہو سکتی تھی۔ اور گیلری میں مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ اگر میں زیر بھی ہو گئی تو آواز چیف باس تک پہنچ ہی جائے گی اور اس طرح میرا مقصد حل ہو جائے گا" ـــــ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"بہت خوب ـــــ تم واقعی بے حد ذہین اور ہوشیار ہو ـــــ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم تشدد پروف بھی ہو۔ کیونکہ بہرحال تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور یہ میں جانتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کا رکن بننے سے پہلے انسان کو کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔

"اس لئے مجھے یقین ہے کہ ڈائیگر تم سے کچھ نہیں اگلوا سکے گا ـــــ چاہے وہ کتنا ہی تشدد کیوں نہ کر لے ـــــ مگر میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور مجھے اس قسم کے تجربات سے تقریباً روزانہ ہی واسطہ پڑتا رہتا ہے ـــــ میرے سامنے سیکرٹ ایجنٹ طوطے کی طرح اپنا سبق رٹنا شروع کر دیتے ہیں" ـــــ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"تم بھی کوشش کر لو ـــــ یہ بھی بتا دوں کہ تم شائد اپنی آنکھوں کو استعمال کرو گے اور مجھے ہپناٹائز کر کے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو گے۔ کیونکہ تمہاری آنکھوں کا انداز اس بات کی چغلی کھا رہا ہے ـــــ مگر میں یہ بتا دوں کہ تم اپنی

کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے ـــــ کیونکہ ہم پر ایسے تجربات کئے گئے ہیں کہ ہماری منفی قوت انداز انتہائی طاقتور ہو چکی ہے" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"خوب ـــــ بہت خوب ـــــ میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار ہو تم ـــــ مگر میرا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں تو ایک سادہ سی ترکیب استعمال کروں گا۔ بالکل سادہ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

لڑکی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ شائد سمجھ نہ پا رہی تھی کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے بڑے اطمینان سے کمرے کی دیواروں پر نظر دوڑائی اور پھر ایک جگہ اس کی نظریں ایک لمحے کے لئے جم گئیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"ڈائیگر! ـــــ ایک جوڑی دستانے منگواؤ" ـــــ عمران نے ڈائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈائیگر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو" ـــــ؟ لڑکی نے بے چینی سے پوچھا۔

"سب دیکھتی جاؤ ـــــ ایک چھوٹا سا تماشہ ہو گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لڑکی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

چند لمحوں بعد ڈائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں دستانے موجود تھے عمران نے اس کے ہاتھ سے لیکر دستانے پہنے اور پھر اس نے کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز کو گھسیٹ کر دیوار کے ساتھ لگایا اور اس پر چڑھ گیا۔ ڈائیگر اور لڑکی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے میز پر چڑھ کر اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک جھٹکے سے دیوار پر لگا اور پھر جب ہاتھ واپس آیا تو عمران کی انگلیوں میں ایک بڑی

سی چھپکلی تڑپ رہی تھی۔ عمران نے اس کی دم پکڑی ہوئی تھی۔ اور پھر عمران چھپکلی کو پکڑے میز سے نیچے اتر آیا۔

چھپکلی کو دیکھتے ہی لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران بڑے اطمینان سے بُری طرح تڑپتی ہوئی چھپکلی کو انگلیوں میں پکڑے لڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوں جوں چھپکلی لڑکی کے قریب آتی جا رہی تھی لڑکی کے چہرے پر بوکھلاہٹ اور خوف کے تاثرات ابھرتے چلے جا رہے تھے۔

"ہٹاؤ — اسے دور ہٹاؤ" —— لڑکی نے اچانک چیخ کر کہا۔ اس کے چہرے پر دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

"نہیں محترمہ! — میں اسے تمہارے گریبان کے اندر چھوڑ دوں گا اور پھر یہ تمہارے پورے جسم پر مارچ کریگی —— جہاں اس کا جی چاہے گا کاٹے گی — جہاں اس کا جی چاہے گا سوئے گی — دوڑے گی — بھاگے گی — اور تم چونکہ بندھی ہوئی ہو اس لئے ظاہر ہے کہ تم اسے نکال نہ سکو گی" —— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے تڑپتی ہوئی چھپکلی کو عین لڑکی کی آنکھوں کے سامنے نچایا اور پھر اس کا ہاتھ لڑکی کے گریبان کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہٹاؤ — خدا کے لئے ہٹاؤ — میں سب کچھ بتا دونگی — اسے ہٹاؤ — ورنہ میں مر جاؤنگی" —— لڑکی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے چھپکلی والا ہاتھ اپنی پشت پر کر لیا۔

ڈائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ بے پناہ تشدد کے باوجود لڑکی نے زبان نہیں کھولی تھی اور اب وہی لڑکی ایک معمولی سی چھپکلی کو دیکھ کر سب کچھ بتانے پر آمادہ ہو گئی تھی۔

"دیکھو لڑکی! — میں دراصل نفسیاتی مریض ہوں — مجھے لڑکیوں کو باندھ کر ان کے جسم پر چھپکلیاں — چیونٹیاں — بچھو — سانپ — اور چوہے دوڑانے میں بیحد لطف آتا ہے —— مگر اب میں مجبور ہوں۔ اگر تم سب کچھ صاف صاف بتا دوگی تو ظاہر ہے کہ میں ایک دلچسپ تماشے سے محروم ہو جاؤنگا —— مگر صرف اسی صورت میں کہ سب کچھ صاف اور فوراً بتا دو — ورنہ دوسری بار میں اسے نہیں ہٹاؤنگا" —— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چھپکلی والا ہاتھ دوبارہ آگے آگیا۔

"ہٹاؤ — اسے ہٹاؤ — میں سب کچھ بتا دونگی" —— لڑکی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ دوبارہ پیچھے کر لیا۔

"تمہاری چیف باس کون ہے — اس کا نام کیا ہے" — ؟ عمران نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا نام سارچا ہے — سارچا جوزیفن" —— لڑکی نے جواب دیا۔

"لیڈیز سیکرٹ سروس میں کتنے ممبر ہیں" —— ؟ عمران نے چھپکلی کو سامنے لاکر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے پوری تعداد کا علم نہیں — میں بارہ سے واقف ہوں" —— لڑکی نے خوفزدہ نظروں سے چھپکلی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں کتنے ممبر کام کر رہے ہیں" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں — چیف باس کو علم ہوگا" —— لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارا مشن کیا ہے" — ؟ عمران نے اس بار چھپکلی کو دم سے پکڑ کر نیچے لٹکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے — میں سب ممبر ہوں — صرف اتنا معلوم ہے

کہ اس ملک میں برسراقتدار پارٹی کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے اور حکومت دوسری پارٹی کو دلوانی ہے تاکہ ہم اس سے اپنے مطلب کا کوئی معاہدہ کر سکیں ——" لڑکی نے جواب دیا۔ اس کی خوفزدہ نظریں مسلسل چھپکلی پر جمی ہوئی تھیں جو عمران کے دستانے پہنی انگلیوں پر رینگ رہی تھی۔ لڑکی کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب کے عالم میں بول رہی ہو۔ شائد شدید نفسیاتی خوف نے اس کے شعور و لاشعور کو ہم آہنگ کر دیا تھا۔

"تمہاری چیف باس اس وقت کہاں ملے گی ——؟ عمارت سے نکل کر وہ کہاں گئی ہوگی" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں —— چیف باس ایسی باتیں کسی کو نہیں بتاتی" —— لڑکی نے جواب دیا اور عمران اس کی کیفیت کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

"اگر تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو کس سے رابطہ قائم کرو گی —— اور کس ذریعے سے" ——؟ عمران نے ایک بار پھر چھپکلی کو اس کی آنکھوں کے سامنے نچاتے ہوئے کہا

"میری گھڑی میں ٹرانسمیٹر ہے —— فریکوینسی ڈبل زیرو ڈبل ون —— چیف باس سے بات کروں گی" —— لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارا نام" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"میرا نام لورین ہے —— مگر ہمارے ہاں نمبر چلتے ہیں —— میرا نمبر الیون ہے" —— لڑکی نے جواب دیا۔

"کوڈ کیا دہراتی ہو" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"ایل۔ ایس۔ ایس" —— لڑکی نے جواب دیا۔

"خوب! —— شکریہ! —— بہرحال مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دلچسپ تماشے سے محروم رہا۔ اچھا پھر کبھی سہی" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

چھپکلی کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ دوڑتی ہوئی دوبارہ دیوار پر چڑھ گئی۔

عمران نے دستانے اتار دیئے اور آگے بڑھ کر لڑکی کی کلائی سے گھڑی اتار لی۔ لڑکی نے اب اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ شائد چھپکلی کے چلے جانے کے بعد اس پر احساسِ ندامت طاری ہو گیا تھا کہ وہ عمران کے ایک معمولی سے حربے کا شکار ہو گئی۔

عمران نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر گھڑی کی سوئیاں تیزی سے اِدھر اُدھر گھمانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے فریکوینسی سیٹ کر لی۔ فریکوینسی سیٹ ہوتے ہی گھڑی کے درمیان ایک دائرہ سا جل اٹھا۔

"ہیلو ہیلو —— نمبر الیون سپیکنگ اوور" —— عمران نے کہا اور ڈائیگر اور لڑکی دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ عمران کے حلق سے بالکل لڑکی جیسی آواز نکلی تھی اور لہجہ بھی وہی تھا۔

"یس —— چیف باس سپیکنگ —— تم کہاں سے بول رہی ہو۔ اوور" ——؟ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف باس! —— میں بچ نکلی ہوں اور میں نے حملہ آوروں کا کھوج نکال لیا ہے اوور" —— عمران نے جواب دیا۔

"اچھا —— ویری گڈ —— اب تم کہاں ہو۔ اوور" ——؟ چیف باس نے کہا۔

"میں اس عمارت کے ایک کونے میں موجود ہوں جہاں وہ حملہ آور موجود ہیں —— اگر آپ فوری طور پر انہیں کور کر لیں تو سب کا خاتمہ ہو سکتا ہے اوور" —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس وقت نہیں —— ہم انتہائی اہم ترین مشن میں مصروف ہیں —— مشن کے بعد دیکھا جائے گا اوور" —— چیف باس نے جواب دیا۔

"پھر چیف باس! میرے لئے کیا حکم ہے اوور" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"انتظار کرو ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ چیف باس نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ذرا بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے ذہن میں "انتہائی اہم مشن" کے الفاظ سنکر دھماکے سے ہو رہے تھے۔

وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا۔ گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ قریب کھڑے ڈائیگر نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈائیگر سپیکنگ" ـــــ ڈائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں گراہم بول رہا ہوں ہوٹل شوبیرو سے ـــــ ہم نے ایک لڑکی کو گرفتار کیا ہے اس نے آپ کے آدمی سانو کو ہوٹل پلازہ کے فون بوتھ میں قتل کر دیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا" ـــــ؟ ڈائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لڑکی ہمارے ہوٹل کے فون بوتھ سے کسی کو ڈائل کر کے ہوٹل پلازہ کے پبلک فون بوتھ میں لاش کا ذکر کر رہی تھی ـــــ آپ کو معلوم ہے کہ ہوٹل میں ہونے والی تمام کالیں چیک ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم چونک پڑے اور پھر ہم نے لڑکی کو قابو کر لیا۔ اور ہوٹل پلازہ سے معلوم ہوا کہ لاش سانو کی ہے جو آپ کا ساتھی ہے ـــــ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ شکریہ گراہم! ـــــ اب وہ لڑکی کہاں ہے" ـــــ؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"وہ اس وقت ہمارے پاس بے ہوش پڑی ہوئی ہے" ـــــ گراہم نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ اُسے فوراً میرے کلب میں بھیج دو ـــــ اور ہاں! یہ معلوم ہوا کہ

اس نے فون کس کو کیا تھا" ـــــ؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ اس نے جس نمبر پہ فون کیا تھا وہ عمارت ہمارے ہی ایک گرگے کی ہے اور اُسے وزیر داخلہ نے کرایہ پر لیا ہے۔ وہاں اس نے اپنی نئی داشتہ کو رکھا ہوا ہے" ـــــ گراہم نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ کونسی عمارت ہے وہ" ـــــ؟ ڈائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"نمبر سکسٹی ون ـ کنگ سٹریٹ" ـــــ گراہم نے جواب دیا۔

"اوکے ـ تھینک یُو" ـــــ ڈائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عمران بھی قریب کھڑا تمام گفتگو سن رہا تھا۔

"یہ داشتہ ضرور لیڈیز سیکرٹ سروس کی رکن ہوگی" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک محتاط آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــــ پریذیڈنٹ سے بات کراؤ!" عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس! ـــــ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے" ـــــ؟ دوسری طرف سے حیرت آمیز لہجے میں کہا گیا۔

"فضولیات نہیں ـــــ انتہائی ایمرجنسی ہے ـــــ جلدی بات کراؤ" ـــــ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"صبح تک ملاقات ممکن نہیں ہے ـــــ پریذیڈنٹ سرکل میں پارٹی کی ٹاپ میٹنگ ہو رہی ہے ـــــ پریذیڈنٹ صاحب مصروف ہیں ـــــ آپ صبح بات کر لیں ـــــ میٹنگ تمام رات جاری رہے گی" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا۔ بولنے والا پریذیڈنٹ

"سنو اینڈریا ——— عمران جس شخصیت کا نام ہے وہ اتنی آسانی سے بوگارڈو کے ہاتھوں ختم نہیں ہو سکتی ——— بوگارڈو اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا جبکہ مجھے اس کے متعلق پوری معلومات ہیں ——— بوگارڈو نے جس انداز میں عمران کو غائب کیا ہے اس سے دو نتیجے نکلتے ہیں ——— ایک یہ کہ عمران اس کے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے اس لئے بوگارڈو نے اس کی گمشدگی کا ڈھونگ رچایا ہے ——— یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ وہ عمران کے ساتھ مل گیا ہے اور عمران نے اس سے مل کر اپنی گمشدگی کا ڈھونگ رچایا ہے تاکہ ہم اس کے جال میں آ جائیں اوور" ——— چیف باس نے کہا۔

"اوہ ——— واقعی ایسا ہو تو سکتا ہے مگر اس سلسلے میں ایک بات تو یہ ہے کہ عمران اتنی جلدی بوگارڈو کو اپنے ساتھ کیسے ملا سکتا ہے ——— بوگارڈو ہمارے ملک کا بااعتماد رکن ہے البتہ دوسری بات ممکن ہو سکتی ہے کہ عمران اس کے ہاتھوں سے نکل گیا ہو اور بوگارڈو نے ہمیں مطمئن کرنے کے لئے زہریلے گٹر میں پھینک دینے کا بہانہ بنایا ہو جبکہ وہ خود اسے تلاش کر رہا ہو۔ اوور" ——— اینڈریا نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"بہرحال دونوں صورتوں میں بوگارڈو اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ اس لئے اس کا خاتمہ ضروری ہے ——— میں خود وہاں آ کر حالات دیکھوں گی اور پھر مشن کے متعلق مزید فیصلہ کیا جائے گا اوور" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس ——— بہرحال آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں" ——— اینڈریا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں حالات کا جائزہ لینے کے بعد تم سے رابطہ قائم کروں گی ——— تم اس دوران بوگارڈو کو ختم کر دو۔ اوور" ——— چیف باس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"او۔ کے باس! ——— آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی اوور" ——— اینڈریا نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اینڈریا نے بٹن دبا دیا اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ موسیقی ابھرنے لگی۔ اینڈریا نے اسے بند کر دیا اور ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ میز پہ پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر گمبھیر سنجیدگی طاری تھی۔



عمران اور صفدر فرش کے اچانک اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سر کے بل گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال بھی نہ سکے تھے اور پھر ایک جھٹکے سے دھماکے سے وہ نیچے موجود پانی میں ڈوبتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد جب پانی نے انہیں باہر کی طرف اچھالا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اب وہ دونوں گھٹنے گھٹنے تک پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ چند لمحوں تک تو ان کی آنکھوں نے یکسر کام نہ کیا مگر آہستہ آہستہ ان کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہو گئیں یہ ایک سرنگ سی تھی جو چاروں طرف سے مکمل طور پر بند تھی۔ اور اس کی تہہ میں چار فٹ اونچا پانی موجود تھا۔ سرنگ میں سڑاند سی پھیلی ہوئی تھی۔

"یہ کیا ہو گیا عمران صاحب!" ——— صفدر نے پہلی بار سکوت توڑتے ہوئے کہا۔

کا پی۔ اے تھا۔

" مجھے ہر قیمت پر صدر سے بات کرنی ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" آئی۔ ایم، سوری سر! ۔۔۔ صدر صاحب کی سخت ہدایات ہیں ۔۔۔ صبح سے پہلے ملاقات ناممکن ہے" ۔۔۔ پی۔ اے نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

عمران کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا

" میرے ساتھ آؤ ٹائیگر"۔

ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



صفدر نے بڑے اطمینان سے دروازے پر دستک دی اور دو قدم ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں ایک قوی ہیکل نوجوان نظر آ رہا تھا۔ جس کی سرد مہر نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔

" مجھے مسٹر ٹلے سے ملنا ہے" ۔۔۔ صفدر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر باوقار لہجے

میں کہا۔

" وہ اس وقت موجود نہیں ہیں ۔۔۔ آپ کسی اور وقت تشریف لے آئیں ۔۔۔"

نوجوان نے بڑے اکھڑ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ۔۔۔ میں جینیش سے آیا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ مگر" ۔۔۔ نوجوان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" اگر مگر کچھ نہیں ۔۔۔ انتہائی اہم اور ایمرجنسی مسئلہ ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" اچھا ۔۔۔ آپ تشریف لے آئیں" ۔۔۔ نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر دروازے سے ہٹ گیا۔

صفدر نے بڑے باوقار انداز میں قدم آگے بڑھائے اور دروازہ پار کر گیا۔ نوجوان نے اس کی پشت پر دروازہ بند کیا اور پھر صفدر سے آگے چلنے لگا۔

یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس سے گزر کر وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ نوجوان نے دروازہ کھولا۔ اندر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ نوجوان کی رہنمائی میں چلتے ہوئے صفدر اوپر ایک وسیع کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ اپنی سجاوٹ کے لحاظ سے ڈرائنگ روم معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے کونے میں ایک ادھیڑ عمر میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے مختلف رنگوں کی فائلوں کے ڈھیر موجود تھے۔

" باس! ۔۔۔ یہ آدمی مسٹر ٹلے سے ملنے آیا ہے" ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ادھیڑ عمر نے چونک کر صفدر کو دیکھا اور اس کی نظریں اس طرح صفدر پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ اس کے ذہن کی گہرائیوں کو ٹٹول رہی ہوں۔ چند لمحوں بعد اس نے سر جھٹک کر کہا۔

" مسٹر ٹلے بے حد مصروف ہیں ۔۔۔ نہیں مل سکتے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر کے لہجے میں شدید

بیزاری کا تاثر نمایاں تھا۔

"میں جیبوتش سے آیا ہوں ـــــ ایمرجنسی مسئلہ ہے" ـــــ صفدر نے پُر وقار لہجے میں کہا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر ادھیڑ عمر کے سامنے رکھ دیا۔

ادھیڑ عمر نے چونک کر کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر اُسے جھپٹ کر اٹھا لیا۔ وہ چند لمحوں تک غور سے کارڈ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کارڈ صفدر کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں ـــــ میں ابھی بات کرتا ہوں" ـــــ اس بار ادھیڑ عمر کے لہجے میں نرمی اور توازن تھا۔

صفدر نے کارڈ جیب میں رکھا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ادھیڑ عمر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو میز کا ایک کونا کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ ادھیڑ عمر نے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"باس! ـــــ حکومت جیبوتش کا خصوصی نمائندہ یہاں موجود ہے ـــــ آپ سے ملنا چاہتا ہے" ـــــ ادھیڑ عمر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے اُسے چیک کیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"یس باس! ـــــ اس نے مجھے سپیشل کارڈ دکھایا ہے ـــــ ریڈ کارڈ" ـــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ اُسے میرے پاس بھجوا دو" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ادھیڑ عمر نے ہاتھ باہر نکال کر میز کا ڈھکن بند کر دیا۔

"انہیں باس کے پاس لے جاؤ" ـــــ ادھیڑ عمر نے قریب کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

صفدر نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا ایک لفٹ کے ذریعے نیچے ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا تہہ خانے کے دروازے پر دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ انہوں نے صفدر کی باقاعدہ تلاشی لی اور جب اس کے پاس سے کوئی اسلحہ نہ نکلا تو انہوں نے دروازہ کھول کر صفدر کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔

صفدر جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ چونک پڑا۔ یہ ایک وسیع کمرہ تھا جس میں ہر طرف دیواروں پر سکرینیں فٹ تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی سائنسدان کی لیبارٹری ہو۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک سفید بالوں والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی تیز نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔ میز پر مختلف رنگوں کے کئی ٹیلیفون موجود تھے۔

"مسٹر ٹملے" ـــــ صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یس مسٹر ـــــ" ٹملے نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہال جانسن" ـــــ صفدر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"فرمائیے ـــــ؟" ٹملے نے پوچھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے ـــــ؟" صفدر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ ٹملے نے جواب دیا۔

"مسٹر ٹملے! ـــــ حکومت جیبوتش نے مجھے یہاں اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کی مدد کر سکوں ـــــ میں جیبوتش ریڈ آرمی کا نمائندہ ہوں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کی کیا ضرورت تھی ـــــ؟ جبکہ ایل. ایس. پہلے ہی یہاں کام کر رہی ہے" ـــــ ٹملے نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"ایل. ایس. کا دائرہ کار اپنا ہے اور ریڈ آرمی کا اپنا ـــــ ہمیں خفیہ طور پر

یہ اطلاعات ملی ہیں کہ حکومت پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ اس ملک میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد ایل۔ ایس۔ ایس کی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانا ہے ۔۔۔۔ وہ کنزرویٹو پارٹی کو آگے لانا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ مگر وہ ایسا کس طرح کر سکتے ہیں ۔۔۔۔ ؟ حزب اختلاف میں اکثریت ہماری پارٹی کی ہے ۔۔۔۔ کنزرویٹو پارٹی تو بے حد غیر اہم پارٹی ہے" ۔۔۔۔ ٹمبے نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

" مسٹر ٹمبے! ۔۔۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر آپ کو لیبر پارٹی سے ہٹا دیا جائے تو لیبر پارٹی کے پاس ایسا کوئی لیڈر نہیں رہتا جو آگے آ سکے۔ اس کے بعد یقیناً عوام کنزرویٹو پارٹی کے سربراہ نام جون کو قبول کر لیں گے" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" ہاں! ۔۔۔ ایسا تو ہے" ۔۔۔۔ ٹمبے نے فوراً جواب دیا۔

" تو پاکیشیا سیکرٹ ایجنٹ دراصل یہ مشن لے کر آئے ہیں کہ جیسے ہی ایل۔ ایس۔ ایس اپنا کام کرے وہ آپ کو اسی وقت راستے سے ہٹا دیں ۔۔۔۔ نتیجہ آپ سوچ سکتے ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" ہاں! ۔۔۔ ایسا تو ہو سکتا ہے مگر وہ مجھے کیسے راستے سے ہٹائیں گے ۔۔۔۔ ؟ میں تو ظاہر ہے اس وقت ہوں گا جب میں نے حلف لینا ہے" ۔۔۔۔ ٹمبے نے کہا۔

" ہونے کو سب کچھ ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ بہرحال مجھے یہ ہدایات ملی ہیں کہ میں اس وقت تک آپ کے ساتھ رہوں اور آپ کی حفاظت کروں جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" عجیب سی بات ہے ۔۔۔۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں براہ راست تمہارے پرائم منسٹر سے بات کر لوں" ۔۔۔۔ ٹمبے نے کہا۔ وہ شاید ابھی تک صفدر کی طرف سے مشکوک معلوم ہو رہا تھا۔

" آپ بے شک بات کر لیں ۔۔۔۔ مگر پرائم منسٹر نہیں بلکہ ہیڈ آف چیف سے۔ کیونکہ یہ ان کا کام ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹمبے کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ٹمبے چونک پڑا۔ اس نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

" باس! ۔۔۔ ایل۔ ایس۔ ایس بات کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسی ادھیڑ عمر کی آواز سنائی دی جس نے صفدر کو یہاں بھجوا دیا تھا۔

" اوہ! بات کراؤ" ۔۔۔۔ ٹمبے نے کہا اور پھر جیسے ہی اس کے کانوں میں کھٹک کی ہلکی سی آواز پڑی۔ اس نے باوقار لہجے میں کہا

" یس ٹمبے سپیکنگ"

" چیف باس ایل۔ ایس۔ ایس سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" اوہ! ۔۔۔ کیا بات ہے" ۔۔۔۔ ؟ ٹمبے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مسٹر ٹمبے! ۔۔۔ کل آپ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تیار رہیں" ۔۔۔۔ چیف باس کی آواز سنائی دی۔

" کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھا نہیں ۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی!" ٹمبے نے انتہائی بوکھلاہٹ سے پر لہجے میں کہا۔

" یس مسٹر ٹمبے! ۔۔۔ آج رات فائنل آپریشن مکمل ہو جائے گا" ۔۔۔۔ چیف باس کی فخریہ آواز سنائی دی۔

" ٹھیک ہے چیف باس! ۔۔۔۔ میں تیار ہوں" ۔۔۔۔ ٹمبے نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

" اوکے ۔۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ اپنی پارٹی کو مکمل ہدایات دے دیں" ۔۔۔۔ چیف باس

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹمبے نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ایل۔ ایس۔ ایس نے بھی کمال کر دیا ــــ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس قدر جلد فائنل آپریشن مکمل کر لیں گے" ــــ ٹمبے نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسے تاثرات جیسے کسی بھوکے کو معلوم ہو جائے کہ صبح اُسے کثیر دولت ملنے والی ہو۔

"ہاں! ــــ بشرطیکہ فائنل آپریشن مکمل ہو جائے" ــــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ؟ تم کیا کہنا چاہتے ہو" ــــ؟ ٹمبے صفدر کی بات سُن کر چونک پڑا۔

"ہم لوگ حقیقت پسند ہوتے ہیں مسٹر ٹمبے! ــــ فائنل آپریشن بہت بڑا معرکہ ہے ــــ مجھے شک ہے کہ ایل۔ ایس۔ ایس اس معرکے کو اتنی جلدی نپٹا سکے ــــ" صفدر نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر تمہاری حکومت نے انہیں اس اہم مشن پر کیوں بھیجا ہے" ــــ؟ ٹمبے نے کہا۔

"یہ حکومت کی مرضی پر منحصر ہے ــــ میں نے ذاتی رائے دی ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اور اگر یہ مشن ناکام ہو گیا تو پھر ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ــــ وہ لوگ پورے ملک کو تلپٹ کر کے رکھ دیں گے اور چونکہ اس وقت لیبر پارٹی نے ملک میں آگ لگا رکھی ہے اس لئے تمام نزلہ میری پارٹی پر ہی گرے گا" ــــ ٹمبے نے بے چینی سے کہا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ مل رہا تھا۔

صفدر خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک ٹمبے نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔

جیسے اُسے کوئی خیال آ گیا ہو۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ریڈ آرمی خفیہ طور پر ایل۔ ایس۔ ایس کی مدد کرے اور اگر ناکامی ہونے لگے تو وہ اسے کامیابی میں بدل دے" ــــ ٹمبے نے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں ریڈ آرمی کا میرے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہیں ہے ــــ دوسری بات یہ کہ وقت بے حد مختصر ہے ــــ اگر تو کچھ وقت ہے سکو تو شاید میں چیف کو اس بات پر راضی کر سکوں" ــــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ اس سے بہتر وقت نہیں مل سکتا ــــ پریذیڈنٹ سرکل میں ٹاپ پارٹی میٹنگ جاری ہے۔ پھر شاید یہ سب لوگ یوں اکٹھے نہ ہوں اس لئے اس ہال کو آج ہر قیمت پر اڑ جانا چاہیئے" ــــ ٹمبے نے جواب دیا۔

"پھر مجبوری ہے ــــ بہرحال ہو سکتا ہے ایل۔ ایس۔ ایس کامیاب ہو جائے۔" صفدر نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم خود ان کی مدد نہیں کر سکتے" ــــ؟ ٹمبے نے کہا۔ وہ بے حد بے چین معلوم ہو رہا تھا۔

"مگر کیسے ــــ؟ میں اکیلا کیسے کام کر سکتا ہوں جبکہ ایل۔ ایس۔ ایس والے میرے وجود سے بھی واقف نہیں ہیں" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اگر تم ان سے اپنا تعارف کرا دو" ــــ ٹمبے نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"نہیں ــــ ایسا نہیں ہو سکتا ــــ میں بغیر اجازت اپنے ملک کے وزیراعظم کو بھی اصل حقیقت سے آگاہ نہیں کر سکتا ــــ یہ ہمارا اصول ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"پھر کوئی ترکیب سوچو ــــ تمہاری بات نے مجھے بے چین کر دیا ہے ــــ اس مشن

کو ہر قیمت پر کامیاب ہونا چاہئے" ۔۔۔ ٹملے نے کہا ۔

"ایک صورت ہے" ۔۔۔ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔

"وہ کیا ۔۔۔ ؟" ٹملے نے چونک کر پوچھا ۔

"وہ یہ کہ تم ایل ۔ ایس ۔ ایس کی چیف باس کو میرے متعلق یہ کہو کہ میں ڈائنامیٹ کے کاموں میں بے حد تجربہ کار ہوں ۔ اگر وہ مجھے مشن میں اپنے ساتھ رکھ لیں تو میں ان کے بے حد کام آؤں گا اور میری ضمانت تمہیں دینی ہو گی ۔۔۔ اگر ایسا ہو جائے تو یقین کرو مشن ہر قیمت پر کامیاب ہو جائے گا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا ۔

"میرے خیال میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے" ۔۔۔ ٹملے نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔ اور پھر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھول کر ایک ڈبہ باہر نکالا اور اس پر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھمانے لگا ۔ پھر اس نے ایک بٹن دبایا تو ڈبے سے زوں زوں کی آواز آنے لگی ۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ٹملے کالنگ اوور" ۔۔۔ ٹملے بے چین لہجے میں بار بار کہہ رہا تھا ۔

"یس ۔ چیف باس سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے چیف باس کی حیرت آمیز سنائی دی ۔

"چیف باس ! ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مشن ہر حالت میں کامیاب ہو جائے گا اوور" ٹملے نے پوچھا ۔

"بالکل ہو گا ۔۔۔ تم صبح تک خوشخبری سن لو گے اوور" ۔۔۔ چیف باس کے لہجے میں اطمینان تھا ۔

"چیف باس ! ۔۔۔ میرے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو ان کاموں میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے ۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے اسے بھیج دوں ۔ اوور" ٹملے نے کہا ۔

"نہیں ۔ ہمیں کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہے اوور" ۔۔۔ چیف باس کی غصیلی آواز سنائی دی ۔

"تم اسے اپنے ساتھ رکھ لو ۔ ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے ۔۔۔ تم یقین کرو وہ بے حد کارآمد ثابت ہو گا ۔۔۔ پلیز ۔ یہ میری درخواست ہے اوور" ۔۔۔ ٹملے نے بے چین لہجے میں کہا ۔

"کیا تم اس کی مکمل ضمانت دیتے ہو ۔ اوور ۔۔۔ ؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس کی آواز سنائی دی ۔

"بالکل ۔۔۔ بھلا میں کسی ایسے آدمی کو ایسے موقع پر بھیج سکتا ہوں جو مشکوک ہو ۔ اوور" ۔۔۔ ٹملے نے جواب دیا ۔

"اوکے ۔۔۔ اسے بھیج دو ۔۔۔ پریذیڈنٹ سرکل کے قریب نمبر سکس عمارت کے برآمدے میں ۔۔۔ ہم اسے وہاں پک اپ کر لیں گے ۔۔۔ کوڈ فائنل آپریشن ہو گا ۔ اوور" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا ۔

"اوکے ۔۔۔ میں اسے ابھی وہاں بھیجتا ہوں ۔ اوور" ۔۔۔ ٹملے نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا ۔

ٹملے نے بھی بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور ڈبے کو دوبارہ میز کی دراز میں رکھتے ہوئے صفدر سے کہا ۔

"کام بن گیا ۔۔۔ تم وہاں پہنچ جاؤ ۔۔۔ مشن بہرحال کامیاب ہونا چاہئے" ۔۔۔ ٹملے نے کہا ۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ اب یقیناً ہو جائے گا" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

ٹملے نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ۔ بٹن دبتے ہی کمرے کا دروازہ

کھلا اور ایک مسلح گارڈ نے اندر جھانکا۔

"ان صاحب کو عمارت سے باہر پہنچا دو"۔۔۔ ٹھلے نے صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اس لئے اب وہ جلد از جلد عمران سے رابطہ قائم کر کے تمام صورت حال بتانا چاہتا تھا عمارت سے باہر جاتے ہوئے وہ دل ہی دل میں عمران کی ذہانت پر رشک کر رہا تھا جس نے صورتحال کا صحیح اندازہ لگایا تھا۔ اور صفدر کو لیبر پارٹی کے عزائم سے باخبر ہونے کے لئے بھیجا تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ حکومت جیوش نے اپنے مشن کے سلسلے میں لیبر پارٹی کو ہی آلہ کار بنایا ہو گا۔ اور صفدر دیکھ رہا تھا کہ عمران کا اندازہ سو فیصد درست نکلا تھا۔



پریذیڈنٹ سرکل ایک وسیع و عریض قلعہ نما عمارت تھی۔ اس عمارت کے باہر باقاعدہ اونچی فصیل موجود تھی۔ فصیل کے اوپر بجلی کے ننگے تار لگائے گئے تھے جن میں ہر وقت طاقتور برقی رو دوڑتی رہتی تھی۔ فصیل پر ہر دس گز کے بعد طاقتور سرچ لائٹیں نصب تھیں جن سے فصیل اور اس کے اردگرد کا علاقہ بقعہ نور بنا ہوا تھا سرکل کی عمارت کا ایک ہی مین گیٹ تھا۔ جو فولاد سے بنایا گیا تھا اور اس گیٹ پر چاق چوبند مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کے اندر بھی ہر طرف فوجی گشت کر رہے

تھے۔ اصل عمارت کے اندر ایک مخصوص ہال تھا۔ جو ساؤنڈ پروف اور بم پروف تھا اس ہال میں داخلے کا ایک ہی دروازہ تھا جس کے باہر ایک جدید ترین کمپیوٹر نصب تھا۔ اندر جانے والا جب اس کمپیوٹر کے سامنے سے گزرتا تو کمپیوٹر اس کے ذہن کی رگوں تک کو کھنگال لیتا اور ہال کا دروازہ صرف اسی صورت میں کھل سکتا تھا کہ جب کمپیوٹر او کے کا بلب جلا دیتا۔

پارٹی میٹنگ کے لئے اس ہال کو اسی لئے چنا گیا تھا کہ یہ ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔ ملکی حالات کے پیش نظر اس بات کا خدشہ موجود تھا کہ تخریبی عناصر کہیں پارٹی میٹنگ کے دوران حملہ نہ کر دیں اور اس طرح پارٹی کے تمام بہترین دماغ ختم ہو جاتے۔ چنانچہ صدر مملکت نے پریذیڈنٹ سرکل کو ترجیح دی تھی۔

ٹاپ پارٹی میٹنگ کے لئے اس وقت انتظامات بے حد سخت تھے۔ پارٹی کے اعلیٰ حکام ہال میں پہنچ چکے تھے۔ صرف صدر مملکت کا انتظار تھا جو تھوڑی دیر میں پہنچنے والے تھے۔ میٹنگ لیبر پارٹی کی طرف سے ہونے والے مظاہروں کے خلاف کوئی واضح لائحہ عمل تجویز کیا جانا مقصود تھا۔ اور مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر اس بات کا امکان تھا کہ یہ میٹنگ تمام رات جاری رہتی۔ اس میٹنگ کی تجویز وزیر داخلہ نے پیش کی تھی اور صدر مملکت نے اسے منظور کر لیا تھا۔

پریذیڈنٹ سرکل کے چاروں طرف کمرشل عمارتیں موجود تھیں جن میں سے ایک عمارت نمبر سکس کہلاتی تھی۔ یہ ایک چار منزلہ عمارت تھی جس میں زیادہ تر کمرشل کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ یہ عمارت پریذیڈنٹ سرکل کے مین گیٹ کے بالکل سامنے واقع تھی۔ اس عمارت کے نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا ریسٹورنٹ تھا جو تمام رات کھلا رہتا تھا۔ ریسٹورنٹ کے دروازے کے ساتھ ہی سیڑھیاں عمارت کے اوپر جا رہی تھیں مگر ان سیڑھیوں کے آغاز میں ایک دروازہ تھا جو رات کو بند کر دیا جاتا تھا اور وہاں ایک

چوکیدار تمام رات موجود رہتا تھا۔ اگر کسی کمپنی کے کارکنوں کو کام کرنا ہوتا تو پھر چوکیدار کو اس کی اطلاع دے دی جاتی۔ اور چوکیدار دروازہ کھول دیتا۔ مگر وہ خود وہاں موجود رہتا تھا۔

اس وقت بھی چوکیدار دروازہ بند کر کے اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بڑی دلچسپی سے سڑک پار پریذیڈنٹ سرکل کی عمارت کو دیکھ رہا تھا جس میں آج ضرورت سے زیادہ ہی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔

ابھی اُسے دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار عمارت کے برآمدے کے سامنے آکر رکی اور پھر چوکیدار یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کار میں سے ایک خوبصورت لڑکی باہر نکلی۔ اس نے نیلے رنگ کا سکرٹ پہنا ہوا تھا لڑکی کے لباس اور چال ڈھال میں خاصا وقار تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی چوکیدار کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"تم چوکیدار ہو" — ؟ لڑکی نے بڑے باوقار لہجے میں چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مس" — چوکیدار نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں مسز جانسن ہوں — جانسن اینڈ جوکارو لمیٹڈ کے ڈائریکٹر کی بیوی" — لڑکی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

چوکیدار یہ بات سُن کر کچھ اور مؤدب ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس عمارت میں سب سے بڑا دفتر جانسن اینڈ جوکارو لمیٹڈ کا ہے اور ڈائریکٹر جانسن کے ہاتھ بیحد لمبے ہیں۔ سنا گیا تھا کہ وہ صدر مملکت کا کلاس فیلو رہا ہے۔

"یس مسز جانسن! — حکم فرمائیے — میرے لائق کوئی خدمت" — ؟ چوکیدار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

مسز جانسن نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نوٹ موجود

تھا۔ اس نے چوکیدار سے کہا۔

"یہ رکھ لو — مجھے مسٹر جانسن کے دفتر میں جانا ہے — میں نے ان کے دراز سے ایک پرائیویٹ خط نکالنا ہے" — مسز جانسن نے نوٹ چوکیدار کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

چوکیدار کی آنکھیں اتنی بڑی مالیت کا نوٹ دیکھتے ہی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ نوٹ اسکی ایک ماہ کی تنخواہ سے بھی زیادہ مالیت کا تھا۔ اس نے تیزی سے نوٹ مسز جانسن کے ہاتھ سے لے لیا۔

"مگر مادام — اگر مسٹر جانسن کو اس کا علم ہو گیا تو" — ؟ چوکیدار نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا بے فکر رہو — تم میرے ساتھ چلو" — مسز جانسن نے باوقار لہجے میں کہا۔ اور چوکیدار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے دروازے میں لگے ہوئے مخصوص نمبروں کے تالے کو کھولا اور پھر مسز جانسن کے آگے آگے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ سیڑھیاں چڑھ کر پہلی منزل پر پہنچے برآمدے کے سامنے کھڑی ہوئی کار کا دروازہ کھلا اور چوکیدار جیسا ہی قدوقامت کا ایک نوجوان باہر آگیا۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو چوکیدار نے پہنا ہوا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کرسی کی طرف بڑھا اور پھر یوں کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیسے وہ صدیوں سے اس عمارت کی چوکیداری کرتا آیا ہو۔

جانسن اینڈ جوکارو کا دفتر عمارت کی دوسری منزل پر تھا۔ یہ پوری منزل ہی جانسن اینڈ جوکارو کے استعمال میں تھی۔ چنانچہ جیسے ہی چوکیدار دوسری منزل پر پہنچا۔ اس کے پیچھے آنے والی لڑکی کا ہاتھ اچانک حرکت میں آیا اور اس کی کھڑی ہتھیلی بجلی کی سی تیزی سے چوکیدار کی کنپٹی پر پڑی اور چوکیدار "اوہ" کی آواز نکال کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ لڑکی

نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔ چوکیدار بے ہوش ہو چکا تھا۔ لڑکی نے بڑے اطمینان سے اُسے فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے اس کی نال فرش پر پڑے بیہوش چوکیدار کے سینے پر رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ ریوار سے نکلنے والی گولی چوکیدار کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ اور وہ بے چارہ ذرا سا تڑپ کر اس دنیا سے ہی کوچ کر گیا۔ لڑکی نے بڑی پھرتی سے اس کی لاش کو ٹانگ سے پکڑا اور اُسے گھسیٹتی ہوئی نزدیکی ٹوائلٹ کے اندر لیتی چلی گئی۔ ٹوائلٹ میں اس کی لاش پھینک کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو باہر کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ادھر کا خیال رکھنا۔ میں عمارت کا عقبی دروازہ کھول دیتی ہوں ——— ڈرائیور سے کہہ دو کہ کار اسطرف لے آئے اور دروازہ بند کر دو اور بغیر خصوصی اجازت کے کسی کو اوپر نہ آنے دینا" ——— لڑکی نے تیز لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس!" ——— نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور لڑکی تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پھر کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر ڈرائیور سے کچھ کہا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نوجوان واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

لڑکی واپس دوسری منزل پر پہنچ گئی۔ یہاں ایک طویل راہداری تھی وہ راہداری پار کر کے آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی تختی لگی ہوئی تھی۔ لڑکی نے جیب سے ایک تار نکال کر دروازے کے تالے میں ڈالا اور پھر اُسے چند لمحے مخصوص انداز میں ادھر ادھر گھماتی رہی۔ پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز

سنائی دی اور لڑکی نے تار باہر نکال لیا۔ اب اس نے ہینڈل کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور لڑکی اندر داخل ہو گئی۔

یہ ایک خاصا وسیع ہال تھا۔ اس کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا۔ لڑکی نے تار کے ذریعے اس کا تالا کھولا اور پھر دروازہ کھول دیا یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ لڑکی سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا لڑکی نے تار کے ذریعے اس کا تالا بھی کھول دیا۔ یہ دروازہ ایک بند اور کافی تنگ گلی میں کھلتا تھا۔ دروازے کے باہر ہی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔

جیسے ہی دروازہ کھلا۔ کار میں سے تین نوجوان لڑکیاں جنہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ دروازے کے اندر داخل ہو گئیں۔ ہر لڑکی کی کمر پہ ایک تھیلا سا بندھا ہوا تھا وہ سیڑھیاں چڑھتی چلی گئیں۔ ان کے اوپر جاتے ہی کار تیزی سے ریورس ہوتی ہوئی واپس چلی گئی۔ نیلے سکرٹ والی لڑکی نے اس بار دروازہ بند نہیں کیا بلکہ ویسے ہی اس کے پٹ بند کئے اور واپس سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ہال میں پہنچ گئی۔ وہ تینوں لڑکیاں میٹنگ ہال میں موجود تھیں۔ انہوں نے کمر سے بندھے ہوئے تھیلے اتار کر فرش پر رکھ دیئے تھے۔

"ہمیں انتہائی تیزی اور پھرتی سے کام کرنا ہے ——— چیف باس بھی جلد ہی یہاں پہنچنے والی ہیں ——— میں چاہتی ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے ہم کام مکمل کر لیں" ——— نیلے سکرٹ والی لڑکی نے تیز لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— ان میں سے ایک لڑکی نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ان سب نے فرش پر پڑے ہوئے تھیلے کھولے اور تھیلوں میں سے ایک عجیب وغریب رائفل کے مختلف حصے نکالے اور پھرتی سے انہیں جوڑنے لگیں۔ جب وہ رائفل مکمل ہوئی تو کچھ عجیب سی بن گئی تھی۔ رائفل کی نال تکلی نما تھی۔ اور اس کے دستے کے اوپر ایک

چھوٹی سی مشین لگی ہوئی تھی۔

"چلیں باس" ——— ایک لڑکی نے رائفل گلے میں لٹکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نیلے سکرٹ والی لڑکی کے پیچھے چلتی ہوئی وہ تینوں میٹنگ ہال سے باہر نکل آئیں اور راہداری کے دوسرے سرے پر موجود ایک اور کمرے میں داخل ہوئیں۔ اس کمرے میں سامنے والی دیوار پر تین کھڑکیاں موجود تھیں۔ باس نے ان کے پردے ہٹائے اور پھر کھڑکیوں کے پٹ کھول دیئے۔ ان کھڑکیوں میں سے پریذیڈنٹ سرکل کی عمارت صاف نظر آ رہی تھی۔

"تمہارا ٹارگٹ اس عمارت کا درمیانی ہال ہے۔ اس ہال کی چھت تکونی ہے۔ وہ جو درمیان میں نظر آ رہی ہے" ——— باس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ——— باقی تینوں لڑکیوں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے گنیں اتار کر انہیں کندھے سے لگایا۔ بگل نما نال کا ایک سرا انہوں نے کھڑکی سے ٹکایا اور خود گھٹنے ٹیک کر فرش پر بیٹھ گئیں۔

"یس فائر" ——— باس نے آہستہ سے کہا۔

اور پھر ایک لڑکی نے گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی بگل نما نال کے سرے پر ایک نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ دستے کے اوپر لگی ہوئی مشین میں سے بھی ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی اور پوری رائفل یوں لرز رہی تھی جیسے زلزلہ آیا ہوا ہو۔ لڑکی نے اسے بڑی مضبوطی سے سنبھال رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد مشین یکدم بند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی رائفل کی لرزش بھی بند ہو گئی۔ لڑکی جس نے یہ رائفل سنبھال رکھی تھی، نے ایک طویل سانس لی اور پھر رائفل ہٹا کر کھڑی ہو گئی۔

"یس نمبر ٹو فائر" ——— باس نے دوسری لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو رائفل لئے دوسری کھڑکی میں موجود تھی۔ باس کے حکم پر اس نے رائفل کا ٹریگر دبا دیا۔ اس کی نال کے سرے پر بھی نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ اور پھر اس کی رائفل بھی چند لمحے لرزتے

کے بعد ساکت ہو گئی۔

پھر باس کے حکم پر تیسری لڑکی نے تیسری کھڑکی سے رائفل کا ٹریگر دبا دیا اور چند لمحوں بعد وہ بھی ساکت ہو گئی۔

"او کے ——— بنیادی کام ہو گیا" ——— باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کھڑکیاں دوبارہ بند کر دیں۔

"آؤ واپس" ——— باس نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتیں واپس میٹنگ ہال میں پہنچ گئیں۔

میٹنگ ہال میں پہنچتے ہی وہ سب ٹھٹک گئیں۔ میٹنگ ہال میں چار اور لڑکیاں بھی موجود تھیں۔ ان سب نے بھی سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکی نے چہرے پر نقاب لگا رکھا تھا۔

"کام ہو گیا" ——— نقاب پوش لڑکی نے آنے والیوں سے پوچھا۔

"یس چیف باس" ——— نیلے سکرٹ والی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ——— اب ہم دوسرے مرحلے کی تیاری کرتی ہوں" ——— چیف باس نے کہا اور پھر اس نے قریب کھڑی سیاہ پوش لڑکی کو اشارہ کیا۔ اس لڑکی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین آگے کر دی۔ یہ ایک چھوٹی سی مشین تھی جس پر دو بلب لگے ہوئے تھے۔ چیف باس نے مشین کے قریب لگا ہوا ایک ایریل بلند کر کے اسے ایک کھڑکی سے باہر نکال دیا اور پھر مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین پر کسی شہر کا نقشہ ابھر آیا۔ جس پر سرخ رنگ سے بلند سے لکھے ہوئے تھے۔ چیف باس نے تیزی سے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک چھوٹا سا ہینڈل نیچے کھینچا تو نقشے کے انتہائی مغربی جانب سے روشنی کا نقطہ تیزی سے حرکت کرتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ چیف باس ہینڈل نیچے کرتی چلی گئی اور روشن نقطہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر روشن نقطے کو ایک جگہ روک کر چیف باس نے ہینڈل کو دائیں طرف

کھسکایا تو روشن نقطہ دائیں طرف ہٹتا چلا گیا۔ چیف باس اسی طرح روشن نقطے کو اوپر نیچے دائیں بائیں کھسکاتی ہوئی آخر کار نمبر ۱۲ کے ہندسے پر لے گئی۔ اس نے ہینڈل کی مدد سے نمبر ۱۲ کی دکھائی گئی حدود کے گرد اس روشن نقطے کو گھمایا اور پھر اس روشن نقطے کو عین اس حدود کے درمیان میں پہنچا کر اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی روشن نقطہ اور نقشہ غائب ہو گیا۔ چیف باس نے بڑی احتیاط سے مشین کو ایک میز پر رکھ دیا۔

"پریذیڈنٹ سرکل کو کیموفلاج کر دیا گیا ہے ——— اب تیسرا مرحلہ باقی رہ گیا ہے۔ مگر اس مرحلے کے لئے جان کی قربانی دینی پڑے گی" ——— چیف باس نے اردگرد کھڑی ہوئی لڑکیوں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم سب اپنے وطن پر جان دینے کے لئے تیار ہیں" ——— سب لڑکیوں نے بڑے عزم سے جواب دیا۔ اور چیف باس کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔ اچانک اس کی کلائی پر ہلکی ہلکی ضربیں لگنے لگیں۔ اس نے چونک کر اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا جس کے ڈائل پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ چمک رہا تھا۔

"اس وقت کس کی کال ہو سکتی ہے" ——— چیف باس نے حیرت آمیز لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ بٹن کھینچتے ہی ڈائل پر چمکنے والا سرخ رنگ کا ہندسہ سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ——— ٹملے کالنگ اوور"۔

"یس ——— چیف باس سپیکنگ اوور" ——— چیف باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس وقت لیبر پارٹی کے صدر مسٹر ٹملے کی کال حیرت انگیز تھی۔

"چیف باس! ——— کیا تمہیں یقین ہے کہ مشن ہر حالت میں کامیاب ہو جائیگا۔ اوور؟"

مسٹر ٹملے کی آواز سنائی دی۔

"بالکل ہو گا ——— تم صبح تک خوشخبری سن لو گے اوور" ——— چیف باس نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ مسٹر ٹملے بے چین ہو رہا تھا۔ اسی بے چینی کی وجہ سے اس نے کال کی ہے۔

"چیف باس! ——— میرے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو ان کاموں میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے اسے بھیج دوں۔ اوور ———"

دوسری طرف سے مسٹر ٹملے کی آواز سنائی دی۔

"نہیں ——— ہمیں کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہے اوور" ——— چیف باس کو مسٹر ٹملے کی اس پیشکش پر غصہ آ گیا کہ وہ انہیں نا اہل سمجھتا ہے۔

"تم اسے اپنے ساتھ رکھ لو۔ ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے ——— تم یقین کرو کہ وہ بے حد کارآمد ثابت ہو گا ——— پلیز۔ یہ میری درخواست ہے اوور" ——— دوسری طرف سے مسٹر ٹملے کی بے چین آواز سنائی دی۔

اسی لمحے چیف باس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ مسٹر ٹملے ان کا خاص آدمی تھا اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کوئی غلط آدمی نہیں بھیج سکتا اور اگر اسی آدمی کو مشن کے آخری مرحلے پر بھیج دیا جائے تو کیا برا ہے۔ اس طرح لیڈیز سیکرٹ سروس کے کارکن کی جان بچ جائے گی جو بہرحال چیف باس کی نظروں میں ٹملے کے آدمی سے زیادہ قیمتی تھی۔

"کیا تم اس کی مکمل ضمانت دیتے ہو۔ اوور ———؟" چیف باس نے کہا۔

"بالکل ——— بھلا میں کسی ایسے آدمی کو ایسے موقع پر بھیج سکتا ہوں جو مشکوک ہو۔ اوور" ——— ٹملے نے جواب دیا۔

"اوکے ——— اسے بھیج دو ——— پریذیڈنٹ سرکل کے قریب نمبر سکس عمارت کے برآمدے میں ہم اسے پک اپ کر لیں گے ——— کوڈ فائنل آپریشن ہو گا اوور" ——— چیف باس

"ہمیں تیراکی سکھانے کے لئے یہاں پھینکا گیا ہے ——— میرا خیال ہے کہ ہمیں دو چار غوطے اور کھانے چاہئیں تاکہ جلد از جلد تیراکی سیکھ لیں" ——— عمران کے لہجے میں وہی ازلی اطمینان تھا۔

"عمران صاحب! ——— مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہاں کوئی زہریلی گیس موجود ہے ——— میرے ذہن پر تاریکی یلغار کر رہی ہے" ——— صفدر نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھائی! تم تو تیراکی کی بجائے شاعری کرنے لگ گئے ہو ——— کیا بات ہے ——— تاریکی کی یلغار ——— بہت اچھا استعارہ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی محسوس کر لیا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ اس کے جسم کا جتنا حصہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ سن ہوتا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی دماغ پر بھی آہستہ آہستہ اندھیرے سے چھاتے محسوس ہو رہے تھے۔

"عمران صاحب! ——— میرا جسم ——— س ——— سن ہوتا جا رہا ہے ——— صفدر کی آواز میں یوں لڑکھڑاہٹ تھی جیسے اس نے چار پانچ شراب کی بوتلیں اکٹھی پی لی ہوں۔

اب عمران کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ سرنگ میں موجود پانی زہریلا ہے اور پوری سرنگ میں زہریلی گیس موجود ہے۔ اگر وہ فوراً یہاں سے نکل نہ گئے تو پھر یقیناً وہ بے ہوش ہو کر پانی میں گر پڑیں گے اور نتیجہ ظاہر ہے کیا نکلنا ہے۔

اب صفدر نے یوں جھولنا شروع کر دیا تھا جیسے وہ چند لمحوں بعد پانی میں گر پڑے گا۔ عمران کی قوت برداشت یقیناً صفدر سے کئی گنا زیادہ تھا اس لئے عمران ابھی اس حالت تک نہیں پہنچا تھا جس سے صفدر گذر رہا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ اب گذرنے والا ہر لمحہ اُسے موت کے قریب ہی لے جائے گا۔ اس نے ایک ہاتھ سے

صفدر کو سنبھالا اور پھر قدرے سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صفدر! ——— ہوش میں آؤ ——— اپنی قوت ارادی کو بروئے کار لاؤ ——— ورنہ ہم یہاں سے نہیں نکل سکیں گے"۔

عمران کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ صفدر نے یکدم اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور اس بار اس کے جسم میں لڑکھڑاہٹ ختم ہو گئی۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ——— واقعی ہمیں ہوش و حواس میں رہنا چاہیئے"۔ صفدر کے لہجے میں خود اعتمادی عود کر آئی تھی۔

صفدر کی طرف سے قدرے تسلی ہوتے ہی عمران نے اپنے جسم کو حرکت دی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ٹانگیں حرکت کرنے سے معذور ہو گئی ہوں۔ مگر اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر وہ انہیں گھسیٹتا چلا گیا۔

آہستہ آہستہ سرکتا ہوا عمران سرنگ کی مقابل کی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کبھی نہ کبھی اس پانی کو یقیناً نکالا جاتا ہو گا۔ اس لئے پانی نکالنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام ضرور ہو گا۔ مگر پوری دیوار کو اچھی طرح ہاتھ سے کھنگالنے کے باوجود اُسے ایسا کوئی روزن نظر نہ آیا۔ اس کی ذہنی حالت بھی اب آہستہ آہستہ ابتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ آخر کار وہ اپنی کوشش چھوڑ کر سیدھا ہو گیا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اُسے اپنے قریب ہی ایک دھماکہ سا سنائی دیا اور پھر اس نے جیسے ہی پلٹ کر دیکھا تو اس نے صفدر کو لڑکھڑا کر پانی میں گرتے دیکھا۔ صفدر کی قوت ارادی آخر کار جواب دے ہی گئی تھی۔ مگر عمران سمجھتا تھا کہ اگر فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل پیدا نہ ہوئی تو نہ صرف اس کا حشر بھی صفدر جیسا ہو گا بلکہ ان کی لاشوں کو قبر تک نصیب نہیں ہو گی۔ زہریلا پانی ان کے گوشت اور ہڈیاں تک کو گلا دے گا۔ اور عمران یہ بھی سمجھتا تھا کہ چاہے اس کی قوت ارادی کتنی ہی مضبوط

نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔ میں اُسے ابھی وہاں بھیجتا ہوں اوور" ۔۔۔۔۔ ٹمبلے کا مسرت بھرا جواب سنائی دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"تیسرے مرحلے کا مسئلہ بھی طے ہو گیا ۔۔ ہم ٹمبلے کے آدمی کو چارہ بنائیں گے" ۔۔۔۔ چیف باس نے کہا اور ہرکیولیس نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

"اینڈریا ۔۔۔ تم نیچے جا کر دروازے کی آڑ میں رک جاؤ اور اس آدمی کو چیک کر کے اوپر لے آؤ ۔۔۔۔ پوری طرح سے اطمینان کر لینا کہ وہ اکیلا ہو" ۔۔۔ چیف باس نے قریب کھڑی اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے باس" ۔۔۔ اینڈریا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ہال سے باہر نکلتی چلی گئی۔



عمران نے آگے بڑھ کر فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ ڈائیگر اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

"کون ہے" ۔۔۔ ؟ اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایل ۔ ایس ۔ ایس" ۔۔۔۔ عمران نے نسوانی آ[illegible]ز میں جواب دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر شب خوابی کے لباس میں ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے ایک جھٹکے سے لڑکی کو دھکا دیا اور لڑکی اچھل کر فرش پر پڑے ہوئے قالین پر پشت کے بل گر پڑی۔ لڑکی نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے بڑی وحشت کے عالم میں پوری قوت سے اس کے جبڑے پر بوٹ کی ٹھوکر ماری اور لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس دوران ڈائیگر دروازہ بند کر چکا تھا۔

"کھڑی ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے ایک باریک نوک والا خنجر نکال لیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید وحشت طاری تھی۔ ظاہر ہے اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی عکاسی کر رہی تھیں۔

"ک ک ۔ کون ہو تم" ۔۔۔ ؟ لڑکی نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی وحشت اور درندگی سے وہ خاصی خوفزدہ معلوم ہو رہی تھی۔

"وزیر داخلہ کہاں ہے" ۔۔ ؟ عمران نے پہلے سے زیادہ غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران کی بجائے کوئی زخمی چیتا غرا رہا ہو۔

"اوہ ۔۔ تو تم وزیر داخلہ کا معلوم کرنے آئے ہو" ۔۔۔۔ لڑکی کے چہرے پر یکدم اطمینان کی لہریں چھا گئیں۔

"ہاں ۔ جلدی بتاؤ وہ کہاں چھپا ہوا ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت پریذیڈنٹ سرکل میں موجود ہے جہاں ٹاپ پارٹی میٹنگ ہو رہی ہے" لڑکی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میٹنگ سے واپس کب آئے گا" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں ۔ ویسے اس کا خیال تھا کہ میٹنگ ساری رات جاری رہے گی" ۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔ گھبراہٹ کی [illegible] اس نے یہی سمجھا کہ آنے والوں کا تعلق لیبر پارٹی کے تخریب کاروں سے ہے اور وہ وزیر داخلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

"ہوں ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سچ بول رہی ہو ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسی فلیٹ سے برآمد ہو جائے اور" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ بول رہی ہوں ۔۔۔ کیا تمہارا تعلق لیبر پارٹی سے ہے" ۔۔۔ ؟ لڑکی نے اچانک پوچھا۔

"کیوں ۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو" ۔۔۔ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ اگر تم لیبر پارٹی سے تعلق رکھتے ہو تو تم یقیناً وزیر داخلہ کو قتل کرنے کے لئے آئے ہو گے" ۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر" ۔۔۔ ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں فکر نہیں کرنی چاہیئے ۔۔۔ صرف صبح کا انتظار کرو ۔۔۔ وزیر داخلہ تو کیا ساری پارٹی ختم ہو جائے گی" ۔۔۔ لڑکی نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ۔۔۔ عمران نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"اور صبح تمہاری پارٹی برسر اقتدار ہو گی" ۔۔۔ لڑکی نے مزید فاتحانہ انداز میں کہا۔

"مگر کیا یہ سب کچھ ایل۔ ایس۔ ایس کرے گی" ۔۔۔ ؟ عمران نے اچانک پوچھا۔

عمران کی بات سنکر لڑکی اچھل پڑی۔ اب تک اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ دروازہ کھلنے سے پہلے عمران نے ایل۔ ایس۔ ایس کا کوڈ دہرایا تھا۔

"تت ۔ تم ۔ تم" ۔۔۔ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ کیونکہ جوش میں وہ ایک بہت بڑا راز بتا چکی تھی۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی، یہ ایل۔ ایس۔ ایس کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ لڑکی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لڑکی ! ۔۔۔ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی ۔۔۔ تم نے ایل۔ ایس۔ ایس کا کوڈ سنکر دروازہ کھولا تھا اس لئے اب تم اس سے نہیں مکر سکتی" ۔۔۔ عمران نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی" ۔۔۔ لڑکی نے کہا اور پھر اچانک اس نے عمران پر حملہ کر دیا مگر عمران بے حد چوکنا تھا۔ اس نے اچانک اپنی جگہ سے ہٹ کر اس کا وار ناکام کر دیا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کی گردن پر خنجر کی خراش ابھرتی چلی گئی لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

لڑکی تیزی سے مڑی مگر اسی لمحے عمران نے فیصلہ کر لیا کہ اب مزید وقت ضائع کرنا فضول ہے۔ لڑکی سے اب کچھ اگلوانا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے جیسے ہی لڑکی مڑی۔ عمران نے پوری قوت سے خنجر اس کے سینے میں پیوست کر دیا اور لڑکی ایک جھٹکے سے فرش پر گرتی چلی گئی۔ اس کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے ڈائیگر کی طرف مڑا جو دروازے کے قریب خاموش کھڑا تھا۔ مگر دوسرے لمحے چونک پڑا۔ اس کے ہاتھ میں موجود گھڑی سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ عمران نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دو بار کھینچ کر بند کیا۔ اس کے ساتھ ہی گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ جل اٹھا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ صفدر سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ پرنس آف ڈھمپ فرام دس اینڈ اوور" ۔۔۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا اندازہ درست رہا ۔۔۔ لیبر پارٹی پوری طرح ملوث ہے اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"فضولیات نہیں صفدر ! ۔۔۔ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اوور" ۔۔۔ عمران نے

سرد لہجے میں کہا ۔

" اوہ سوری " ــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں ٹلے سے ملنے اور پھر ایل ۔ایس ۔ایس کے مشن میں شمولیت کی تفصیل بتادی ۔

" ویری گڈ صفدر ویری گڈ ــــ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ــــ تم ایسا کرو کہ فوراً کلب پہنچ جاؤ ۔ میں وہیں آ رہا ہوں اوور " ــــ عمران نے کہا ۔

" میں کلب سے ہی بول رہا ہوں اوور " ــــ صفدر نے کہا ۔

" او ۔کے ــــ میں آ رہا ہوں ــــ اوور اینڈ آل " ــــ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا ۔

" آؤ ڈائیگر ! ــــ ہماری ایک بہت بڑی مشکل حل ہو گئی ہے ــــ میں ایل ایس ایس کا مشن تو سمجھ گیا تھا کہ وہ برسر اقتدار پارٹی کو ختم کرنا چاہتی ہے مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں جبکہ حکومتی پارٹی کی طرف سے ہمیں کوئی تعاون نہیں مل رہا ۔ اب صفدر نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہے " ــــ عمران نے فلیٹ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے ڈائیگر سے کہا ۔ اور ڈائیگر نے سر ہلا دیا ۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار کلب میں داخل ہو رہی تھی ۔

" صفدر ! ــــ کیا ٹلے نے تمہارا حلیہ بھی چیف باس کو بتایا تھا " ــــ ؟ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

" نہیں ــــ صرف ایک آدمی کہا تھا " ــــ صفدر نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے ــــ اب تمہاری جگہ میں خود جاؤں گا " ــــ عمران نے کہا اور پھر میز کی دراز سے لی ۔ نائیو ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوینسی سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا ۔ چند لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا ۔

" ہیلو ــــ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور " ــــ عمران نے کہا ۔

" یس ــــ کیپٹن شکیل سپیکنگ اوور " ــــ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی ۔

" کیپٹن ! ــــ کیا تمام ساتھی موجود ہیں اوور " ــــ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" ہاں ــــ صفدر کے علاوہ باقی سب موجود ہیں اوور " ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ایسا کرو ــــ تم سب مسلح ہو کر پریذیڈنٹ سرکل کے قریب واقع عمارت نمبر سکس کو گھیر لو سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے ــــ صفدر بھی تمہیں وہیں مل جائے گا ــــ میری عدم موجودگی میں صفدر تم سب کو کنٹرول کرے گا اوور " ــــ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا ۔

" بہتر جناب اوور " ــــ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی ۔

" گھیرا انتہائی خفیہ ہونا چاہیئے ــــ عمارت میں موجود کسی شخص کو اس کا شک نہیں پڑنا چاہیئے ــــ اوور اینڈ آل " ــــ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا ۔

" صفدر ! ــــ تم فوراً عمارت کے قریب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملو ــــ اپنی کلائی کا ٹرانسمیٹر آن رکھنا ۔ میں بھی عمارت میں جا کر اسے آن رکھونگا ۔ اس طرح میرے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو تم سن سکو گے ــــ مجھے جب بھی تمہیں ہدایات دینی ہوں گی میں تمہیں عبارتی کوڈ سے ہدایات دونگا اور میری ہدایات پر تم اور تمہارے ساتھیوں نے فوری کام کرنا ہو گا " ــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ٹھیک ہے ــــ ایسا ہی ہو گا " ــــ صفدر نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا ۔

" ڈائیگر ! ــــ تمہارے پاس خا[illegible] کتنے ہیں " ــــ ؟ عمران نے ڈائیگر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"دس ـــــ" ڈائیگر نے جواب دیا۔

"تم انہیں لے جا کر پریذیڈنٹ ہاؤس کے گرد خفیہ طور پر پھیلا دو ـــــ اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ میں تمہیں کسی بھی وقت کوئی ہدایت دے سکتا ہوں ـــــ" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ" ڈائیگر نے جواب دیا۔

"مگر میری ہدایت کے بغیر کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیئے ـــــ اور کام ہدایت کے مطابق ہونا چاہیئے ـــــ" عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا ـــ آپ بے فکر رہیں باس ـــــ" ڈائیگر نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر عمران سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



ایک ٹیکسی نمبر سکس عمارت کے برآمدے کے سامنے رکی اور پھر ایک نوجوان اس میں سے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھا۔ ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے دروازے کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا چوکیدار اور دروازے کے پیچھے کھڑی ہوئی اینڈریا چوکنی ہو گئی۔

نوجوان جو ظاہر ہے عمران تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا چوکیدار کے قریب آیا۔

"ہیلو ـــــ" عمران نے چوکیدار کے قریب رکتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"کیا مسٹر ٹملے سے ملاقات ہو سکتی ہے ـــــ؟" عمران نے سرسری سے لہجے میں کہا پھر اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ کہتا۔ سیڑھیوں [illegible] دروازہ کھلا اور اینڈریا باہر آ گئی۔ مسٹر ٹملے کا حوالہ اس بات کی دلیل تھی کہ آنے والا نوجوان وہی ہے جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔

"آپ مسٹر ٹملے سے کیوں ملنا چاہتے ہیں ـــــ؟" اینڈریا نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر عمران چونکہ کلب سے نیا میک اپ کر کے چلا تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہ سکی البتہ عمران نے اینڈریا کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔

"فائنل آپریشن کیلئے ـــــ" عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ مگر تم یہاں کیسے آ گئے ـــــ؟" اینڈریا نے چونک کر پوچھا کوڈ کے باوجود وہ پوری طرح تسلی کر لینا چاہتی تھی۔

"مجھے مسٹر ٹملے نے بھیجا ہے ـــ چیف باس کے پاس ـــــ" عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے ـــ میرے ساتھ آؤ ـــــ" اینڈریا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد عمران اس ہال میں موجود تھا جس میں اینڈریا کے علاوہ سات لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے صرف ایک کا لباس نیلا تھا۔ باقی لڑکیوں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ ہال کے درمیان میں موجود میز پر ایک چھوٹی سی مشین پڑی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جس نے منہ پر نقاب پہن رکھا تھا۔ تمام لڑکیوں کے کندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

"کیا اس کے متعلق اطمینان ہو گیا ہے ـــــ؟" نقاب پوش لڑکی نے اینڈریا سے پوچھا

"یس چیف باس! ـــ یہ وہی آدمی ہے جسے مسٹر ٹملے نے بھیجا ہے ـــــ" اینڈریا نے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے ـــــ؟" چیف باس نے کہا۔

"پال جانسن ـــــ" عمران [illegible] دیا۔

"کیا تم خطرناک کام کر سکتے ہو ـــــ؟" چیف باس نے پوچھا۔

"میری تمام زندگی خطرناک کاموں میں ہی گزری ہے" ——— عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ایسا کام۔ جس میں تمہاری جان بھی جا سکتی ہو" ——— چیف باس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے کبھی اپنی جان کی پرواہ نہیں رہی ——— مسٹر ٹلے کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس کے لئے اگر مسٹر ٹلے کے کام کی خاطر میری جان بھی چلی جائے تو مجھے پرواہ نہیں" عمران نے جواب دیا۔

"خوب! ——— تو سنو پال بانسن! ——— تم نے مسٹر ٹلے کے لئے ایک اہم کام کرنا ہے۔ ہم تمہیں ایک مخصوص قسم کا پستول دیں گے۔ تم نے اس پستول سمیت کسی بھی طرح سے پریذیڈنٹ سرکل میں داخل ہونا ہے۔ چاہے جس طرح بھی جاؤ ——— پریذیڈنٹ سرکل کے اندر جا کر تم نے اس پستول سے ہوا میں ایک فائر کرنا ہے۔ اور بس تمہارا کام ختم ———" چیف باس نے کہا۔

"مگر یہ کام میرے شایان شان نہیں ——— مجھے تو کوئی ایسا کام دو جس سے میں پورے پریذیڈنٹ سرکل کو تباہ کر دوں" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے مایوسی ہوئی ہو۔

"یہ بھی کچھ ایسا ہی کام ہے ——— مگر مختلف نوعیت کا ہو سکتا ہے ——— نتیجہ وہی نکلے گا جو تم چاہتے ہو" ——— چیف باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیسے ——— ایک معمولی فائر کرنے سے وہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے ——— میرا خیال ہے کہ مسٹر ٹلے نے مجھے غلط جگہ بھیجا ہے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ——— بہرحال جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسا تمہیں کرنا پڑے گا" ——— چیف باس نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے گا ——— جب تک آپ مجھے مطمئن نہیں کریں گی کہ کام میرے شایان شان ہے ——— میں یہ کام نہیں کروں گا ——— یہ میری فطرت ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ——— تمہیں اس سلسلے میں تفصیل نہیں بتائی جا سکتی" ——— چیف باس نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے واپس جانے کی اجازت دیجئے ——— میں مسٹر ٹلے سے کہہ دوں گا کہ کام میرے مطلب کا نہیں" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— یہاں آ کر تم واپس نہیں جا سکتے ——— میں آخری بار پوچھ رہی ہوں کہ تم کام کرو گے یا نہیں" ——— ؟ چیف باس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"جب تک مجھے کام کی تفصیل معلوم نہیں ہو گی۔ میں کام نہیں کروں گا ——— چاہے تم مجھے مار ہی کیوں نہ ڈالو" ——— عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

چیف باس چند لمحے خاموش رہی۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر اسے مختصر لفظوں میں بتلا بھی دیا جائے تو کیا حرج ہے ——— بہرحال وہ مسٹر ٹلے کا خاص آدمی ہے اور باتوں سے وہ جی دار لگتا ہے۔ اس لئے چیف باس کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر پریذیڈنٹ سرکل میں داخل ہو جائے گا۔

"سنو! ——— جب تم فائر کرو گے تو پریذیڈنٹ سرکل کا مین ہال بھک سے اڑ جائے گا اور یہی ہمارا مقصد ہے" ——— چیف باس نے کہا۔

"مگر کیسے ——— ؟ ایک معمولی سے فائر سے ایسے کیسے ہو سکتا ہے" ——— ؟ عمران نے کٹ حجتی کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک مخصوص گیس اس ہال کے ارد گرد پھیلا دی ہے ——— اس مخصوص پستول سے فائر کرتے ہی وہ گیس جل پڑے گی میٹنگ ہال کے پرخچے اڑ جائیں گے" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جب تک اس مخصوص پستول سے فائر نہ کیا جائے۔ کام نہیں ہو سکے گا ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— اسی لئے تو تمہیں بھیجا جا رہا ہے" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— لاؤ وہ پستول —— میں کام کے لئے تیار ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

چیف باس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا اور چپٹا سا پستول نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے ایک لمحے لئے پستول کو بغور دیکھا اور پھر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک رکا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو —— خبردار اگر کسی نے حرکت کی" ——— عمران نے اچانک غراتے ہوئے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور سے دو شعلے نکلے اور ہال میں دو چیخیں گونج اٹھیں دو لڑکیوں نے پھرتی سے مشین گنیں اتارنا چاہی تھیں۔ وہ دونوں ڈھیر ہو چکی تھیں۔ باقی لڑکیوں نے اپنے ہاتھ اونچے کر لئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر بوکھلاہٹ طاری تھی۔

"تو تمہاری اصلیت سامنے آگئی —— مجھے پہلے ہی تم پر شبہ تھا ——— تمہارے بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ تم صحیح آدمی نہیں ہو —— اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے تمہیں چیک کر لوں" ۔ چیف باس نے جو میز کے قریب کھڑی تھی۔ بڑے اطمینان سے کہا۔

"مسٹر ٹملے کے لئے یقیناً میں صحیح آدمی ثابت نہیں ہوں گا ——— مگر تمہارے لئے میں واقعی صحیح آدمی ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصلی آواز میں کہا۔ اور اس بار چیف باس بری طرح چونک پڑی۔

"اوہ —— تو تم عمران ہو —— پاکیشیا کے جاسوس" ——— چیف باس نے کہا۔

"ہاں جانم —— پاکیشیا کا جاسوس اور تمہارا خادم ——— تمہارے ہیڈ کوارٹر میں تو میں نے شادی کی پیشکش واپس لے لی تھی مگر اب میں اس پیشکش کو پھر آگے بڑھاتا ہوں" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے یہ فقرے جان بوجھ کر کہے تھے کیونکہ اس طرح اس نے صفدر کو عبارتی کوڈ میں ہدایت دے دی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس چند ہی لمحوں میں پہنچ جائے گی۔

"تم اپنی کامیابی پر بے حد خوش ہو —— مگر تم نہیں جانتے کہ تم اس وقت کس پوزیشن میں ہو —— میرا معمولی سا اشارہ پورے پریذیڈنٹ سرکل کو اڑا دے گا اور تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا ——— چیف باس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم نے تو ابھی سے بیویوں جیسی گفتگو شروع کر دی —— لایعنی اور فضول —— مگر میری بات یاد رکھنا۔ اگر تم نے معمولی سی بھی حرکت کی تو گولی ٹھیک دل پر پڑے گی ——" عمران نے کہا۔

اسی لمحے راہداری قدموں سے گونج اٹھی۔

"عمران صاحب!" ——— عمران کی پشت سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"سب اندر آ جاؤ۔ اور ان سب کو غیر مسلح کر دو" ——— عمران نے ذرا سا ترچھا ہوتے ہوئے کہا۔

صفدر اچھل کر کمرے میں آ گیا۔

عمران نے چیف باس کو نشانے پر رکھا تھا۔ مگر صرف ایک لمحے کے لئے صفدر کے سامنے آ جانے کی وجہ سے وہ اوجھل ہو گئی تھی۔ اور پھر جب وہ نظر آئی تو میز پر پڑی ہوئی چھوٹی سی مشین اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ——— اب تم کچھ نہیں کر سکتے عمران —— میری انگلی اس بٹن پر ہے جس کے

دبتے ہی پورا پریذیڈنٹ سرکل اڑ جائے گا۔ اور ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا۔۔۔۔۔"
چیف باس کے ہذیانی قہقہوں سے ہال گونج اٹھا۔

"نہیں۔۔۔۔ تم غلط کہہ رہی ہو۔ اگر اس طرح پریذیڈنٹ سرکل اڑ سکتا تو تم مسٹر ملے کو میرے یہاں آنے کا نہ کہتیں۔۔۔۔ اور میرے آنے کا انتظار نہ کرتیں"۔۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"جس وقت مسٹر ملے نے کال کی تھی اس وقت واقعی یہ پوزیشن نہیں تھی۔ ہم گیس پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پوری طرح نہیں پھیلا سکے تھے۔ اور چونکہ مسٹر ملے کی پیشکش عجیب و غریب تھی اس لئے میں مشکوک ہو گئی اور میں نے تمہیں یہاں بلا لیا۔۔۔۔ میں تمہاری اصلیت جاننا چاہتی تھی۔ مجھے شک تھا کہ پاکیشیا کے کسی جاسوس نے اسے بیوقوف بنایا ہو گا۔ اور تمہاری اصلیت جاننے کے لئے میں نے تمہیں وہ چکر دیا تھا۔۔۔ دیکھو تمہارے سامنے ہی سب کام ہو جائے گا"۔۔۔۔ چیف باس نے انگلی کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں سیکرٹ سروس کے ممبران لڑکیوں کو غیر مسلح کر چکے تھے۔

"ٹھہرو!۔۔۔۔ تم ایسا نہیں کرو گی"۔۔۔۔ عمران نے اچانک غرا کر کہا۔ چیف باس کے اطمینان سے وہ کھٹک گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس کی بات درست ہو اور وہ اتنا بھیانک رسک نہیں لے سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ چیف باس کو باتوں میں لگا کر کچھ وقت لیا جائے اور کسی طرح اس سے یہ مشین چھین لی جائے۔

"کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔۔؟ سب کچھ ایک لمحے میں ہو جائے گا اور پھر پرواہ نہیں کہ ہمارا حشر کیا ہو۔۔۔۔ ہم اپنے وطن پر جان دینا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں"۔۔۔۔ چیف باس نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اگر تمہارا کام برسر اقتدار پارٹی کو ختم کئے بغیر ہو جائے تو کیا ضرورت ہے تمہیں ایسا کرنے کی"۔۔۔۔ عمران نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ۔۔۔ ورنہ میں بٹن دبا دوں گی"۔۔۔۔ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا اور عمران رک گیا۔ ایسی بے بسی سے پہلے اس کا کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔

"بٹن تو تم نے ویسے بھی دبانا ہے۔۔۔۔ پھر میرے رکنے سے کیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"چونکہ مجھے اپنی سروس کو بھی بچانا ہے۔۔۔۔ اس لئے میں تمہاری پیشکش پر غور کر سکتی ہوں"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"تو پھر صبح تک تم اپنا مشن ملتوی کر دو۔۔۔ میں صبح صدر مملکت سے بات کر کے انہیں تمہاری بات ماننے پر مجبور کر دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتی۔۔۔۔ میں تمہیں صرف آدھا گھنٹہ دے سکتی ہوں۔ اگر صدر مملکت آدھے گھنٹے کے دوران میرے ملک کے وزیراعظم سے فون پر بات کر کے رضامندی کا اظہار کر دیں تو ٹھیک۔ ورنہ میں بٹن دبا دوں گی"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔۔ مگر صدر مملکت سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے ہی میں پریذیڈنٹ سرکل خالی کرا چکا ہوتا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم مسٹر ملے کا حوالہ دے دینا۔ وہ فوراً تم سے بات کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے"۔۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر کیسے۔۔۔ میں اس سے رابطہ کیسے قائم کروں۔۔۔۔؟" عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹیلیفون پر"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"مگر یہاں ہال میں ٹیلیفون نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"موجود ہے۔۔۔۔ مگر میری پہلی شرط یہ ہے کہ تمہارے تمام ساتھی غیر مسلح ہو جائیں اور میرے

رکن ہتھیار سنبھال لیں۔ تب میں اطمینان سے آدھا گھنٹہ گذار سکتی ہوں۔ ورنہ نہیں۔“ چیف باس نے کہا۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچا۔ اُسے اسی میں بہتری نظر آئی کہ وہ چیف باس کا کہا مان لے۔ کیونکہ اس طرح کچھ وقت مل جائے گا۔ اور اس دوران ہو سکتا ہے وہ بازی پلٹا لے۔

”ٹھیک ہے — سب ہتھیار پھینک دو“ — عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور سب نے ہتھیار پھینک دیئے جنہیں لڑکیوں نے دوبارہ سنبھال لیا۔

”ٹھیک ہے — فون اس میز کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اسے اٹھا کر اوپر رکھو اور پھر صدر مملکت سے بات کرو“ — چیف باس نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے آگے بڑھ آیا۔

اب مسلح لڑکیوں نے عمران کے ساتھیوں کو مشین گنوں کے نشانے پر رکھا ہوا تھا جیسے ہی عمران قدم بڑھا کر کمرے کے درمیان میں آیا۔ اچانک چیف باس کے اشارے پر ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر مشین گن کی نال عمران کی کمر سے لگا دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کی جیب سے وہ مخصوص پستول بھی نکل گیا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا — عمران! — تم میرے داؤ میں آگئے — اس مشین کے بٹن دبانے سے کچھ نہیں ہوگا — ہوگا ویسے ہی جیسے میں نے پہلے کہا تھا۔ اور اب یہ کام تمہاری بجائے ممبر کریں گے“ — چیف باس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بڑے اطمینان سے مشین کو میز پر رکھ دیا۔ اور پستول اس لڑکی کے ہاتھ سے لے لیا۔

عمران نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ چیف باس نے واقعی اُسے بیوقوف بنا دیا تھا۔

”اینڈریا! — پستول لے کر تم جاؤ اور کسی بھی طرح پریذیڈنٹ ہاؤس میں داخل ہو کر

مشن مکمل کرو“ — چیف باس نے اینڈریا سے کہا۔

اینڈریا نے پستول چیف باس کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر وہ مطمئن انداز میں ہال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

ڈائیگو نے اپنے ساتھیوں کو پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پھیلا دیا تھا اور وہ خود نمبر سکس عمارت اور پریذیڈنٹ سرکل کے درمیان ایک درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ اس کا واچ ٹرانسمیٹر کھلا ہوا تھا اور عمران کے عمارت میں داخلے سے لیکر سیکرٹ سروس کے ممبران کے اندر جانے تک وہ اطمینان سے سب باتیں سنتا رہا۔ مگر پھر چیف باس کی مشین والی بات سنکر ڈائیگو چونک پڑا۔ صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ چیف باس کسی بھی لمحے مشین کا بٹن دبا سکتی تھی۔ اور اس طرح اس کا ملک ہمیشہ کے لئے جیوش کی غلامی میں چلا جاتا۔

چنانچہ بے چین ہو کر وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر تیزی سے درختوں کی آڑ لیتا ہوا نمبر سکس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نمبر سکس عمارت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ یہاں کی بڑی کمپنیوں سے جو ناجائز کام کرتی تھیں وہ اپنا حصہ وصول کرتا تھا۔ اور پھر وہ نمبر سکس عمارت کے عقبی طرف آگیا۔ یہاں کا دروازہ اس کی توقع کے مطابق کھلا ہوا تھا۔ اُسے توقع تھی کہ ایل۔ ایس۔ ایس نے فرار ہونے کے لئے اسی راستے کو منتخب کیا ہوگا۔ وہ دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ اوپر والے دروازے کے قریب پہنچا جو براہ راست اسی ہال میں کھلتا تھا جہاں

یہ سب ڈرامہ ہو رہا تھا۔

اس وقت صورت حال میں تبدیلی آچکی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دوبارہ زد میں لیا جا چکا تھا۔ اور چیف باس اینڈریا کو پستول دے کر بھیج رہی تھی وہ سوچنے لگا کہ کاش وہ سیڑھیوں سے آیا ہوتا تو آسانی سے اینڈریا پر قابو پا کر پستول چھین سکتا تھا۔ مگر اب وقت گذر چکا تھا۔ اُسے فوری طور پر کوئی کارروائی کرنی تھی۔ اس نے کوٹ کے اندر سے مشین گن نکالی اور پھر دروازے کو ہلکا سا دبایا۔ دروازے میں درز ہوگئی۔ اب وہ ہال میں دیکھ سکتا تھا۔

ڈائیگر نے دیکھا کہ دروازے کے بالکل سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور باقی لوگ پورے ہال میں بکھرے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیف باس پستول دینے کے لئے اینڈریا کی طرف مڑی تھی اور اس کے چہرے کا نقاب اُسے نظر آگیا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اچانک کمرے میں پہنچ جائے اور اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلے وہ اینڈریا اور چیف باس کو ختم کر دے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کم سے کم پریذیڈنٹ سرکل تو تباہی سے بچ جائے گا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر کچھ کرتا۔ اس نے دیکھا کہ عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اینڈریا کے ہاتھ سے پستول چھین کر فرش پر لیٹ چکا تھا۔

"فائر ——" اچانک چیف باس نے چیخ کر کہا۔

اور لڑکیوں نے مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ ڈائیگر نے اچانک دروازے پر بھرپور لات ماری۔ اس اچانک دھماکے سے ایک لمحے کے لئے سب کی توجہ ہٹ گئی اور وہی ایک لمحہ قیامت ثابت ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی اچانک لڑکیوں پر پل پڑے اور پھر ہال میں قیامت ٹوٹ پڑی۔ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ شروع ہو چکی تھی اور ہال میں چیخیں گونج اٹھیں۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر مشین گن کا ٹریگر دباتا۔ اس کے جسم کو ایک زبردست

جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا سر کے بل سیڑھیوں پر سے لڑھکتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور جسم بھی لڑھک رہا تھا۔ آخری سیڑھی پر پہنچنے سے پہلے ہی ڈائیگر کا سر ایک سیڑھی سے بُری طرح ٹکرایا اور اس کے دماغ میں اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ وہ نچلے دروازے کے قریب گر کر بے ہوش ہو چکا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کی نظریں چھت سے ٹکرائیں اور دوسرے لمحے اس کا شعور جاگ اٹھا۔ چھت پر کی گئی نقاشی نے اُسے یاد دلا دیا تھا کہ وہ اپنے ہی کمرے میں ہے۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"آرام سے، آرام سے" —— عمران کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور وہ چونک کر مڑا۔ قریب ہی کرسی پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"پرنس کیا ہوا ——؟ پریذیڈنٹ سرکل کا کیا ہوا" ——؟ ڈائیگر نے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہوگیا —— تمہاری اچانک مداخلت نے کام بنا دیا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیسے پرنس —— مجھے تفصیل بتاؤ" —— ڈائیگر نے بستر سے نیچے اتر کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہوا یہ کہ اِدھر میں نے اینڈریا کے ہاتھ سے پستول چھینا۔ اُدھر تم نے دھماکا کیا اور ایل۔ ایس۔ کی توجہ ہٹ گئی۔ میرے ساتھیوں نے اس لمحے سے فائدہ اٹھایا اور چونکہ وہ ہر لڑکی کے قریب موجود تھے اس لئے انہوں نے جھٹ کر ان کی مشین گنوں پر ہاتھ ڈال دیئے کچھ مشین گنیں ہاتھ آگئیں اور کچھ چل گئیں۔ بہرحال زبردست ہنگامے کے بعد آخرکار ہم چھ لڑکیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک لڑکی اینڈریا شدید زخمی ہوگئی۔ اور اچانک گولیاں چلنے سے مجھے بازو پر زخم آیا اور میرے دو ساتھی کیپٹن شکیل اور چوہان کو بھی گولیاں لگ گئیں" —— عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— کیا وہ ہلاک ہو گئے " —— ؟ ڈائیگر نے چونک کر پوچھا ۔

" نہیں ! —— انہیں فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا —— اور اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے " —— عمران نے جواب دیا ۔ اور ڈائیگر نے اطمینان کا سانس لیا ۔

" بہرحال اینڈریا سے ہمیں تفصیلات کا علم ہو گیا ہے —— ایل ۔ ایس ۔ ایس نے پریذیڈنٹ سرکل کو اڑانے کا بڑا بھیانک منصوبہ بنایا تھا ۔ انہوں نے مخصوص گنوں سے ایچ ۔ وی گیس کو پریذیڈنٹ سرکل کی فضا میں جمع کر دیا ۔ یہ گیس دس منٹ تک ایک ہی جگہ سمٹی رہتی ہے اور پھر مشین کے ذریعے اس گیس کو پورے پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پھیلا دیا گیا اب پریذیڈنٹ سرکل بارود کا ڈھیر بن چکا تھا ۔ مگر ایچ ۔ وی گیس کو آگ صرف نمبیلن شعاع سے لگ سکتی ہے اور اس پستول میں دبی شعاع پیدا کرتے والی گیس تھی ۔ یہ شعاع چونکہ دور تک مار نہیں کر سکتی ۔ اس لئے چیف باس کا منصوبہ یہ تھا کہ اس کی کوئی ممبر زبردستی پریذیڈنٹ سرکل کے گیٹ میں داخل ہو جاتی اور پھر صرف اس نے پستول کا فائر کرنا تھا اور پورا پریذیڈنٹ سرکل بھک سے اڑ جاتا ۔ ہماری یہ خوش قسمتی تھی کہ اچانک صفدر کی وجہ سے مسٹر ٹیلے نے کال کر دیا اور چیف باس اس لالچ میں آگئی کہ اپنا ممبر ضائع کرنے کی بجائے مسٹر ٹیلے کے آدمی کو بھیجا جائے ۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ پریذیڈنٹ سرکل کے ساتھ ساتھ پستول سے فائر کرتے والے کے جسم کے بھی ہزاروں ٹکڑے ہو جاتے بہرحال میں وہاں پہنچ گیا اور میں وہاں دھوکہ کھا گیا ۔ میں نے یہی سمجھا کہ پستول قبضے میں آگیا ہے اس لئے اب ایل ۔ ایس ۔ ایس کے ممبرز قابو کر لئے جائیں مگر چیف باس انتہائی چالاک اور ہوشیار لڑکی ہے ۔ اس نے مشین کے بٹن دبانے کے چکر میں بازی پلٹا دی ۔ چونکہ میں رسک نہیں لے سکتا تھا اس لئے اس کے داؤ میں آگیا ۔ بہرحال دوبارہ پستول پر قبضہ کرتے وقت میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ بعد میں چاہے مجھ سمیت سب ممبرز ختم ہو جائیں مگر میری حکومت کو شرمندہ نہ ہونا پڑے ۔ مگر تمہاری اچانک مداخلت سے کام بن گیا اور

کچھ زخم کھا کر ہم نے صورت حال کو قابو میں کر لیا ۔ اور یہ ملک ایک عظیم تباہی سے بچ گیا ۔ میں نے ہنگامی صورتحال میں صدر مملکت سے بات کی اور میٹنگ فوراً برخواست کر دی گئی ۔ ماہرین نے ایچ ۔ وی گیس کو دوبارہ سمیٹ کر پریذیڈنٹ سرکل کو بچا لیا ۔ صدر نے ہنگامی صورتحال نافذ کر کے لیبر پارٹی کے تمام سرکردہ لیڈر اور ٹیلے کو گرفتار کر لیا ۔ پھر ٹیلے نے سب کچھ اگل دیا اور اس طرح اصل منصوبہ ملک کے عوام اور مزدوروں کے سامنے آگیا اور ملک کی صورت حال پرسکون ہو گئی ۔ جیوش اپنے مشن میں ناکام ہو گیا "۔

" اوہ —— یہ سب کچھ ہو گیا اور میں بیہوش پڑا رہا " —— ڈائیگر نے کہا ۔

" ہاں —— تمہیں چھتیس گھنٹے بعد ہوش آیا ہے —— سیڑھیوں کی ایک اینٹ ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا سرا تمہارے سر میں گھس گیا تھا " —— عمران نے جواب دیا اور ڈائیگر نے بے اختیار ہاتھ سر پر پھیرا ۔ اس کا پورا سر پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا ۔

" مگر وہ چیف باس —— کیا وہ پکڑی گئی " —— ؟ ڈائیگر نے اچانک پوچھا ۔

" نہیں —— وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی —— اسی نے تو تم پر چھلانگ لگائی تھی ۔ تم تو بیہوش ہو گئے مگر وہ نکل گئی —— بہرحال یہاں کی سیکرٹ سروس اسے خود ہی ڈھونڈتی رہے گی " —— عمران نے جواب دیا ۔

" پرنس ! —— تم نے میرے ملک پر ایک زبردست احسان کیا ہے —— اتنا بڑا احسان کہ یہ ملک صدیوں اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکے گا " —— ڈائیگر نے انتہائی ممنون لہجے میں کہا ۔

" نہیں ڈائیگر ! —— ایسی بات نہیں ہے —— تمہارے ملک کے ہمارے ملک کے ساتھ انتہائی قریبی اور دوستانہ تعلقات ہیں ۔ اسی بنا پر تمہارے صدر نے ہم سے درخواست کی تھی —— اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ملک کی لاج رہ گئی —— اور پھر تم نے دو موقعوں پر ہم سب کی جانیں بچائی ہیں " —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

کیوں نہ ہو بہرحال وہ انسان ہے اور قوت ارادی آخر کب تک ساتھ دے سکتی ہے اس نے کئی بار اپنے سر کو زور زور سے جھٹکے دیئے اور پھر تیزی سے گھسٹتا ہوا اس طرف بڑھا جہاں صفدر پانی میں گرا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر صفدر کے بال پکڑے اور اس کا سر پانی سے باہر کھینچ لیا۔

صفدر کے چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اب چونکہ عمران کی آنکھیں تاریکی کی عادی ہو گئی تھیں اس لئے اُسے پورا ماحول صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں شمالی دیوار پر جم گئیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔ اس دیوار کے درمیانی حصے سے اینٹیں نکلی ہوئی تھیں اور وہاں ایک کافی بڑا سا سوراخ ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے زہریلی ہوا کے اثر سے اینٹیں گل کر نیچے گر گئی ہوں۔

عمران نے جھک کر صفدر کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر پوری قوت صرف کر کے اس نے صفدر کے بے ہوش جسم کو پانی سے اوپر اٹھا لیا۔ صفدر ہا نی بھاری بھرکم تھا اور پھر زہریلی ہوا میں کافی دیر رہنے کی وجہ سے عمران کی اپنی طاقت بھی کمزور ہو چکی تھی اس لئے صفدر کے جسم کو سنبھالنے میں اسے بڑی مشکل پیش آ رہی تھی۔ بہرحال پوری قوت صرف کر کے اس نے صفدر کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور پھر اسے سر سے بلند کر کے اس سوراخ کے پاس لے گیا اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے اس نے صفدر کے جسم کو اس ملبے سے سوراخ کے اندر گھسیڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ اس نے صفدر کا سر باہر کی طرف رکھا تھا ایک لمحے کے لئے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ صفدر کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں ڈال رہا ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے سر جھٹک کر یہ خیال ذہن سے نکال دیا۔ زہریلے پانی میں پڑے رہنے کی نسبت صفدر یہاں زیادہ محفوظ تھا۔

صفدر کی طرف سے فارغ ہو کر عمران نے ایک بار پھر باہر نکلنے کے لئے پوری سرنگ کا جائزہ لیا۔ زہریلی ہوا میں زیادہ دیر رہنے اور پھر صفدر کو اٹھانے کی وجہ سے اس کی طاقت میں کافی کمی آ گئی تھی۔ اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ دیر اس زہریلی سرنگ میں رہا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے موت سے نہیں بچا سکے گی۔ موت لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب آتی چلی جا رہی تھی۔

عمران کی نظریں اچانک سرنگ کی چھت کے ایک کونے میں جم گئیں۔ اس کی تیز نظروں نے اندھیرے میں بھی اس بات کا اندازہ کر لیا کہ چھت کے مغربی کونے میں نٹ بولٹوں سے ایک چھوٹا سا کسی دھات کا ٹکڑا جوڑا گیا ہے جبکہ باقی چھت سپاٹ تھی۔ اگر اس ٹکڑے کو چھت سے علیحدہ کر دیا جائے تو شاید نکلنے کی کوئی راہ پیدا ہو جائے مگر مسئلہ یہ تھا کہ چھت اس کے سر سے پانچ چھ فٹ بلند تھی اور اگر وہ اپنے ہاتھ بھی اونچے کرے تب بھی چھت اس کے ہاتھوں سے تین فٹ اونچائی پر تھی۔

عمران کے ذہن میں اچانک ہی ایک خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اب تک اس نے اس پہلو پر سوچا ہی نہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب وہ تختے سے گرے تھے تو کم سے کم پندرہ فٹ سے زیادہ فاصلہ طے کر کے پانی میں گرے تھے۔ پھر یہ چھت پانچ چھ فٹ بلند کیوں ہے اور دوسرے لمحے وہ سمجھ گیا کہ کمرے کا فرش اور یہ چھت علیحدہ علیحدہ دو چیزیں ہیں اور کسی خصوصی میکنزم کے ساتھ دونوں ایک وقت کھل جاتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر اس کا نظریہ درست ہے تو پھر اس چھت کو نیچے سے بھی کھولا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اس قسم کے میکنزم کے سائنسی اصولوں کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ مگر اب مسئلہ تھا چھت تک پہنچنے کا۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ جس روزن میں صفدر کا جسم گھسڑا ہوا تھا اس میں پیر رکھ کر چھت

"نہیں پرنس! — ایسا مت کہو — تم عظیم ہو — عظیم ترین" — ڈائیگر نے آگے بڑھ کر عمران کے پیر پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے — یہ کیا کر رہے ہو بھائی — میری جوتی کیوں اتار رہے ہو — یار بڑی مشکل سے یہ بوٹ خریدے ہیں — بڑے مہنگے ہوگئے ہیں" — عمران نے اُسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور ڈائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شُد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈارک آئی

مصنف ـــ مظہر کلیم ایم اے

ڈاکٹر افتخار ـــ پاکیشیائی نژاد ایکریمی سائنسدان ـــ جو ایکریمیا کا ایک انتہائی خفیہ دفاعی فارمولا پاکیشیا کے حوالے کرنا چاہتا تھا ـــ مگر ـــ ؟

ڈاکٹر افتخار ـــ جس نے فارمولے کے حصول کیلئے اس قدر پیچیدہ طریقہ کار استعمال کیا کہ عمران جیسا شخص بھی حقیقتاً چکرا کر رہ گیا۔

ڈارک آئی ـــ ایکریمیا کی ایک سرکاری تنظیم ـــ جو عمران سے پہلے فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ کیسے ـــ ؟

ڈارک آئی ـــ جس سے فارمولا حاصل کرنے کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بھرپور انداز میں کام کیا لیکن جب فارمولا حاصل ہوگیا تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ناکام واپس لوٹنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

- وہ لمحہ ـــ جب عمران پر حملہ کیا گیا اور جوانا نے عمران پر حملے کا انتقام لینے کیلئے ایکریمیا میں قتل و غارت کا بازار گرم کردیا۔
- وہ لمحہ ـــ جب جوانا کو بے پناہ قتل و غارت سے روکنے کے لئے عمران کو اسے دھمکیاں دینے پر مجبور ہونا پڑا ـــ کیا جوانا رک گیا ـــ یا ـــ ؟
- وہ لمحہ ـــ جب طویل عرصے بعد جوانا دوبارہ اپنی پرانی روش پر اتر آیا ـــ اور پھر جو بھی اس کے سامنے آیا عبرتناک موت کا شکار ہوتا چلا گیا۔
- وہ لمحہ ـــ جب آگ اور خون کے خوفناک سمندر عبور کرنے کے بعد آخر میں عمران پر یہ انکشاف ہوا کہ وہ مشن میں مکمل طور پر ناکام ہوگیا ہے تو عمران کا ردعمل ہوا ـــ ؟
- وہ لمحہ ـــ جب عمران کو یقینی موت سے بچانے کیلئے صالحہ نے اپنی جان کی قربانی دے دی۔ صالحہ کا کیا انجام ہوا ـــ ؟
- ڈارک آئی کے خلاف عمران کا ایک ایسا مشن ـــ جو خود عمران کیلئے انتہائی کٹھن اور صبر آزما ثابت ہوا۔

انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات، مسلسل اور بے پناہ ایکشن کے ساتھ ساتھ بے پناہ سسپنس سے بھرپور

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان